رازِ خلافت



اردو ترجمہ

سِرُّ الخِلَافَۃِ

حضرت مرزا غلام احمد

صرف احباب جماعت کے لیے

سِرُّ الخِلافَةِ

خلافت کا راز

تصنیف منیف

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مجدد صد چہاردہم

مترجم

عامر عزیز الازہری

احمدیہ انجمن لاہور

کتاب: سِرُّ الْخِلَافَةِ

خلافت کا راز

تصنیف: حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مترجم: عامر عزیز الازہری

ناشر: احمدیہ انجمن لاہور

طبع اول (عربی): 1894ء

طبع اول (معہ اردو ترجمہ): 2014ء

اس کتاب کی طباعت کے تمام اخراجات

فاروقی سلیمہ ٹرسٹ

نے ادا کیئے ہیں

قرآنِ کریم کے عشق اور انسانی ہمدردی سے مخمور، جناب نصیر احمد فاروقی صاحب مرحوم و مغفور، جماعتِ احمدیہ لاہور کے احباب میں اپنے روح پرور درُوسِ قرآن کے حوالے سے جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ یہ درُوس وہ عمر بھر اپنی رہائش گاہ یا جماعت کے مراکز میں دیتے رہے۔ اس سلسلہ میں ان کی اہلیہ محترمہ سلیمہ فاروقی مرحومہ مغفورہ کا جذبہ بھی کچھ کم نہ تھا۔ ان دونوں نے اپنے پیچھے ایک ایسا ورثہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا جس سے جماعت کو اسلام کا پیغام دنیا کے دور دراز کونوں تک پہنچانے کے کام میں مسلسل امداد ملتی رہے۔ اس مقصد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فاروقی صاحب نے اپنی تمام غیر منقولہ جائیداد وقف کر کے فاروقی سلیمہ ٹرسٹ کی بنیاد رکھی اور اسے احمدیہ انجمن لاہور کی نگرانی میں دیا تا کہ اس کے فلاحی اور دینی کاموں، خاص طور پر قرآنِ کریم اور دیگر دینی کتب کی طباعت، کے لیئے مسلسل سرمایہ فراہم ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کو اس نیک کام کا اجر دے اور جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

(غیر کاروباری مقاصد اور مفت تقسیم کے لیئے)

یہ کتاب

شیخ محمد حسین بٹالوی

اور دوسرے علماء مکفرین

کے الزام اور افحام اور ان کی مولویت کی حقیقت کھولنے کے لئے بوعدہ انعام ستائیس روپیہ شائع ہوئی ہے۔ ستائیس ۲۷ دن بالمقابل رسالہ بنانے کے لئے مہلت دی گئی ہے۔ اور یہ ستائیس دن روزِ اشاعت سے محسوب ہوں گے۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور
بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا

هذا كتاب يحكم بين الشيعة واهل السنة و يهدى الى الحق فى امر الخلافة وانه يقطع معاذير المخالفين و يبرز دقارير المفترين ولا يستنكره الاّ من لبس الصفاقة و خلع الصدق والصداقة واتبع الكاذبين

یہ کتاب اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان فیصلہ کرنے والی ہے اور خلافت کے معاملے میں حق کی طرف ہدایت کرنے والی ہے۔ بلاشبہ مخالفین کی قلمیں توڑ دے گی اور افتراء کرنے والوں کے جھوٹ کو ظاہر کر دے گی۔ اس کتاب سے کوئی نفرت نہیں کرے گا سوائے اس کے جس نے بے شرمی کا لباس پہنا ہوا ہے اور جس نے سچائی کی خلع اتار دی ہے اور وہ جھوٹوں کی اتباع کرنے والا ہے۔

كتاب عزيز محكم يفحم العدا
فنحمد بارءنا على اسعدا

یہ عزیز محکم کتاب دشمنوں کے منہ کو بند کر دے گی
پس ہم اپنے پرودگار کی اس سعادت پر شکر ادا کرتے ہیں

وَسَمَّيْتُهٗ سِرُّ الْخِلَافَةِ حُجَّةً

بما جاء فى تلك المقاصد ارشدا

اور میں نے اس کتاب کا نام ''خلافت کا راز'' رکھا ہے
جو ان نیک رہنمائی کرنے والے مقاصد کے بارے میں حجت ہے۔

هذا كتاب سر الخلافة لمن يبغى سبل الثقافة

یہ کتاب خلافت کے راز کو بیان کرنے والی ہے اس کے لیے جو سچائی کے راستے کو جاننا چاہتا ہے۔

انتساب

استاذی المکرم

قاضی عبدالاحد مرحوم ومغفور کے نام

جن کے صبر وحلم کے سامنے کوہساروں کی بلندی بھی ماند

فہرست

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس احقر العباد کو توفیق دی کہ حضرت مرزا صاحب کی شہرہ آفاق کتاب ''سر الخلافہ'' کا اردو ترجمہ آپ کے سامنے پیش کروں۔ حضرت مرزا صاحب کی یہ کتاب بحیثیت ایک حکم وعدل کے وہ شاہکار ہے کہ جس کے دل میں ذرا بھی خوف خدا ہوگا وہ اس تصنیف سے نہ صرف استفادہ کرے گا بلکہ یہ اس کے لیے ہدایت وروشنی کا ذریعہ بھی بنے گی۔

خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا (اصحابی کالنجوم بای اقتدیتم اهتدیتم) میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ یہ کتاب ان ستاروں کی مانند چمکنے والے اصحاب رسول ﷺ کی عظمت، حرمت، شان اور خدمت دین کے بارے میں ایک عظیم علمی اضافہ ہے۔

اس کتاب میں حضرت مرزا صاحب نے اہل سنت واہل تشیع حضرات کے درمیان اختلاف رائے پر اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب قرآن کی آیت استخلاف کے ماتحت ہوا اور آپؓ ہی اس آیت کا مصداق ہیں اور کوئی نہیں۔ اور یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت قرآن سے برحق ثابت ہے۔

آپ نے اس کتاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ کے مناقب اور اعلیٰ درجات کو ایک الگ باب میں بیان فرمایا ہے۔ میری اہل تشیع حضرات سے استدعا ہے کہ وہ اس کتاب کو پڑھنے سے قبل مناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا باب ضرور پڑھ لیں تو امید ہے کہ وہ اس کتاب سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں گے۔

یہ کتاب میرے جماعت ربوہ کے بھائیوں کے لیے بھی ہدایت اور روشنی کا باعث بن سکتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے آیت استخلاف کی جو تشریح وتصریح کی ہے وہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اس آیت کا مصداق سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کوئی نہیں۔

علاوہ ازیں اس کتاب میں حضرت مرزا صاحب نے ایک باب اسلام میں تصور مہدی کے بارے

میں بھی تحریر کیا ہے۔ جس سے یہ بات بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ کے نزدیک امت محمدیہ میں صرف ایک مہدی ہی نہیں بلکہ بے شمار ایسی ہستیاں مبعوث ہوں گی جو مہدی کا کردار ادا کریں گی اور دین اسلام کی تجدید و ترویج کا فریضہ سرانجام دیں گے۔

میں وضاحت کرتا چلوں کہ میری کہاں یہ بساط کہ میں اس کتاب کا ترجمہ کر سکتا۔ اس سارے کام کا سہرا میرے استاذی المکرم قاضی عبدالاحد مرحوم و مغفور کے سر ہے۔ میں تو محض کارندہ ہوں۔ اس ترجمہ کی روشنی، چاشنی اور حلاوت تو ان کی عظیم شخصیت ہے۔ اس سارے ترجمے کا جو بھی اجر و ثواب ہے وہ اسی ہستی کا ہے جس کے علم و فضل اور حکمت دین کے سامنے میری ذات ذرۂ بے نشاں ہے۔ جو اس کتاب سے مستفید ہو وہ ان کی بلندی درجات کے لیے ہاتھ اٹھائے کہ یہ عاصی تو محض خاک ہے۔

میں اپنی والدہ محترمہ کا شکر گزار ہوں کہ ان کی دعاؤں کا ثمر ہے جو یہ توفیق مجھے حاصل ہوئی اور میں اپنی زوجہ کا بھی ممنون ہوں کہ اس کے تعاون اور مدد کے بغیر یہ کام ممکن نہ ہوتا۔

میں جماعت احمدیہ لاہور کے امیر حضرت ڈاکٹر عبدالکریم سعید پاشا صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کام میں میری حوصلہ افزائی فرمائی اور ان کی دعاؤں اور مسلسل ہمت افزائی میرے لیے مشعل راہ رہی۔

میں محترم اعزاز الٰہی ملک صاحب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ ان کی معاونت کے بغیر یہ کام سہل نہ ہوتا۔ قاری محمد ارشد صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کی نوک پلک سنوارنے میں جانفشانی سے کام کیا۔ اللہ ان سب پر ابر کرم برساتا رہے۔

والسلام

عامر عزیز الازھری

27 اگست 2013ء

تعارف کتاب

کتاب سرالخلافہ حضرت مرزا صاحب نے جولائی 1894ء میں شائع کی۔ آپ کی یہ عربی زبان میں تصنیف اہل سنت و اہل تشیع کے درمیان ایک فیصلہ کن تحریر کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے اس کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ چاروں خلفاء راشدین خدا کے برگزیدہ انسان اور خدام اسلام تھے۔ انہوں نے اپنے ادوار میں اپنی استعداد، صلاحیت اور خلوص سے اسلام کی وہ خدمات سرانجام دیں جو رہتی دنیا تک ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔

اس کتاب میں آپ نے صراحت سے بیان فرمایا کہ قرآن مجید کی آیت استخلاف [النور 55:24] کا مصداق سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کوئی اور نہیں۔ اسی طرح آپ نے اس کتاب میں اصحاب ثلاثہ پر تبرے بازی کے بارے میں بیان فرمایا کہ یہ قرآن کی تعلیم کے قطعاً خلاف ہے۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلاف غاصب اور ظالم ہونے کا الزام کا جس طرح ردّ کیا ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے بالصراحت یہ ثابت کیا کہ ان خلفاء کی نیتوں میں کبھی دنیا پرستی مقصود نہ تھی۔ اور انہوں نے اپنی زندگیاں فقر اور زہد میں گزاریں۔ آپ نے اس کتاب میں اس نکتہ کو واضح کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فنا فی الرسول کے مقام پر فائز تھے۔

اسی طرح اس کتاب میں ایک باب آپ نے مہدی کی آمد کے متعلق پیشگوئیوں کا بھی شامل کیا ہے۔

کتاب کے اخیر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح میں جو قصائد آپ نے تحریر کیے ہیں وہ ادبی خزینہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

نکتہ چینوں کے لیے ہدایت اور واقعی غلطی کی شناخت کے لیے ایک معیار

اکثر جلد باز نکتہ چین خاص کر شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی جو ہماری عربی کتابوں کو عیب گیری کی نیت سے دیکھتے ہیں بباعث ظلمت تعصب کاتب کے سہو کو بھی غلطی کی مد میں ہی داخل کر دیتے ہیں۔ لیکن درحقیقت ہماری صرفی یا نحوی غلطی صرف وہی ہوگی جس کے مخالف صحیح طور پر ہماری کتابوں کے کسی اور مقام میں نہ لکھا گیا ہو مگر جب کہ ایک مقام میں کسی اتفاق سے غلطی ہو اور وہی ترکیب یا لفظ دوسرے دس بیس یا پچاس مقام میں صحیح طور پر پایا جاتا ہو تو اگر انصاف اور ایمان ہے تو اس کو سہو کاتب سمجھنا چاہیے نہ غلطی حالانکہ جس جلدی سے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں اگر اس کو ملحوظ رکھیں تو اپنے ظلم عظیم کے قائل ہوں اور ان تالیفات کو خارق عادت سمجھیں۔ قرآن شریف کے سوا کسی بشر کا کلام سہو اور غلطی سے خالی نہیں بٹالوی صاحب خود قائل ہیں کہ لوگوں نے کلام امرؤالقیس اور حریری کی بھی غلطیاں نکالیں۔ مگر کیا ایسا شخص جس نے اتفاقاً ایک غلطی پکڑی حریری یا امرؤالقیس کے مرتبہ پر شمار ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ نکتہ آوری مشکل ہے اور نکتہ چینی ایک ادنیٰ استعداد کا آدمی بلکہ ایک غبی محض کر سکتا ہے۔ ہماری طرف سے حمامۃ البشریٰ اور نور الحق کے بالمقابل رسالہ لکھنے کیلئے اخیر جون ۱۸۹۴ء تک میعاد تھی وہ گزر گئی۔ مگر کسی مولوی نے بالمقابل رسالہ لکھنے کی غرض سے انعام جمع کرانے کیلئے درخواست نہ بھیجی اور اب وہ وقت جاتا رہا۔ ہاں انہوں نے نکتہ چینی کیلئے جو ہمیشہ نالائق اور حاسد طبع لوگوں کا شیوہ ہے بہت ہاتھ پیر مارے اور بعض خوش فہم آدمی چند سہو کاتب یا کوئی اتفاقی غلطی نکال کر انعام کے امیدوار ہوئے اور ذرا آنکھ کھول کر یہ بھی نہ دیکھا کہ فی غلطی انعام دینے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایسا شخص اول بالمقابل رسالہ لکھے ورنہ حاسد نکتہ چین جو اپنا ذاتی سرمایہ علمی کچھ بھی نہیں رکھتے۔ دنیا میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ہیں کس کس کو انعام

دیا جائے۔ چاہیے کہ اول مثلاً اس رسالہ سر الخلافہ کے مقابل پر رسالہ لکھیں اور پھر اگر ان کا رسالہ غلطیوں سے خالی نکلا اور ہمارے رسالہ کا بلاغت وفصاحت میں ہم پلہ ثابت ہوا تو ہم سے علاوہ انعام بالمقابل رسالہ کے فی غلطی دو روپیہ بھی لیں۔ جس کے لئے ہم وعدہ کر چکے ہیں ورنہ یوں ہی نکتہ چینی کرنا حیا سے بعید ہوگا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

خاکسار

غلام احمد

سِرُّ الْخِلَافَةِ

خلافت کا راز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يا معطى الا يمان والعقل والفكر نحضر عتبتك بطيبات الحمد والشكر وندانى حضرتك بتحيات التمجيد والتقديس والذكر۔ ونطلب وجهك بقصوى الطلب و نسعى اليك فى الطرب والكرب نحفد اليك ولا نشكو الاين۔ و نؤمن بك ولا ناخذ فى كيف و اين۔ وجئناك منقطعين من الاسباب ومستبطنين احزانا للقاعدين على السراب و الغافلين عن الماء المعين و طرق الصواب والمستكبرين الذين يبلعون الريق ويرفضون الكاس ولا بريق و يعادون الصادقين۔ يتركون الحقائق لاوهام۔ وما كانت ظنونهم الا كمخلفته اوجهامهم ولا يجيئون اهل المعارف الا متكاسلين۔ ولا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اے ایمان اور عقل اور فکر کے عطا کرنے والے ہم تیرے در پر تیری پاک تعریف اور شکر کے ساتھ حاضر ہیں۔ ہم تیرے دربار میں تیری بزرگی اور تقدیس اور ذکر کے ساتھ حاضر ہیں۔ ہم انتہائی طلب کے ساتھ تیری توجہ چاہتے ہیں اور خوشی اور غمی میں تیری طرف دوڑ کر آتے ہیں۔ ہم تیری جناب میں حاضر ہیں اور تھکاوٹ کا کوئی شکوہ نہیں کرتے اور ہم کہاں اور کیسے کے چکر میں نہیں پڑتے۔ ہم اسباب سے منقطع ہوتے ہوئے تیری طرف آتے ہیں۔ ہم سراب پر بیٹھنے والوں، صاف ٹھنڈے پانی سے اور صواب کے راستوں سے غافل اور تکبر کرنے والوں کے غم کو اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو تھوک نگلتے ہیں اور پانی کے پیالے اور جگ کو چھوڑ دیتے ہیں اور وہ صادقوں سے دشمنی رکھتے ہیں اور حقائق کو اوہام کی خاطر ترک کرتے ہیں۔ ان کے ظن کچھ نہیں سوائے بے ثمر درختوں کے جنگل کے۔ ایسے لوگ عارفین کے پاس نہیں آتے مگر سستی سے۔ وہ حق کو کھیل کی

ينظرون الحق الّا لاعبين۔ و هجمتهم اوهامهم كالبلاء المفاجى فى الليل الداجى فصار العقل كالظلف الواجى فسقطوا على انفسهم مكبين۔ والتحصهم تعصبهم الى الانكار واسفوا على الواعظين۔ وولوا الدبر كالفرار وامتلئوا حشنة وحقدا ونقضوا عهدًا وعقدًا وطفقوا يسبون الناصحين۔ وما كان فيهم الا مادة غباوة رُكب باثاوة فادار وا رحى الفتن من عداوة وسفت تربهم ريح شقاوة فبعدوا عن حق و حلاوة وجلوا عن اوطان الصدق تائهين۔ كثرت الفتن من حئول طباعهم و خدع الناس من اختداعهم۔ رب فارحم امة محمد واصلح حالهم و طهر بالهم وازل بلبالهم وَصَلِّ وَ سَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ خَاتَمَ النَّبِيّنَ وَخَيْرُ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ واصحابه عمائد الملة والدين و على جميع عبادك الصالحين۔ آمين۔

نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ان کے اوہام ان پر اچانک چھا جانے والی سیاہ رات کی آزمائش کی طرح ٹوٹ پڑے ہیں۔ پس ان کی عقل پاؤں کے تلوے کی طرح زخمی ہوگئی ہے۔ اور وہ اپنے نفسوں پر اوندھے گر گئے ہیں۔ ان کے تعصب نے ان کو انکار میں مشغول کر رکھا ہے۔ افسوس ہے واعظین پر کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے ہیں۔ وہ غصے اور کینے سے بھر گئے اور انہوں نے نصیحت کرنے والوں کو گالیاں دینی شروع کر دیں ہیں۔ ان میں کچھ نہیں مگر غباوت کا مادہ اور وہ بدخلقی پر سوار ہوگئے اور انہوں نے عداوت سے فتنوں کی چکی چلادی ہے۔ شقاوت کی ہوا ان کی مٹی کو اڑا دے گی۔ پس وہ حق اور حلاوت سے دور ہو گئے۔ وہ تکبر اور افسوس کرتے ہوئے صدق کے اوطان سے جلاوطن ہو گئے۔ ان کی طبیعتوں کی کجی کے باعث فتنوں کی کثرت ہوگئی ہے۔ لوگ ان کی دھوکا دہی سے دھوکا کھا گئے ہیں۔ اے میرے رب! تو امت محمدیہؐ پر رحم فرما اور ان کے احوال کی اصلاح فرما۔ اور ان کے دلوں کو پاک کر دے اور ان کی بے چینیوں کو دور فرما دے۔ اور اپنے نبی، حبیب حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین، خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی طیب و طاہر آل پر، ان کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کہ ملت و دین کے ستون ہیں اور اپنے تمام نیک بندوں پر درود و سلام اور برکتیں نازل

امّا بعد فا علم ایها الا خ الفطن ان هذه الایام ایام تتولد فیه الفتن کتولد الدود فی الجیفة المنتنة و تضطرم فیه الاهواء کاضطرام النیران من الخشب الیابسة واری الاسلام فی خطرات من اعصار هذا الزمان وصراصر هذا الاوان قد انقلب الزمن واشتدت الفتن وازوّرت مقلتا الکاذبین مغضبین علی الصادقین واحمرت و جنتا الطالحین علی الصالحین۔ وما کان تعتبسهم الا لعداوة الحق واهله۔ فان اهل الحق یفضح الخوؤن وینجی الخلق من وحله ولا یصبر علی کلما ت الظالم وجوره بل یرد علیه من فوره ویصول علی کل مریب لتکشیف معیب وهتك ستر المدلّسین۔ وکذلك کنت ممن اسلمتهم محبت الحق الی طعن المعادین وانجر امرهم من حمایة الصدق الی تکفیر المکفرین۔

فرما۔(آمین)

بعد اس کے اے ذی عقل بھائی! جان لے یہ وہ زمانہ ہے جس میں فتنے اس طرح پیدا ہو گئے ہیں جیسے کہ بدبودار مردار میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس زمانے میں خواہشات کی ہوا اس طرح تیز ہو گئی ہے جس طرح کہ خشک لکڑیوں کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ میں دین اسلام کو اس زمانے کی سختی اور اس کی سخت ہوا سے خطرات میں گھرا ہوا دیکھتا ہوں۔ زمانے نے پلٹا کھالیا ہے اور فتنے بڑھ گئے ہیں اور کاذبوں کی آنکھیں صادقین پر غضب کے ساتھ الٹ گئی ہیں۔ اور بدبختوں کے گال صالحین پر غصے سے سرخ ہو گئے ہیں۔ ان کا خفگی سے منہ موڑنا سوائے حق اور اہل حق کی عداوت کے کچھ نہیں۔ کیونکہ اہل حق خائن کو رسوا کرتے اور مخلوق کو ان کے کیچڑ سے نجات دیتے ہیں۔ صالح لوگ ظالم لوگوں کے کلمات اور ان کے ظلم پر صبر نہیں کرتے بلکہ پوری طاقت سے اس کا رد کرتے ہیں۔ وہ ہر عیب اور شک کرنے والے کے عیب اور شک کو دور کرنے کے لیے پوری قوت صرف کرتے ہیں اور عیب چھپانے والے کی پردہ دری کرتے ہیں۔ اسی طرح میں نے دشمنوں کو طعن کے مقابلے پر حق سے محبت کی تلقین کی مگر وہ بجائے حق کی حمایت کرنے کے مکفرین کی طرح تکفیر پر اتر آئے۔

و تفصیل ذٰلك ان الله اذا امرنی و بشرنی بکونی مجدد هذه المائة والمسیح الموعود لهذه الامة واخبرت المسلمین عن هذه الواقعة فغضبوا غضبا شدیدا کالجهلة وساؤا ظنًا من العجلة وقالوا کذاب ومن المفترین۔ وکلما جئتهم بثمار من طیبات الکلم اعرضوا اعراض البشم حتی غلظوا لی فی الکلام ولسعونی بحمة الملام و نصحت لهم و بلغت حق التبلیغ مرارا واعلنت لهم واسررت لهم اسرارًا فلم تزل سحب نصاحتی تبدو کالجهام ونخب مواعظی تزید شقوة اللئیام حتی زادوا اعتداءً او جفاءً او طبع الله علیٰ قلوبهم فا شتدوا دناءة وداءً وکانوا علی اقوالهم مصرین۔ و لعنونی وکذبونی وکفرونی وافتروا من عند انفسهم اشیاء ففعل الله ماشاء واری المکذبین انهم کانوا کاذبین۔ وطردنی کل رجل وحدانی الا الذی دعانی و هدانی فحفظنی بلمحات ناظره و ربانی بعنایات خاطره

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا اور خوشخبری دی کہ میں اس امت کے لیے اس صدی کا مجدد اور مسیح موعود ہوں تب میں نے اس واقعہ کی خبر مسلمانوں کو دی تو وہ جہلاء کی طرح شدید غضب میں آگئے اور انہوں نے جلد بازی سے بدظنی کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ کذاب ہے اور مفتریوں میں سے ہے۔ میں جب کبھی ان کے پاس طیب کلمات کے پھل لاتا تھا تو انہوں نے ایسے اعراض کیا جیسے ان کو بدہضمی ہوگئی ہو۔ اور وہ سخت کلام ہوگئے۔ انہوں نے مجھے ملامت کے ڈنگ سے ڈسا۔ میں نے انہیں نصیحت کی اور حق تبلیغ کو بار بار ادا کیا اور ان کے لیے اعلان کیا اور ان کے لیے اسرار کھول کر بیان کیے، مگر میری نصیحت تو محض خالی بادل کی طرح ان پر گرتی تھی۔ میری عمدہ نصیحت نے کمینے لوگوں کو شقاوت میں بڑھایا، یہاں تک کہ وہ دشمنی اور ظلم میں بڑھ گئے اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی۔ وہ ذلت اور بیماری میں شدت اختیار کر گئے اور وہ اپنے اقوال پر اصرار کرنے والے ہوگئے۔ انہوں نے مجھے ملعون اور مکذب قرار دیا اور میری تکفیر کی اور انہوں نے اپنے نفسوں سے مجھ پر افتراء کیا۔ پس اللہ نے بھی وہ کیا جو اس نے چاہا۔ میں نے دیکھا کہ مکذب لوگ محض جھوٹ بولنے والے ہیں۔ مجھے ہر شخص نے دھکیل دیا اور اکیلا چھوڑ دیا سوائے اس

وجعلنی من المحفوظین۔ وبینما انا افرّ من سھام اھل السنة و اسمع منھم انواع الطعن و اللعنة اذ وصلنی بعض المکاتیب من بعض اعزة الشیعة و علماء تلك الفرقة وسئلونی عن امرالخلافة و امارات خاتم الائمة وکا نو امن طلباء الحق و الاھتداء بل بعضھم یظنون بی ظن الاحیاء و یتخذوننی من النصحاء و یذکروننی بخلوص اصفیٰ وقلب ازکیٰ فکتبوا المکاتیب بشوق اٰبھٰی وحرة عظمیٰ وقالوا حیّ ھل بکتاب اشفی یشفینا ویروینا و یھب لنا برھانًا اقوی۔ ثم ارسلوا الی خطوطا تترا حتی وجدت فیھا ریح کبد حرٰی فتذکرت قصة الاولیٰ وانثنیتُ اقدمِ رجلا و اوخر اخریٰ حتیٰ قوّانی ربی الاغنیٰ و القی فی روعی ما القی فنھضت لشھادة الحق الاجلیٰ ولا اخاف الاالله الاعلیٰ والله کان لعبادہ المتو کلین۔

رب کے جس نے مجھے بلایا اور راستہ دکھایا اور اس نے ہر لحہ میری اچھی حفاظت کی۔ میرے رب نے اپنی خاص عنایات سے میری ربوبیت فرمائی اور مجھے ان میں سے بنایا جن کی حفاظت کی جاتی ہے۔ دریں اثناء جبکہ میں اہل سنت کے تیروں سے بھاگ رہا تھا اور میں ان سے انواع و اقسام کی طعن اور لعنت ملامت سن رہا تھا مجھے بعض معزز شیعہ حضرات اور اس مسلک کے بعض علماء کے خطوط موصول ہوئے اور مجھ سے انہوں نے خلافت کے بارے میں دریافت کیا اور وہ حق اور ہدایت کے طلبگار تھے۔ بلکہ ان میں سے بعض نے مجھ سے دوستانہ رویہ رکھا اور انہوں نے مجھ سے خلوص نیت سے نصیحت مانگی اور میرا ذکر انہوں نے اعلیٰ اخلاص اور پاکیزہ ترین دل کے ساتھ کیا۔ انہوں نے عمدہ شوق اور بڑی آزادی سے مجھے خطوط لکھے اور کہا کہ ایک ایسی اعلیٰ شفا بخشنے والی کتاب لکھو جو ہمیں شفا عطا کرے اور ہمیں سیراب کرے اور ہمیں قوی اور مضبوط دلیل عطا کرے۔ پھر انہوں نے مجھے پے در پے خطوط لکھے یہاں تک کہ میں نے ان میں آزادی قلب کی خوشبو پائی۔ پس مجھے پہلے لوگوں کے قصے یاد آ گئے۔ میں شش و پنج میں کبھی پاؤں آگے بڑھاتا تھا اور کبھی پیچھے کر لیتا تھا یہاں تک کہ میرے غنی رب نے مجھے طاقت عطا کر دی اور میرے دل میں وہ کچھ اس نے ڈالا جو وہ ڈالنا چاہتا

تھا۔ تب میں روشن حق کی گواہی کے لیے کھڑا ہو گیا اور میں سوائے بلند اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتا اور اللہ اپنے توکل کرنے والے بندوں کے ساتھ ہے۔

واعلم ان اهل السنة عادونی فی شرح شانی والشيعة كلّمونی فی اقبال زمانی وانی سمعت من الاولين كلمات كبيرة وساسمع من ا لآخرين اكبر منها وساصبر ان شاءالله حتى ياتينی نصر ربی هو معی حيثما كنت يرانی و يرحمنی وهوا ارحم الراحمين.

اور جان لے کہ اہل سنت نے میری عداوت شروع میں ہی کر دی تھی اور شیعہ حضرات نے مجھ سے میرے اقبال کے زمانے میں بات کی۔ شروع میں تو میں نے ان کے منہ سے بڑے بڑے کلمات سنے اور مجھے یقین ہے کہ بعد ازاں میں ان سے بھی بڑے کلمات سنوں گا۔ مگر میں اس پر انشاء اللہ ضرور صبر کروں گا یہاں تک کہ میرے رب کی نصرت آ جائے۔ وہ میرے ساتھ ہے جہاں کہیں میں ہوں۔ وہ مجھے دیکھتا ہے اور مجھ پر رحم فرماتا ہے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

و رئيت اكثر احزاب الشيعة لا يخافون عند تطاول الالسنة ولا يتقون ديّان الآخرة ولا يجمعون نشوب الحقيقة ولا يذوقون لبوب الطريقة ولا يفكرون كالصلحاء ولا يتخيرون طرق الا هتداء فرئيت تفهيمهم على نفسى حقًا واجبًا ودينا لازما لا يسقط بدون الاداء فكتبت هذه الرسالة العجالة لعل الله يصلح شانهم ويبدل الحالة

اور میں نے دیکھا ہے کہ اہل تشیع کے اکثر (غلو کرنے والے: ناقل) گروہ زبان درازی کرتے وقت بالکل نہیں ڈرتے۔ اور خدا جو آخرت میں جزا دینے والا ہے اس کا تقویٰ نہیں اختیار کرتے اور وہ حقیقت کا مال جمع نہیں کرتے اور نہ ہی حقیقی طریقے کا لب لباب جانتے ہیں۔ وہ صلحاء کی طرح فکر نہیں کرتے اور ہدایت کے راستے اختیار نہیں کرتے۔ پس میں نے یہ کتاب جلدی میں لکھی شاید اللہ ان کی حالت کی اصلاح فرما دے اور ان کی حالت کو بدل دے تاکہ میں ان کو وہ کھول کر بتا سکوں جس میں وہ اختلاف

ولا بيّن لهم مااختلفوا فيه و اخبرهم عن سرّالخلافة و ان كان تاليفي هذا كولد الاصافة وما الفتها الا ترّحمًا على الغافلين والغافلات۔ وانما الاعمال بالنيّات واتيقن ان هذه الرسالة تحفظ كثيرا من ذوى الحرارة فان الحق لاتخلو من المرارة وساسمع من علماء الشيعة انواع اللعنة كما سمعت من اهل السنة۔ فيا ربّ لا توكل الا عليك ولا نشكوا الا اليك ولا ملجأ الا ذاتك ولا بضاعة الّا اٰياتك فان كنت ارسلتني بامرك لا صلاح زمرك فادركني بنصرك و ايّدني كما تؤيد الصّادقين۔ وان كنت تحبني وتختارني فلا تخزني كالملعونين المخذولين۔ وان تركتني فمن الحافظ بعدك و انت خير الحافظين۔ فادرء عني الضرّاء ولا تشمت بي الاعداء وانصرني على قومٍ كا فرين۔

کرتے ہیں۔ اب میں ان کو خلافت کے راز پر اطلاع دیتا ہوں۔ میری یہ تالیف جو خوبیوں سے بھرپور ہے اسے میں نے غافل مردوں اور غافل عورتوں پر رحم کھاتے ہوئے لکھا ہے۔ بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ میری یہ کتاب بہت سے گرم جوش لوگوں کو ناراض کرے گی۔ کیونکہ حق کڑواہٹ سے خالی نہیں ہوتا۔ میں ضرور شیعہ علماء سے انواع و اقسام کی لعنت ملامت سنوں گا جیسے کہ میں نے اہل سنت سے سنیں۔ پس اے میرے رب! میرا سوائے تیرے کسی پر توکل نہیں اور ہم تیری طرف ہی اپنی شکایت لوٹاتے ہیں۔ سوائے تیری ذات کے کوئی ملجا نہیں۔ سوائے تیری نشانیوں کے میرے پاس کوئی پونجی نہیں۔ اگر تو نے مجھے اپنے امر کے ساتھ مخلوق کی اصلاح کے لیے بھیجا ہے تو اپنی نصرت کے ساتھ میری مدد فرما اور میری تائید فرما جس طرح صادقین کی تائید کی جاتی ہے۔ اے خدا! اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے اور تو نے مجھے چنا ہے تو مجھے رسوا ہونے والے ملعونوں کی طرح نہ چھوڑ دینا۔ اور اگر تو مجھے چھوڑ دے تو تیرے بعد میرا محافظ کون ہے! تو سب سے بڑھ کر حفاظت کرنے والا ہے۔ پس مجھ سے نقصان کو دور کر دے اور میرے دشمنوں کو مجھ پر ہنسی کا موقع نہ دے۔ اور کافر قوم کے مقابل میری مدد فرما۔

اَلتَّمْهِيْد

تمہید

امّا الرّسالة فهي مشتملة على تمهيد و بابين و فيها هدايات لذوى العينين و لقوم متقين. واسئل الله ان يضع فيها بركة و يضمخها بعطر التاثير رحمة ولا علم لنا الا ما علّمنا وهو خير المعلمين.

یہ کتاب تمہید اور دو ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں آنکھیں رکھنے والوں اور متقی لوگوں کے لیے ہدایات ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس میں برکت ڈال دے۔ اس میں اپنی رحمت کی تاثیر کا عطر ملا دے اور میرے پاس کوئی علم نہیں سوائے اس کے جو سب سے بڑے معلم نے سکھایا ہے۔

ايها الاعزة اعلموا رحمكم الله انى امرء عُلّمت من حضرة الله القدير ويسرنى ربى لكل دقيقة ونجانى من اعتياص المسير وعافانى وصافانى واسرابى من بيت نفسى الى بيته العظيم الكبير فلما وصلت القبلة الحقيقة بعد قطع البرارى والبحار وتشرفت بطواف بيته المختار۔ وخصّصنى لطف ربى بتجديد المدارك وادراك الاسرار۔ وكان ربى خدنى وودودى واستودعته كل وجودى واخذت من لدنه كل

اے عزیزو! اللہ تم پر رحم کرے۔ جان لو کہ میں وہ شخص ہوں جسے اللہ قادر نے خود علم سکھایا اور میرے رب نے ہر دقیقہ میرے لیے آسان کیا اور راستوں کی دشواری سے نجات دی۔ اس نے مجھے عافیت دی اور اخلاص عطا کیا۔ پھر ایک رات مجھے لے گیا میرے نفس کے گھر سے اپنے عظمت والے بڑے گھر کی طرف۔ پس جب میں خشکی وتری کے سفر کے بعد حقیقی قبلہ کو ملا تو مجھے خبردار کرنے والے خدا کے طواف کا شرف حاصل ہوا اور میرے رب نے مجھے جدید لطائف سے مخصوص کیا اور میں نے نئے نئے اسرار پائے۔ میرا رب میرا دوست اور میرا ساتھی بن گیا اور میرے پورے وجود میں

علم من الدقايق والاسرار وصبغت منه فی جمیع الانظار والافکار صرفت عنان التوجه الی کل نزاع کان بین فرق القوم والملة و فتشت فی کل امر من السبب والعلّة وما ترکت موطنا من مواطن البحث والتدقیق الا و استخرجت اصله علی وجه التحقیق و عر فت ان الناس ما اخطاؤا فی فصل القضایا وما وقعوا فی الخطایا الا لمَیلهم الی طرف مع الذهول عن طرف اٰخر فانهم کبروا جهة واحدة بغیر علم و حسبوا ما خالفها اصغر و احقر وکان من عادات النفس انها اذا کانت مغمورة فی حُبّ شیء من المطلوبات فتنسیٰ اشیاء یخالفه ولا تسمع نصاحة ذوی المواسات۔ بل ربّما یعادیهم و یحسبهم کالاعداء ولا یحاضر مجالسهم ولا یصغیٰ الی کلماتهم لشدة الغطاء و هذا المفاسد علل واسباب و طرق و ابواب و اکبر علله قساوة القلوب والتمایل علی الذنوب و قلة الالتفات الی

ودیعت کرگیا۔ میں نے اس رب سے ہر علم کے دقائق اور اسرار سیکھے۔ میں اس کے تمام نظاروں اور تمام افکار سے رنگین ہوگیا پھر میں نے پوری توجہ قوم اور ملت کے درمیان تنازعات کی وجوہات جاننے کے لیے لگادی۔ میں نے ان تنازعات کا ہر سبب اور علت جاننے کی کوشش کی۔ میں نے کوئی بحث کی جگہ اور باریک نکات نہیں چھوڑے مگر پوری تحقیق سے اس کی اصل وجہ پالی۔ میں نے یہ راز جان لیا کہ لوگوں نے فیصلہ کرنے میں خطا نہیں کی اور غلطیوں کی طرف نہیں جھکے مگر اس سبب سے کہ انہوں نے دوسرے نقطہ نظر کی طرف توجہ ہی نہیں کی اور انہوں نے بغیر علم کے صرف ایک جہت (اپنے نقطہ نظر کو: ناقل) کو بڑا جانا اور جو ان کی رائے کے خلاف تھا اس کو انہوں نے چھوٹا اور حقیر تر سمجھا۔ اور یہ عادات نفس میں سے ہے کہ جب وہ کسی مطلوب شے کی محبت سے بھر جاتا ہے تو اس کی مخالف تمام اشیاء کو بھول جاتا ہے اور اپنے ہمدردوں کی نصیحت نہیں سنتا بلکہ بسا اوقات ان کی دشمنی پر اتر آتا ہے اور انہیں اپنا دشمن خیال کرتا ہے۔ وہ ان کی مجلسوں میں حاضر نہیں ہوتا اور آنکھوں پر سخت پردے کی وجہ سے ان کی طرف کان ہی نہیں دھرتا۔ یہ علت، اسباب، راستے اور دروازے ہیں اس فساد کے۔ مگر ان مفاسد کی سب سے بڑی علت دلوں کی سختی،

محاسبات المعاد و صحبة الخادعين والكاذبين من اهل العناد۔ و اذا رسخوا فی جهلهم فتدخل العثرات فی العادات وتكون للنفوس كالمرادات فنعوذ بالله من عثرات تنتقل الی عادات و تلحق بالهالكين۔ وربما كانت هذه العادات مستتبعة لتعصبات راسخة من مجادلات والمجادلات النفسانية سم قاتل لطالب الحق والرشاد۔ و قلما ينجوا لواقع فی هذه الوهاد وقد تكون العلل المفسدة والموجبات المضلّه مستترة ومن العيون مخفية حتی لایراها صاحبها ويحسب نفسه من المصيبين المنصفين۔ و حينئذ يسعی الی المشاجرات و يشتد فی الخصومات و ربما يحسب خيالا طفيفا و رايا ضعيفا كانه حجته قوية لا دحوض لها فيميس كالفرحين و سبب كل ذٰلك قلة التدبر وعدم التبصّر والخلو عن العلوم الصادقة و انتقاش صور الرسوم الباطلة۔ و الانتكاس علی

گناہوں کی طرف میلان، آخرت کے دن کے حساب کی طرف قلت التفات اور اہل عناد، دھوکے بازوں اور جھوٹوں کی صحبت ہے۔ جب ان کی جہالت راسخ ہوجاتی ہے تو ان کی غلطیاں عادات میں بدل جاتی ہیں اور یہ ان کے نفوس کی مراد بن جاتی ہیں۔ پس ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہماری غلطیاں عادات بن جائیں اور ہم ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جائیں۔ بسا اوقات یہ عادات نتیجہ ہیں ان تعصّبات کا جو راسخ جھگڑوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ نفسانی جھگڑے طلب حق اور ہدایت کے لیے زہر قاتل ہیں۔ اور کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ اس (تعصب) کی وادی میں گرنے والے نجات پائیں۔ اور یہ فساد کی علت اور چھپی گمراہی کا موجب ہوتے ہیں۔ یہ حق آنکھوں سے مخفی رہتا ہے جب تک کہ صاحب بصیرت اس کو دیکھ لے اور اپنے نفس کو صاحب رائے اور منصف قرار دے۔ پھر وہ جھگڑوں کی طرف بھاگتا ہے اور تنازعات میں شدت اختیار کرتا ہے۔ اور بعض اوقات وہ معمولی خیال اور کمزور رائے کو قوی دلیل خیال کرتا ہے جس کا کوئی توڑ نہیں۔ اور اس پر خوشی سے ناز کے ساتھ چلتا ہے۔ ان سب کا اصل سبب تدبر کی کمی، بصیرت کا معدوم ہونا اور علوم صادقہ سے خالی ہونا ہے اور باطل رسوم کا ذہنوں میں نقش ہوجانا ہے۔

شهوات ا لنفس بكمال الجنوح والحرمان من مذوقات الروح وعجز النظر عن الطموح والاخلاد الى الارض والسقوط عليها كعمين۔

اس کا سبب کمال توجہ سے نفسانی خواہشات پر اوندھا گر جانا اور ان چیزوں سے محروم ہونا ہے جن سے وہ لذت حاصل کرے اور بلندی نگاہ سے محرومی اور زمین کی طرف جھک جانا اور اس پر اندھوں کی طرح گر جانا شامل ہے۔

و هذه هى العلل التى جعلت الناس احزابا فافترقوا و اكثرهم تخيروا تبابًا وكذبوا الحق كذابا بل لعنوا اهله كالمعتدين۔ و صالوا كخريج مارق على المحسنين۔ ونظروا الى اهل الحق بتشامخ الانوف و تغيظ القلب المأوف وحسبوا انفسهم من العلماء و الادباء وسحبوا ذيل الخيلاء وما كانوا من المفلقين۔ ومنهم الذين نالهم من الله حظ من المعرفة ورزق من الحق والحكمة و فتح الله عيونهم وازال ظنونهم فرأوا الحقائق محدقين۔ ومنهم قوم اخطاؤا فى كل قدم وما فرقوا بين وجود وعدم وما كانوا مستبصرين۔ اصروا على مركوزات خطراتهم و خطوات خطياتهم ولباس سيّاتهم وكانوا قوما

یہ وہ اسباب ہیں جنہوں نے لوگوں کو فرقے فرقے بنادیا۔ پس وہ گروہ گروہ بن گئے اور ان میں سے اکثر نے تباہی اختیار کر لی۔ انہوں نے جھوٹ بولتے ہوئے حق کی تکذیب کی بلکہ زیادتی کرنے والوں کی طرح اہل حق پر لعنت کی اور شرارتی انسانوں کی طرح انہوں نے محسنین پر حملہ کیا۔ انہوں نے اہل حق کی طرف ناک چڑھاتے ہوئے نگاہ ڈالی اور بیمار دل والوں کی طرح غیض وغضب میں آگئے۔ انہوں نے تکبر کی چادر پہنتے ہوئے اپنے آپ کو علماء اور ادیبوں میں سے خیال کیا اور دوسروں کو اَن پڑھ جاہل تصور کیا۔ حالانکہ وہ عالم نہیں ہیں۔ ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں جنہیں اللہ کی معرفت سے حصہ ملا اور انہیں حق وحکمت کا رزق دیا گیا۔ اللہ نے ان کی آنکھوں کو کھول دیا اور ان کے ظنون کو دور کر دیا۔ پس انہوں نے حقائق کو باریک بینی سے دیکھا۔ مگر انہیں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے ہر قدم پر خطا کھائی اور انہوں نے وجود اور عدم وجود میں فرق نہ کیا اور نہ ہی وہ صاحب بصیرت ہیں۔

مفسدین۔ واذا نزعوا عن المراس بعد ما نزعوا لاء الباس ویئسوا من الحجاس مالوا میلة واحدة الی الایذاء بالتحقیر والازدراء وبنحت البهتان والافتراء والتوهین و کلما خضعت لهم بالکلام مالوا الی الارهاق والایلام وکادو یقتلوننی لو لم یعصمنی ربی الحفیظ المعین۔ فلما زاغو ازاغ الله قلوبهم وازد ذنوبهم و ترکهم فی ظلمات متخبطین۔ فنهضت بامرالله الکریم واذن الله الرحیم لازیل الاوهام واداوی السقام فاستشاطوا من جهلهم غضبًا واوغلوا فی اثری زرایةً وسبًا وفتحوا فتاوی التکفیر ودفاتر الدقاریر و صالوا علی بانواع التزویر ولدغونی بلسان نضناض وداسونی کرضراض وطالما نصحت فما سمعوا وربما دعوت فما توجهوا واذا ناضلوا ففروا واذا اخطاؤا فاصروا وما اقرّوا وما کانوا خائفین۔ واجترؤا علی خیانات فما ترکوها وما الغوها حتی اذا الحقائق اختفت

انہوں نے اپنے خطرات کے مراکز پر اصرار کیا اور اپنی غلطیوں پر قدم مارنے اور اپنی برائیوں کے لباس کو پہننے پر ہی اصرار کیا اور فساد کرنے والی قوم بن گئے۔ جب وہ جنگ کے بعد طاقت سے محروم ہوئے اور مزاحمت سے مایوس ہو گئے تو ایک ہی دفعہ ایذاء اور تحقیر کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے بہتان، افتراء اور توہین کو اپنا لیا۔ جب کبھی میں اپنے کلام میں ان کے لیے نرمی اختیار کرتا ہوں تو وہ تکلیف اور دکھ دینے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کر دیتے اگر حفاظت کرنے والا میرا مددگار خدا مجھے نہ بچاتا۔ پس جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو بھی ٹیڑھا کر دیا اور ان کے گناہوں کو بڑھا دیا اور انہیں خبطیوں کی طرح اندھیروں میں چھوڑ دیا۔ پس میں اپنے کریم اللہ کے حکم سے کھڑا ہو گیا۔ اللہ رحیم نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے اوہام دور کروں اور ان کی بیماری کی دوا کروں۔ مگر وہ اپنی جہالت کی وجہ سے غضب میں بڑھ گئے۔ وہ تحقیر کرنے اور گالی دینے کے لیے میرے پیچھے دوڑے۔ انہوں نے میرے خلاف تکفیر کے فتوے اور جھوٹ کے پلندے کھول دیئے اور ہر نوع کے جھوٹ کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہوئے۔ انہوں نے سانپ کی طرح مجھے ڈسا اور مجھے چورا چورا کرنے کی خاطر لتاڑنے کی کوشش کی۔ جب کبھی میں نے انہیں

و قضية الدين استعجمت وشموس المعارف افلت و غربت و معارف الملة اغتربت و تغرّبت والدواهى اقتربت ودنت و غلبت. و بيت الدين والديانة خلا والامن والايمان اجفلا ورايت ان الغاسق قد وقب ووجه المحجة قد انتقب فالفت كتبا لتائيد الدين و اترعتها من لطائف الاسرار والبراهين. فما انتفعوا بشىء من العظات بل حسبوها من الكلم المحفظات وما كانوا منتهين. ثم اذا رؤا ان الحجة وردت والنار المضرمة بردت وما بقى جمرة من جمر الشبهات فركنوا الى انواع التحقيرات وقالوا من اشراط المجددالداعى الى الاسلام ان يكون من العلماء الراسخين والفضلاء الكرام وهذا الرجل لا يعلم حرفا من العربية ولا شيئا من العلوم الادبية وانا نراه من الجاهلين. وكانوا فى قولهم هذا من الصادقين. فدعوت ربى ان يعلمنى ان شاء فاستجاب لى الدعاء

نصیحت کی انہوں نے اس کو نہیں سنا۔ جب کبھی میں نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔ جب مقابلے کا وقت آیا تو بھاگ گئے اور جب انہوں نے خطا کی تو اس پر اصرار کیا اور اپنی خطا کا اقرار نہیں کیا اور نہ ہی خوف کھانے والے ہوئے۔ انہوں نے خیانتوں پر جرأت کی اور ان کو ترک نہ کیا اور انہیں نہیں چھوڑا یہاں تک کہ حقائق اوجھل ہوجائیں۔ دین کا معاملہ خاموش ہوگیا۔ معارف کے سورج کی شعاعیں ڈوب گئیں اور اس کی کرنیں غروب ہوگئیں۔ ملت کے معارف چھپ گئے اور تباہی کے اسباب قریب تر ہوگئے بلکہ غالب آگئے۔ دین اور دیانت کا گھر خالی ہوگیا۔ امن اور ایمان چلے گئے۔ اور میں نے دیکھا کہ اندھیرا چھا گیا ہے اور صحیح راستے کا چہرہ منہدم ہوگیا ہے۔ پس میں نے دین کی تائید کے لیے کتب تالیف کیں اور ان کتب کو باریک اسرار اور دلائل سے بھر دیا۔ مگر ان لوگوں نے ان نصائح سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا۔ بلکہ انہوں نے ان کتب کو تکلیف دینے والے کلمات سمجھا اور وہ باز آنے والے نہیں تھے۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ حجت تمام ہوگئی ہے اور سردی کے مقابل آگ بھڑکنے والی ہے اور شبہات کی چنگاریوں میں سے کوئی چنگاری باقی نہیں رہ گئی تو وہ انواع واقسام کی تحقیر کرنے کی طرف جھک گئے۔ انہوں نے کہا کہ

فاصبحت بفضله عارف اللّسان ومليح البيان ومن الماهرين. ثم الّفت كتابين فى العربية مامورا من الحضرت الاحدية و قلت يا معشرا لاعداء ان كنتم من العلماء والادباء فاتوا بمثلها يا ذوى الدعاوى والرياء ان كنتم صادقين. ففرّوا واختفوا كالذى ادّان عند صفر اليدين وما افاق الا بعد انفاق العين فما قدر على الاداء بعد التطوق باالدين ولازمه مستحقه وجّد فى تقاضى اللجين فما كان عنده الامواعيد المين. كذٰلك يخزى الله قومًا متكبرين.

اسلام کی طرف بلانے والے مجدد کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ راسخ علماء اور فضلاء کرام میں سے ہو۔ جبکہ یہ شخص تو علوم عربی کا ایک لفظ تک نہیں جانتا اور نہ ہی ادب کے علوم کا کچھ علم رکھتا ہے اور ہم اسے جاہلوں میں سے پاتے ہیں۔ وہ اپنے اس قول میں سچے بھی تھے۔ پس میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اگر وہ چاہے تو مجھے اپنے پاس سے سکھائے۔ تب اس نے میری دعا قبول کر لی۔ پس میں اس کے فضل سے فصیح زبان اور عمدہ بیان کا مالک ہو گیا اور ان علوم میں ماہر ہو گیا۔ پھر میں نے عربی کتب لکھیں خدا تعالیٰ کی جناب سے مامور ہو کر۔ میں نے کہا کہ اے دشمن کے گروہ! اگر تم علماء اور ادباء میں سے ہو تو ان کی مثل لاؤ اے محض دعویٰ اور ریاء کرنے والو! اگر تم سچے ہو۔ پس وہ بھاگ گئے اور ایسے چھپ گئے جیسے کہ قرضہ لینے والا خالی ہاتھ ہو تو قرض لے لیتا ہے اور خرچ کرنے کے بعد بھی اس کے معاملات نہیں سدھرتے تو یہ قرضہ گردن کا طوق بن جاتا ہے اور اسے ادا کرنے کی قدرت نہیں رہتی۔ وہ اس بات کا مستحق ہے کہ قرض دینے والا اس سے اپنے پیسوں کا تقاضا کرے۔ مگر اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا سوائے جھوٹے وعدے کرنے کے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ متکبر لوگوں کو رسوا کرتا ہے۔

والعجب انهم مع هذا الخزى و

تعجب اس بات پر ہے کہ انہوں نے باوجود

الذلّة وهتك الاستار والنكبة ما رجعوا الى التوبة والانكسار وما اختاروا طريق الابرار والخيار وما صلح القلب الماؤف وما تقوضت الصفوف وما سعوا الى الحق نادمين۔ بل لووا عنى العذار وابدوا التعبس والازورار وكانوا الى الشر مبادرين ورئيتهم فى سلاسل بخلهم كالاسير وما نصحت لهم نصحا الا رجعتُ يائسا من التاثير حتى تذكرت قصة القردة والخنازير واغرو رقت عيناي بالدموع اذرئيت ذوى الابصار كالضرير وانى مع ذٰلك لست من اليائسين وقيض القدر لهتك استارهم وجزاء فجارهم انهم عادوا الصدقين واٰذوالمنصورين وحسبوا الجد عبثا والحق باطلا فكانوا من المعرضين۔ وانى اراهم فى لددٍ وخصام مذاعوام وما ارى فيهم اثرالتائبين فاردت ان اتركهم و اعرض عن ا لخطاب و اطوى ذكرهم كطى السّجلّ للكتاب واتوجه الى الصالحين۔ ولو ان لى ما

اس ذلت، رسوائی، پردہ دری اور مصیبت کے توبہ اور انکساری کی طرف رجوع نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے نیکوں اور صالحین کا طریق اختیار کیا۔ انہوں نے اپنے بیمار دل کی اصلاح نہیں کی اور اپنی صفوں کو نہ توڑا اور نادموں کی طرح حق کی طرف نہیں دوڑے۔ بلکہ انہوں نے اپنے رخساروں کو مجھ سے پھیر دیا اور ناراضگی اور تحقیر کا اظہار کیا اور شر میں جلدی کی۔ میں نے انہیں بخل کی بیڑیوں میں قیدیوں کی طرح اسیر پایا۔ میں نے انہیں نصیحت کی مگر میں اس نصیحت کی تاثیر سے مایوس لوٹا یہاں تک کہ مجھے بندروں اور خنازیر والا قصہ یاد آ گیا۔ میری آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں جب میں نے صاحب بصیرت لوگوں کو بھی اندھا پایا۔ مگر اس کے باوجود میں مایوس ہونے والوں میں سے نہیں۔ میں نے ان کے پوشیدہ اسرار کی اصلیت کو ظاہر کرنے اور ان کے فاجروں کی سزا کے لیے معاملہ تقدیر کے سپرد کر دیا کیونکہ وہ صادقین کی دشمنی کرتے اور تائید یافتہ گروہ کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ انہوں نے جدوجہد کو عبث خیال کیا اور حق کو باطل قرار دیا اور وہ اعراض کرنے والوں میں سے ہو گئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کئی سالوں سے جھگڑوں اور دشمنی میں مبتلا ہیں۔ میں ان میں تائب ہونے والوں کے اثرات نہیں پاتا۔ پس میں نے ارادہ کر لیا کہ ان سے علیحدگی اختیار کر لوں

يوجهم الى الحق والصّواب لفعلته ولكني ما ارٰى تدبيرًا فی هذا الباب وكلما دعوتهم فرجعوا متدهدهين۔ وكلما قدتهم فقهقروا مقهقهين۔ بيدانی ارىٰ فی هذه الايام ان بعض العلماء من الكرام رجعوا الىّ وانتثرت عقودالزهام وزال قليل من الظلام و تبرّؤا من خبث اقوال الاعداء واد هشهم الادلاج فی الليلة الليلاء وجاؤنی كالسعداء فقلت بَخْبَخْ لهذا الاهتداء وهداهم ربهم الىٰ عين الصواب من ملامح السراب فوافونی مخلصين۔ وشربوا من كاس اليقين وسقوا من ماء معين وارجوا ان يكمل الله رشدهم ويجعلهم من العارفين۔ وكذٰلك ادعو لنظارة هذا الكتاب ان يوفقهم الله لهم لتخير طرق الصواب ومن بلغ اشده فی نشاءة روحانية فسيقبل دعوتی بتفضلات ربانية وقد سويت كلماتی لكل من يصغی الی عظاتی والله يعلم مجالبها ويدری طالبها ولا تتخطی نفس

اور ان سے خطاب کرنے سے اعراض کروں اور ان کے ذکر کو لپٹی ہوئی کتاب کی طرح لپیٹ دوں اور صرف صالحین کی طرف توجہ کروں۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں انہیں مزید حق وصواب کی طرف توجہ کرنے کا نہ کہتا اور ایسا کر گزرتا۔ لیکن اس معاملے میں کوئی تدبیر نظر نہیں آئی۔ جب کبھی میں نے انہیں دعوت دی وہ دوڑتے ہوئے پیچھے کو بھاگے۔ جب کبھی میں انہیں کھینچ کر آگے لانے کی کوشش کرتا وہ قہقہے لگانے والوں کی طرح پیچھے کو بھاگتے۔ مگر بات یہ ہے کہ میں نے ان ایام میں دیکھا کہ بعض معزز علماء کرام نے میری طرف رجوع کیا اور انہوں نے ضد کی گرہیں کھول دیں اور ان سے تھوڑا اندھیرا زائل ہوگیا ہے اور انہوں نے دشمنوں کے خبیث اقوال سے بےزاری کا اظہار کیا کیونکہ کالی سیاہ رات میں چلنے نے ان کو دہشت زدہ کردیا ہے۔ وہ میرے پاس سعادت مندوں کی طرح آئے۔ میں نے ان کی اس ہدایت پر دل سے واہ واہ کی کہ ان کے رب نے ان کو سراب کی نمکینی سے صواب کے چشمہ کی طرف ہدایت کی۔ پس وہ میرے پاس مخلص ہوکر آئے اور انہوں نے یقین کے پیالے سے پانی پیا اور انہیں ٹھنڈا، صاف پانی پلایا گیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کو مکمل رشد و ہدایت عطا کرے گا اور انہیں عارفین میں سے بنائے گا۔ میں انہیں اس کتاب کو دیکھنے اور

فطرتها ولا تترك قريحة شاكلتها ولا يهتدى الا من كان من المهتدين۔

پڑھنے کی دعوت دیتا ہوں تا کہ اللہ ان کو صحیح راستہ کے انتخاب کی توفیق عطا کرے۔اور جو شخص روحانیت کی نشاۃ میں جوانی کو پہنچا ہوا ہے وہ ضرور میری دعوت کو ربانی فضیلت کے ساتھ قبول کرے گا۔ میں نے اپنے کلام کو سب کے لیے برابر بیان کیا ہے جو میری نصیحت پر کان دھرتے ہیں۔ اللہ ان کے جذب کی صلاحیت کا علم رکھتا ہے اور ان کی طاقت بھی جانتا ہے۔ کوئی نفس بھی اپنی فطرت کے خلاف قدم نہیں اٹھاتا اور اس کی طبیعت اس عمل کو ترک نہیں کرتی۔ اللہ کسی کو ہدایت نہیں کرتا مگر جو اس کا طالب ہو۔

اعلموا رحمكم الله ان قومًا من الذين قالوا نحن اتباع اهل البيت ومن الشيعة قد تكلموا فى جماعةٍ من اكابر الصحابة و خلفاء رسول اللهﷺ وائمه الملّة وغلوا فى قولهم وعقيدتهم ورموهم بالكفر والزندقة۔ ونسبوهم الى الخيانة والغضب والظلم والغيّ۔ وما انتهوا الى هذا الزمان وما فاء منشرهم الى الطى وما كانوا منتهين۔ بل استحلوا ذكر سبّهم وتخيروه فى كل خبهم و حسبوه من اعظم الحسنات

جان لو! اللہ تم پر رحم فرمائے بے شک کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اہل بیت اور شیعہ کی اتباع کرتے ہیں۔ یقیناً انہوں نے اکابر صحابہ کرامؓ، رسول کریم ﷺ کے خلفاء اور آئمہ ملت کے بارے میں ایذاء رسانی کی باتیں کیں ہیں اور اپنے قول اور عقیدہ میں غلو بھی کیا ہے۔ انہوں نے ان بزرگ ہستیوں پر کفر اور زندیقی کے تیر چلائے اور ان کی طرف خیانت، غضب، ظلم اور بغاوت کو منسوب کیا اور اس زمانے تک وہ اس سے باز نہیں آئے۔ اور ان باتوں سے خاموشی اختیار نہیں کی اور نہ ہی وہ رکنے والے تھے۔ بلکہ انہوں نے ان بزرگوں کی سبّ وشتم کو اچھا خیال کیا اور ہر مقابلے میں اس کو

بل من ذرائع الدرجات ولعنوهم واستجادوا هذا العمل وشدوا عليه الامل وظنوا انه من افضل انواع الصالحات والقربات واقرب الطرق لابتغاء مرضات الله واكبر وسائل النجات للعابدين۔ وانی لبثت فیهم برهةً من الزمان ویسرلی ربی کل وقت الامتحان۔وکنت اتوجس ماکانوا یسّرون فی هذالباب۔ واصغی الی کل طرق الاختلاب۔ وقیّض القدر لحسن معرفتی ان عالما منهم کان من اساتذتی۔ فکنت فیهم لیلا ونهارا وجادلتهم مرارًا وما کان ان تتواری عنی خبیئتهم او یخف علیّ رویتهم فوجدت انهم قوما یعادون اکابرالصحابة ورضوا بغشاوة الاسترابة ورئیت کل سعیهم فی ان یفرط الی الشیخین ذم او یلحقهما وصم فتارة کانوا یذکرون للناس قصة القرطاس وتارة یشیرون الی قضیة الفدك و یزیدون علیه اشیاء من الافك وکذلك کانوا مجترئین علی افتراءهم وسادرین فی غلوائهم

پسند کیا اور اسے اعلیٰ ترین نیکیوں میں سے خیال کیا۔ انہوں نے اسے درجات کے ذرائع میں سے خیال کیا۔ انہوں نے کبار صحابہؓ پر (نعوذ باللہ) لعنت کی اور اس کو عمل خیر جانا اور اس عمل سے امیدیں بھی وابستہ کیں۔ اور انہوں نے اسے افضل نیکیوں اور قربت میں سے خیال کیا اور اسے اللہ کی رضا حاصل کرنے کا اقرب ترین راستہ خیال کیا اور اسے عابد لوگوں کی نجات کا سب سے بڑا وسیلہ تصور کیا۔ میں ان لوگوں (اہل تشیع حضرات: ناقل) کے درمیان کچھ عرصہ رہا ہوں۔ میرے رب نے ہر امتحان کا وقت میرے لیے آسان کر دیا۔ میں اس کی جستجو میں رہتا تھا جو وہ اس معاملے میں چھپاتے تھے۔ اور ان کے ہر طریقے سے مائل کرنے پر کان دھرتا تھا۔ میری معرفت کے لیے یہ قدر مقدر تھی کہ شیعہ عالم اساتذہ میں سے ایک عالم میرے استاد رہ چکے تھے۔ اس طرح میں ان کے درمیان دن رات رہا اور بار بار ان سے مباحثہ کرتا رہا۔ پس یہ ممکن نہ تھا کہ ان کے دل کی مخفی بات مجھ سے پوشیدہ رہے اور نہ ہی ان کی روایت مجھ پر مخفی رہی۔ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ اکابر صحابہؓ سے دشمنی رکھتے ہیں اور شک کے پردے میں رہنے پر وہ راضی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ان کی پوری سعی اس بارے میں تھی کہ شیخین (حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ) کی مذمت یا ان میں کوئی عیب

وكنت اسمع منهم ذم الصحابة وذم القران وذم اهل الله وجميع ذوى العرفان وذم اُمّهات المؤمنين. فلما عرفت عود شجرتهم وخبيئته حقيقتهم اعرضت عنهم وحُبب الىّ الانزواء وفى قلبى اشياء وكنت اتضرع فى حضرة قاضى الحاجات ليزيدنى علمًا فى هذه الخصومات فعلّمت رشدًا من الكريم الحكيم وهديت الى الحق من الله العليم و اخذت عن رب الكائنات وما اخذت عن المحدثات ولا يكمل رجل فى مقام العلم وصحة الاعتقادات الا بعد ما يلقى العلوم من لدن خالق السموات ولا يعصم من الخطاء الا الفضل الكبير من حضرت الكبرياء ولا يبلغ احد الى حقيقة الامور ولو افنٰى لعمرفيها الى الدهور الا بعد هبوب نسيم العرفان من الله الرحمان وهو المعلم الاعظم و الحكيم الاعلم يدخل من يشاء فى رحمته ويجعل من يشاء من العارفين. وكذٰلك من الله على

ڈھونڈا جائے۔ پس بسا اوقات لوگوں کو قصہ قرطاس (کاغذ کا قصہ) اور بسا اوقات باغ فدک کے جھگڑے کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور جھوٹ سے اس پر مزید چیزیں بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح ان پر افتراء کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ وہ ان کے بارے میں غلو کرنے میں بے باک ہیں۔ میں ان سے صحابہؓ، قرآن، اہل اللہ اور تمام اہل عرفان اور امہات المؤمنین کی مذمت سنتا رہا۔ جب میں نے ان کی مخالفت کی وجہ جانی اور ان کی حقیقت کے راز کو پا لیا تو میں نے ان سے اعراض کیا اور ان سے علیحدگی اختیار کرنا پسند کیا اور میرے دل میں کچھ اور چیزیں تھیں۔ پس میں نے اپنے فیصلہ کرنے والے خدا کے حضور تضرع اختیار کیا کہ مجھے ان جھگڑوں کے بارہ میں مزید علم عطا کرے۔ تو مجھے حکیم اور کریم خدا کی طرف سے ہدایت عطا کی گئی اور میرے علیم خدا نے مجھے سچائی کا راستہ دکھایا اور میں نے رب کائنات سے وہ کچھ حاصل کیا جو مباحثات سے حاصل نہ کر سکا۔ کوئی انسان بھی علم کے مقام اور صحیح اعتقادات کی تکمیل نہیں کر سکتا مگر خالق سماوات کی طرف سے دیئے گئے علوم کے بعد۔ سوائے خدا تعالیٰ کے فضل کے کوئی بھی خطا سے نہیں بچ سکتا اور کوئی بھی معاملات کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا خواہ وہ اپنی پوری عمر اس میں فنا کر دے مگر اللہ رحمٰن کی

ورزقنی من العلوم النخب وجعل لی
نورًا یتبع الشیاطین کاالشهب
واخرجنی من لیلة حالکة الجلباب
الی نهار ما غشاه قطعة من الرباب
وطرد کل مانع عن الباب فاصبحت
بفضله من المحفوظین۔ واعطیت
من فهم یخرق العادة ومن نور
ینیرالفطرة ومن اسرار تعجب
الطالبین۔ وصبغ الله علومی
بلطائف التحقیق وصفاها کصفاء
الرحیق وکل قضیت قضی بها
وجدانی ارانیها الله فی کتابه لیزید
اطمینانی ویتقوّی ایمانی فاحاطت
عینی ظهرالایات وبطنها و ظعاینها
وظعنها واعطیت فراسة المحدّثین۔
واعطانی ربی انواع فهم جدید لکل
زکی وسعید لیصلح المفاسد الجدیدة
ویهدی الطبایع السعیدة ومن
یهدی الاهو وهو ارحم الراحمین۔
نظر الزمان ووجد اهله قد اضاعوا
الایمان واختاروا الکذب والبهتان
من ائتمن منهم خان ومن تکلّم
مان فنفخ فی روعی اسرارًا عظیمة

طرف سے چلائی جانے والی ہوا کے بعد۔ خدا تعالیٰ سب سے بڑا حکیم معلم ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس کو عارفوں میں سے بناتا ہے۔ اسی طرح اللہ نے مجھ پر احسان کیا اور مجھے منتخب علوم سے نوازا۔ اور مجھے وہ نور دیا جس کے پیچھے شیاطین شعلے کی طرح آتے ہیں۔ مجھے اس نے سیاہ رات کے پردہ سے نکالا روشن دن کی طرف جیسے کہ بادل کے ٹکڑے کا پردہ ہٹ جاتا ہے۔ اس نے مجھ سے اس معاملے میں ہر اس چیز کو دور کر دیا جو میرے راستے میں مانع تھی۔ پس اللہ کے فضل سے میں محفوظ ہو گیا۔ اور مجھے خارق عادت فہم عطا کیا گیا اور مجھے وہ نور دیا گیا جس نے میری فطرت کو جلا بخشا اور مجھے وہ اسرار دیئے گئے جو طالبوں کو تعجب میں ڈال دیتے ہیں۔ اللہ نے میرے علم کو باریک نکات کی تحقیق سے رنگین کر دیا اور اس کو ایسے صاف کیا جیسے کہ خالص شراب ہوتی ہے اور وہ سارے مسئلے حل ہو گئے جو مجھے درپیش تھے۔ اللہ نے مجھے اپنی کتاب قرآن مجید میں وہ آیات دکھائیں جن سے میرا اطمینان بڑھ گیا اور میرا ایمان مضبوط ہو گیا۔ پس میری آنکھ نے آیات کا ظاہر و باطن اور ان کا سیاق و سباق جان لیا اور مجھے محدثین کی فراست عطا کی گئی۔ میرے رب نے مجھے ہر قسم کا جدید فہم عطا کیا ہر ذکی اور سعید روح کے لیے تا کہ

وكلمات قديمة وجعلنى من ورثاءالنبيين۔ وقال انك من المامورين لتنذر قومًا مآ انذر اُبآءهم ولتستبين سبيل المجرمين۔

میں جدید مفاسد کی اصلاح کروں اور سعید روحوں کو ہدایت دوں اور سوائے ارحم الراحمین کے کون ہدایت دے سکتا ہے۔ اللہ نے اس زمانے کی طرف نظر کی اور دیکھا کہ اس زمانے کے لوگوں نے ایمان ضائع کر دیا ہے اور کذب و بہتان اختیار کرلیا۔ جن کو امانت دی گئی وہ خیانت کرتے ہیں اور جنہیں کلام دیا گیا وہ بے شرمی کرتے ہیں۔ پس میرے دل میں عظیم اسرار ڈالے گئے اور مجھے قدیم کلمات سکھائے گئے۔ مجھے انبیاء کا وارث بنایا گیا اور اللہ نے کہا کہ تو ماموروں میں سے ہے تا کہ ان لوگوں کو ڈرائے جن کے آباو اجداد نہیں ڈرائے گئے اور تا تو مجرموں کے راستے کو واضح کردے۔

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِی الْخِلَافَةِ

اوّل باب: خلافت کے بارے میں

اعلم سقاك الله كاس الفكر العميق انى علمت من ربى فى امرالخلافة على وجه التحقيق وبلغت عمق الحقيقة كاهل التدقيق واظهر على ربى انى الصدّيق والفاروق وعثمان كانوا من اهل الصلاح والايمان وكانوا من الذين اٰثرهم الله وخصوا بمواهب الرحمان وشهد على مزاياهم كثير من ذوى العرفان تركوا الاوطان لمرضات حضرة الكبرياء ودخلوا وطيس كل حرب وما بالوا حرّ ظهيرة الصيف وبرد ليل الشتاء بل ما سوا فى سبيل الدين كفتية مترعرعين۔ وما مالوا الى قريب ولا غريب وتركوا الكل لِللّٰه رب العالمين۔ وان لهم نشرًا فى اعمالهم ونفحات فى افعالهم وكلها ترشد الى روضات درجاتهم وجنات

جان لے! اللہ تعالیٰ آپ کو فکر عمیق کا پیالہ پلائے۔ میں اپنے رب کی طرف سے تحقیق کے ساتھ خلافت کے بارے میں علم دیا گیا ہوں جیسا کہ باریک بین انسانوں کو دیا جاتا ہے۔ میرے رب نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ اصلاح کرنے والے اور ایمان والے تھے۔ اور ان سب کو اللہ نے ترجیح دی اور اللہ رحمٰن نے ان کو اپنی عطا سے مخصوص کیا۔ ان کی ان خوبیوں پر کثیر اہل عرفان نے گواہی دی۔ انہوں نے عظیم خدا کی خاطر اپنے وطنوں کو چھوڑا اور ہر جنگ کے تندور میں داخل ہو گئے اور انہوں نے گرمیوں کی دوپہر کی حدت کی کوئی پرواہ نہیں کی اور نہ ہی سردیوں کی رات کی ٹھنڈک نے ان پر کوئی اثر کیا۔ بلکہ انہوں نے یہ تکالیف دین کے راستے میں جواں مردوں کی طرح برداشت کیں۔ وہ کسی قریبی اور نہ ہی کسی اجنبی کی طرف جھکے بلکہ رب العالمین کے لیے انہوں نے ہر چیز ترک کر دی۔ ان کے اعمال میں خوشبو اور ان کے افعال میں عمدہ مہک ہے یہ سب باتیں راہنمائی کرتی ہیں ان کے اعلیٰ درجات اور ان کی نیکیوں کے باغات کی طرف۔ ان کی بادِ صبا کی خوشبو

اعمالهم ونفحات فی افعالهم وكلها ترشد الی روضات درجاتهم وجنات حسناتهم ونسيمهم يخبر عن سرّهم بفرهاتها وانوارهم تظهر علينا باناراتها فاستدِ لوا بتارجّ عَرفهم علی بتلج عُرفهم ولا تتبعوا الظنون مستعجلين. ولا تتكاؤا علی بعض الاخبار اذ فيها سم كثيرو غلو كبير لا يليق بالاعتبار وكم منها يشابه ريحا قلّبا او برقا خُلبا فاتق الله ولا تكن من متبيعها ولا تكن كمثل الذی يحب العاجلته ويبتغيها ويذر الآخرة ويُلغيها ولا تترك سبل التقوی والحلم ولا تقف ما ليس لك به علم ولا تكن من المعتدين. واعلم ان الساعته قريب والمالك رقيب وسيوضع لك الميزان وكماتدين تدان فلا تظلم نفسك وكن من المتقين. ولا اجادلكم اليوم بالاخبار فانها لها اذيال كالبحر الذخار ولا يخرج منها الدرر

ان کے افعال میں عمدہ مہک ہے یہ سب باتیں راہنمائی کرتی ہیں ان کے اعلیٰ درجات اور ان کی نیکیوں کے باغات کی طرف۔ ان کی بادصبا کی خوشبو ہمیں ان کے بھیدوں کے بارے میں خبر دیتی ہے۔ ان کے انوار ہم پر پوری آب وتاب سے ظاہر ہیں۔ ان کے روشن اخلاق سے راہنمائی حاصل کرو اور جلد بازوں کی طرح ظنون کی پیروی مت کرو۔ ان خبروں پر تکیہ مت کرو جن میں زہر کی کثرت کے ساتھ بڑا غلو کیا گیا ہے اور وہ اعتبار کے درجہ تک نہیں پہنچتیں۔ ان میں کئی خبریں اس ہوا کی طرح ہیں جو کہ الٹ پلٹ دیتی ہے یا بادل کی اس چمک کی طرح جو پانی سے خالی ہو۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور ان کی بے بنیاد باتوں کی پیروی کرنے والوں میں سے مت ہو۔ اور اس شخص کی طرح مت ہو جو جلد بازی کو پسند کرتا اور چاہتا ہے اور آخرت کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ غلو کرتا ہے۔ تقویٰ اور بردباری کو ترک مت کر اور اس بارے میں مت بات کر جس کا تجھے علم نہیں۔ زیادتی کرنے والوں میں سے مت ہو۔ جان لے قیامت کی گھڑی قریب ہے اور خدا ہی نگران ہے۔ عنقریب تیرے لیے میزان قائم کیا جائے گا اور جیسا عمل ہوگا ویسا ہی بدلہ بھی دیا جائے گا۔ اپنے نفس پر ظلم نہ کر اور متقیوں میں سے ہو جا۔ آج میں تمہارے ساتھ خبروں کے ذریعہ نہیں الجھوں گا کیونکہ ان کا

الا ذوالابصار والناس يكذبون بعضهم بعضا عند ذكرالآثار فلاينتفعون منها الا قليل من الاحرار وانما اقول لكم ما علّمت من ربّي لعلّ الله يهديكم الى الاسرار وانى اخبرت انهم من الصالحين ومن اٰذاهم فقد اذا الله وكان من المعتدين۔ ومن سبّهم بالسان سليط وغيظ مستشيط و ما انتهى عن اللعن والطعن وما ازدجر من الفحش و الهذيان بل عزا اليهم انواع الظلم والغصب والعدوان فما ظلم الانفسه وما عادا الا ربّه وان الصحابة من المبرءين۔ فلا تجترؤا على تلك المسالك فانهامن اعظم المهالك وليعتذر كل لعان من فرطاته وليتق الله ويوم مواخذاته وليتق ساعة تهيج اسف المخطئين۔ وتُرى ناصية العادين و ايم الله انه تعالى قد جعل الشيخين والثالث الذى هُو

دامن تو وسیع سمندر کی طرح ہے اور ان میں سے سوائے صاحبانِ بصیرت کے کوئی بھی موتی نہیں نکال سکتا۔ لوگ احادیث کا ذکر کرتے وقت ایک دوسرے سے کذب بیانی کا سہارا لیتے ہیں۔ اس کے سبب ان سے سوائے چند حریت پسندوں کے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ میں تمہیں وہ بتاتا ہوں جو میں نے اپنے رب سے سیکھا ہے تا کہ اللہ تمہیں ان اسرار کو سیکھنے کی توفیق عطا کردے اور تمہیں خبر دیتا ہوں کہ وہ (خلفائے راشدینؓ) صالحین تھے۔ جس نے انہیں اذیت دی یقیناً اللہ انہیں اذیت میں ڈالے گا اور وہ زیادتی کرنے والوں میں سے ہے۔ جو ان (خلفائے راشدین وصحابہ کرامؓ) کو بدزبانی اور غیظ و غضب میں گالیاں دیتا ہے اور ان پر لعن طعن سے باز نہیں آتا اور فحش اور ہذیان بکنے سے نہیں رکتا بلکہ ان کی طرف انواع و اقسام کے ظلم، غضب اور زیادتی کو منسوب کرتا ہے تو وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور اپنے رب سے دشمنی لیتا ہے۔ صحابہ کرامؓ اس سے بری ہیں جو یہ لوگ کہتے ہیں۔ ان راستوں پر جرأت نہ کرو کیونکہ یہ بڑی ہلاکت کے راستے ہیں۔ پس چاہیے کہ ہر ایک لعن طعن کرنے والا معذرت کرے اپنی بدزبانی سے۔ اور چاہئے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور مؤاخذہ کے دن سے ڈرے اور اس گھڑی سے بچے جس دن خطا کرنے والوں کا افسوس بھڑک اٹھے گا۔ تو

ذوالنورين كابواب للاسلام وطلايع فوج خيرالانام فمن انكر شانهم وحقّر برهانهم وما تأدبّ معهم بل اهانهم وتصدى للسبّ وتطاول اللسان فخاف عليه من سوء الخاتمة وسلب الايمان والّذين اٰذوهم ولعنوهم ورموهم بالبهتان فكان اٰخر امرهم قساوة القلب و غضب الرّحمان وانى جربت مرارًا واظهرتها اظهارًا عن بعض هؤلآء السَّادَات من اكبر القواطع عن الله مظهر البركات ومن عاداهم فتغلق عليه سدد الرحمة والحنان ولا تفتح له ابواب العلم والعرفان ويتركه الله فى جذبات الدنيا وشهواتها ويسقط فى وهاد النفس وهواتها ويجعله من المبعدين المحجوبين۔ وانهم اوذوا كما اوذى النبيّون ولعنوا كما لعن المرسلون فحقق بذٰلك ميراثهم للرسل وتحقق جزاءهم كائمة النحل والملل فى يوم الدّين فان مومنا اذا

دیکھے گا کہ زیادتی کرنے والوں کو پیشانیوں سے پکڑ لیا جائے گا۔ اللہ کی قسم اس بلند خدا نے شیخین اور خلیفہ سوم ذوالنورین کو اسلام کا دروازہ بنایا ہے اور وہ خیر الانامؐ کی فوج کے خبر رساں ہیں۔ پس جس نے ان کی شان کا انکار کیا اور ان کی دلیل کی تحقیر کی اور ان کے ساتھ ادب سے پیش نہیں آیا بلکہ ان کی اہانت کی کوشش کی اور گالی دینے کے درپے ہو اور زبان درازی کرے تو میں اس کے برے انجام سے ڈرتا ہوں اور ان کے سلب ایمان سے خوف کھاتا ہوں۔ وہ لوگ جنہوں نے انہیں تکلیف پہنچائی اور ان پر لعنت کی اور ان پر بہتان کے تیر پھینکے تو ان کا انجام قساوت قلبی اور رحمٰن خدا کا غضب ہے۔ میں نے بار بار تجربہ کیا ہے اور اس کا اظہار کیا کہ ان کا سادات سے بغض رکھنا اللہ تعالیٰ کی برکات کے ظہور کو روکنے کے مترادف ہے۔ جس نے ان سے دشمنی کی تو ان پر رحمت اور محبت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اور ان پر علم و عرفان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ اللہ ان لوگوں کو جذبات اور شہوات دنیا میں چھوڑ دیتا ہے اور انہیں نفس کی وادیوں اور اس کی خواہشات میں گرا دیتا ہے اور انہیں (صداقت سے) دور ہونے اور پردے میں رہنے والا بنا دیتا ہے۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کو تکلیف پہنچائی گئی جیسے کہ انبیاء تکلیف دیئے گئے تھے اور ان پر لعن کی گئی جیسے کہ رسولوں کو لعن طعن کی گئی۔ پس اس

لُعن وكفر من غير ذنب ودُعي بهجو و سب من غير سبب فقد شابه الانبياء وضاها الاصفياء فسيجزى كما يجزى النبيُّون ويرى الجزاء كالمرسلين۔ ولا شك ان هؤلاء كانوا علىٰ قدم عظيم فى اتباع خيرالانبياء وكانوا امة وسطا كما مدحهم ذوالعزّوالعلاء وايدهم بروح منه كما ايدّ كل اهل الاصطفاء وقد ظهرت انوار صدقهم وَاثار طهارتهم كاجلى الضياء وتبين انهم كانو امن الصّادقين وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ واعطاهم مالم يعط احد من العالمين۔ اهم كانوا منافقين حاشا وكلّ بل جلّ معروفهم وجلى وانهم كانوا طاهرين لا عيب كتطلب مثالبهم وعثراتهم ولا ذنب كتفتيش معائيبهم و سياتهم والله انهم كانوا من المغفورين۔ والقران يحمدهم و يثنى عليهم ويبشرهم بجنّات تجرى من تحتها الانهار ويقول

وجہ سے وہ رسولوں کے وارث بنائے گئے۔ تحقیق قیامت کے دن ان کی جزا آئمہ دین و ملت کی طرح ہوگی۔ پس اگر کسی مومن پر لعنت کی گئی اور بغیر کسی گناہ کے اس کی تکفیر کی گئی اور بغیر سبب کے اسے ہجو اور گالیوں کا نشانہ بنایا گیا تو ایسا مومن انبیاء سے مشابہت رکھتا ہے اور وہ اصفیاء کی مانند ہوگیا۔ پس اسے جزا دی جائے گی جیسے کہ انبیاء کو جزا دی جاتی ہے اور وہ مرسلین کی طرح جزا کو دیکھے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بزرگانِ دین (خلفائے راشدین وصحابہ کرامؓ) خیرالانبیاءؐ کی پیروی میں عظیم مرتبے پر تھے۔ یہ وہ درمیانی امت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے مدح کی ہے اور ان کی اپنی روح سے تائید کی جیسے کہ تمام اخیار کی تائید کی جاتی ہے۔ یقیناً ان کی صداقت کے انوار ظاہر ہوگئے ہیں اور ان کی پاکیزگی کے آثار اجلی روشنی کی طرح چمک اٹھے ہیں۔ اور یہ واضح ہوگیا کہ وہ صادق تھے اور اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ اور ان کو وہ عطا کیا گیا جو جہانوں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ کیا ایسے عظیم انسان منافق تھے؟ معاذ اللہ! بلکہ ان کے کام روشن اور عظیم تھے۔ وہ پاک باز تھے۔ اس سے بڑھ کر کوئی عیب نہیں کہ ان بزرگ ہستیوں کی کمزوریاں اور لغزشیں تلاش کی جائیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ ان کے عیوب اور کمزوریوں کی تفتیش کی جائے۔ اللہ کی قسم! وہ سب

انهم اصحاب اليمين والسابقون والاخيار والابرار ويسلّم بسلام البركات عليهم و يشهد انهم كانوا من المقبولين۔ ولاشك انهم قوم ادحضوا المودات للاسلام وعادوا القوم لمحبة خيرالانام واقتحموا الاخطار لمرضات الرب العلام والقران يشهد انهم اثروا مولاهم و اكرموا كتابه اكرامًا و كانوا يبيتون لربهم سجدا و قياما فایّ ثبوت قطعي على ما خالفه القران والظن لا يساوي اليقين ايها الظان اتقوم على جهة يبطله الفرقان فاخرج لنا ان جاءك البرهان ولاتتبع ظنون الظانين۔ ووالله انهم رجال قاموا في مواطن الممات لنصرة خيرالكائنات وتركوا لِللّٰه اٰباءهم وابناءهم ومزقوهم بالمرهفات وحاربوا الاحبّاء فقطعوا الرؤس واعطوالله النفائس والنفوس وكانوا مع ذٰلك باكين لقلة الاعمال ومتندمين وما

بخشے ہوئے انسان تھے۔ قرآن ان کی تعریف اور توصیف کرتا ہے اور انہیں خوش خبری دیتا ہے ان باغات کی جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ وہ دائیں ہاتھ والے اور سابقون اور چنے گئے نیکوکار تھے۔ قرآن ان پر سلامتی اور برکات بھیجتا ہے۔ قرآن گواہی دیتا ہے کہ وہ مقبول انسانوں میں سے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی دوستیاں مٹا ڈالی تھیں اور انہوں نے خیرالانام حضرت محمد ﷺ کی محبت میں اپنی قوم سے دشمنی مول لی تھی۔ وہ اپنے علّام رب کی رضا کی خاطر خطروں میں اتر پڑے تھے۔ قرآن گواہی دیتا ہے کہ انہوں نے اپنے مولا کو ترجیح دی اور اس کی کتاب کی تکریم کی اور وہ راتوں کو سجدوں اور قیام میں گزارنے والے تھے۔ پس قرآن کے مخالف کون سا ثبوت قطعی ہے۔ جان لو یقین اور ظن آپس میں برابر نہیں۔ اے ظن پر بنیاد کھڑی کرنے والے! کیا تو اس سمت میں کھڑا ہوتا ہے جو قرآن کو باطل ٹھہراتی ہے۔ پس ہمیں بھی وہ دلیل دکھلا مگر محض ظن کرنے والوں کے ظنون کی پیروی مت کر۔ اللہ کی قسم یہ خلفائے راشدینؓ وہ انسان تھے جو خیر کائنات رسول کریم ﷺ کی مدد کے لیے موت کے مقام پر کھڑے ہوگئے تھے اور اللہ کی خاطر انہوں نے اپنے باپوں اور بیٹوں کو چھوڑ دیا تھا اور انہیں اپنی تلوار سے ٹکڑے

تمضمضت مقلتهم بنوم الراحة الا قليل من حقوق النفس للاستراحة وما كانوا متنعمين. فكيف تظنون انهم كانوا يظلمون و يغصبون ولا يعدلون و يجورون وقد ثبت انهم خرجوا من الاهواء وسقطوا فى حضرة الكبرياء وكانوا قومًا فانين. فكيف تسبون ايها الاعداء وما هذا الارتياء الذى يا باه الحياء فاتقوا الله وارجعوا الى رفق وحلم ستسئلون عما تظنون بغير علم وبرهان مبين. لا تنظروا الى ذلاقتى و مرارة مذاقتى وانظروا الى دليل عرضت عليكم وامعنوا فيه بعينيكم فانكم تبعتم ظنون الظانين. وتركتم كتابا يهب الحق واليقين وما بعد الحق الاضلال مبين. وكيف ينسب الى الصحابة ما يخالف التقوى و سُبله و يباين الورع وحُلله مع ان القرآن شهد بان الله حبب اليهم الايمان وكره

ٹکڑے کر دیا تھا۔ اسلام کی خاطر انہوں نے اپنے پیاروں سے جنگیں کیں اور ان کے سر کاٹ دیئے۔ اللہ نے انہیں نفیس چیزیں اور پاکیزہ نفوس عطا کیے۔ مگر اس کے باوجود وہ اپنے اعمال کی کمزوری پر رونے والے اور نادم ہونے والے تھے۔ ان کی آنکھ کی پتلیوں نے راحت کی نیند حاصل نہیں کی مگر تھوڑی وہ بھی جو حقوق نفس کی استراحت کے طور پر تھی۔ نہ ہی وہ مالدار تھے۔ تم کس طرح یہ ظن رکھتے ہو کہ وہ (نعوذ باللہ) ظلم کرتے تھے اور غصب کیا کرتے تھے اور عدل نہیں کرتے تھے اور زیادتی کیا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ ثابت ہے کہ وہ خواہشات سے دور نکل گئے تھے اور اللہ کی درگاہ میں گر گئے تھے اور وہ تو اللہ کی راہ میں فنا ہونے والے لوگ تھے۔ اے دشمنو! تم کس طرح ان کو گالیاں دیتے ہو۔ یہ کون سا شک ہے جو حیا کا انکار کرتا ہے۔ پس اللہ کا تقویٰ کرو اور نرمی اور انکساری کے ساتھ رجوع کرو۔ عنقریب تم سے سوال کیا جائے گا اس کے بارے میں جن کے بارے میں تم بغیر علم اور کھلی دلیل کے ظن کرتے تھے۔ میری تیز زبانی اور مزاج کی کڑواہٹ کی طرف مت دیکھو بلکہ میری دلیل کی طرف نظر کرو جو میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں اور اس پر گہری نظروں کے ساتھ غور کرو۔ کیونکہ تم تو محض ظن کرنے والوں کے ظن کی پیروی کرتے ہو اور اس کتاب (قرآن مجید) کو

اليهم الكفر والفسوق والعصيان وما كفر احدا منهم مع وقوع المقاتلة فضلا عن ا لمشاجرة بل سمّا كلّ احد من الفريقين مسلمين. وقال وان طائفتا ن من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احدٰهما على الاخرى فقاتلوا التى تبغى حتى تفئ الى امر الله فان فاءت فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ان الله يحب المقسطين. انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقو الله لعلكم ترحمون. يايها الذين اٰمنوا لا يسخرقوم من قوم عسى ان يكونوا خيرًا منهم ولا نساء من نساء عسى ان يكن خيرا منهن. ولا تلمزوا انفسكم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الايمان. ومن لمن يتب فاولئك هم الظالمون. يايها الذين اٰمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم

چھوڑتے ہو جو کہ حق و یقین عطا کرتی ہے۔ اور حق کے علاوہ تو سوائے کھلی گمراہی کے کچھ بھی نہیں۔ تم کس طرح صحابہ کرامؓ کی طرف وہ کچھ منسوب کرتے ہو جو تقویٰ اور اس کے راستے کے خلاف ہے اور پرہیز گاری اور اس کے لباس کے مخالف ہے۔ علاوہ ازیں قرآن اس بات کا گواہ ہے کہ انہیں ایمان سے محبت تھی اور ان کے دلوں میں کفر، فسق اور نافرمانی سے نفرت ڈالی گئی تھی۔ ان میں سے کسی نے بھی اختلاف کی صورت میں جھگڑا کرنے کے لیے کفر کو اختیار نہیں کیا۔ بلکہ ہر ایک فریق کا نام مسلمان ہی رکھا۔ اور قرآن بیان کرتا ہے کہ اگر مومنین کے دو گروہوں میں جھگڑا ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کراؤ اور انصاف کرو کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ پھر فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ایک قوم دوسری قوم سے ہنسی، ٹھٹھا نہ کرے ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ ایک دوسرے کو الزام نہ دو اور ایک دوسرے کو برے ناموں سے مت پکارو کیونکہ ایمان لانے کے بعد برا نام دینا فسق ہے۔ پس جو توبہ نہ کرے تو یہی لوگ ظالم ہیں۔

ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا ايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتا فكرهتموه واتقوا الله ان الله تواب رحيم۔ فانظر الى ما قال الله وهو اصدق الصادقين انك تكفر المؤمنين لبعض مشاجرات وهو يسمى ا لفريقين مؤمنين مع مقاتلات و محاربات و يسميهم اخوة مع بغى البعض على البعض ولا يسمى فريقا منهم كافرين۔ بل بغضب على الذين يتنابزون بالالقاب ويلمزون انفسهم ولا يسترون كالاحباب ويسخرون و يغتابون و يظنون ظن السوء ويمشون متجسسين بل يسمى مرتكب هذه الامورفسوقا بعد الايمان ويغضب عليه كغضبه على اهل العدوان ولا يرضى بعباده ان يسبوا المؤمنين المسلمين هذا مع انه يسمى فى هذه الآيات فريقا من المؤمنين باغين ظالمين و فريقا من

پھر فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کثیر ظن سے بچو کیونکہ بعض ظن گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو نہ ایک دوسرے کی چغلی کرو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ پس تم اس سے کراہت کرتے ہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اس کی طرف نظر کر جو اللہ نے فرمایا اور وہ سب سچوں سے بڑھ کر صادق ہے۔ تم مومنوں کی تکفیر کرتے ہو بعض جھگڑوں کی وجہ سے جب کہ خدا نے باوجود آپس کی لڑائیوں اور جھگڑوں کے دونوں فریقوں کو مومنین کا نام دیا ہے اور انہیں بھائی کا لقب عطا کیا ہے۔ باوجود اس کے انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف بغاوت کی لیکن ان میں سے کسی فریق کا نام بھی قرآن کافر نہیں رکھتا۔ بلکہ قرآن ان پر غضب نازل کرتا ہے جو ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارتے ہیں اور اپنے لوگوں کو الزام دیتے ہیں اور ان سے دوستوں کی طرح خوش نہیں ہوتے اور ٹھٹھا کرتے، غیبت کرتے اور برا ظن رکھتے ہیں اور دوسروں کی جاسوسی کرتے ہیں۔ بلکہ ان امور کے ارتکاب کا نام قرآن ایمان کے بعد فسق قرار دیتا ہے۔ اللہ ان پر غضب نازل کرتا ہے جیسے کہ وہ دشمنوں پر غضبناک ہوتا ہے۔ وہ اس بات پر اپنے بندوں سے راضی نہیں ہوتا کہ وہ مومن مسلمانوں کو گالی دیں۔ ہاں وہ ان آیات میں مومنین کے ایک

الآخرين مظلومين ولا كن لا يسمیٰ احدا منهما مرتدين. وكفاك هذه الهداية ان كنت من المتقين فلا تدخل نفسك تحت هذه الايات ولا تبادر الى ا لمهلكات ولا تقعد مع المعتدين. وقال الله فى مقام اٰخر فى مدح المؤمنين. والزمهم كلمة التقوى وكانوا احق بها واهلها فانظر كلمات رب العالمين. اتسمى قوما فاسقين سما هم الله متقين. ثم قال عزوجل فى مدح صحابة خاتم النبيين محمّد رسول الله والّذين معه اشدّاء علىَ الكفار رحماء بينهم ترهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله ورضوانا سيماهم فى وجوههم من اثر السجود ذٰلك مثلهم فى التورات ومثلهم فى انجيل كزرع اخرج شطاءه فاذره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار. فانظر كيف سما كل من عاداهم كافرا و غضب عليهم

گروہ کو باغی اور ظالم اور دوسرے فریق کو مظلوم قرار دیتا ہے لیکن ان میں سے کسی ایک گروہ کا نام بھی مرتد نہیں رکھتا۔ تمہارے لیے یہ ہدایت کافی ہے اگر تم متقی ہو۔ اپنے نفس کو ان ہدایات کے تحت داخل نہ کر اور ہلاکت کی طرف جلدی مت کر اور زیادتی کرنے والوں کے ساتھ مت بیٹھ۔ اللہ نے مومنین کی مدح میں دوسری جگہ فرمایا کہ کلمۃ تقویٰ ان کا لازم جزو ہے۔ صحابہ کرامؓ اور ان کے اہل اس کے سب سے بڑے حقدار تھے۔ پس تو رب العالمین کے کلمات کی طرف نظر کر۔ کیا تو ان لوگوں کو جنہیں اللہ متقی کہتا ہے فاسق کا نام دیتا ہے۔ پھر اللہ عزوجل خاتم النبیین ﷺ کے صحابہؓ کی مدح میں فرماتا ہے: ''محمد رسول اللہ اور جو اُن کے ساتھ ہیں کفار کے خلاف سخت اور آپس میں ایک دوسرے سے رحم کرنے والے ہیں۔ تو انہیں رکوع کرنے اور سجدے کرنے والے پائے گا۔ وہ اللہ کا فضل اور رضا تلاش کرتے ہیں۔ تو ان کی پیشانیوں کو سجدوں کے نشان سے پہچان لے گا۔ یہ ان کی مثال تورات اور انجیل میں بھی ہے۔ اس کھیتی کی طرح جو اپنے خوشے نکالتی ہے پھر بڑھتی ہے پھر پکتی ہے اور پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوجاتی ہے اور وہ کسان کو تعجب میں ڈالتی ہے اور کفار اس سے غیظ میں آتے ہیں۔'' پس دیکھ! کس طرح اللہ ان صحابہ کرامؓ سے دشمنی کرنے والوں کو کافر کا خطاب دیتا اور غضبناک ہوتا

فاخش الله واتق الذی یغیظ بالصحابة کافرین۔ وتدبر فی هذه الایات وأیات اخری لعل الله یجعلك من المهتدین۔

ہے۔ پس اللہ سے ڈر اور اس شخص سے دور رہ جو کافر ہو کر صحابہ کرامؓ کے ساتھ غیظ سے مخاطب ہوتا ہے۔ ان آیات اور دوسری آیات میں غور کرو شاید کہ اللہ تجھے ہدایت یافتوں میں سے بنائے۔

ومن تظنی من الشیعته ان الصدیق او الفاروق غصب الحقوق و ظلم المرتضیٰ او الزهرآء فترك الانصاف واحب الاعتساف وسلك مسلك الظالمین۔ ان الذین ترکوا اوطانهم و خلانهم و اموالهم و اثقالهم لله ورسوله واوذوا من الکفار واخرجوا من ایدی الاشرار فصبروا کالاخیار والابرار وستحلفوا فما اترعوا بیوتهم من الفضته والعین وما جعلوا ابناء هم وبناتهم ورثاء الذهب و اللجین بل ردوا اکلما حصل الیٰ بیت المال وما جعلوا ابناءهم خلفاءهم کابناء الدنیا واهل الضلال وعاشوا فی هذه الدنیا فی لباس الفقر والخصاصة وما مالوا الی التنعم کذوی الامرة

اہل تشیع حضرات میں سے جو یہ ظن رکھتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے حقوق غصب کیے اور حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ پر ظلم کیا، وہ انصاف کو ترک کرتا، ظلم کو پسند کرتا اور ظالموں کے طریق کو اختیار کرتا ہے۔ حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرامؓ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے وطن، اپنے دوست احباب، اپنا مال جائیداد اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے ترک کر دیئے تھے۔ وہ کفار کے ہاتھوں ایذا دیئے گئے اور شریروں کے ہاتھوں گھروں سے نکالے گئے۔ مگر انہوں نے نیکوں اور برگزیدوں کی طرح صبر کیا۔ اور جب وہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے اپنے گھروں کو سونے چاندی سے نہیں بھرا اور انہوں نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو سونے چاندی کے وارث نہیں بنایا۔ بلکہ جو کچھ حاصل ہوا اسے بیت المال میں لوٹا دیا۔ اور انہوں نے دنیا کے (دلدادوں) اور گمراہوں کی طرح اپنے بیٹوں کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا اور وہ اس دنیا میں فقیری اور غربت کے لباس میں زندہ

ویمیلون الی الغصب والنهب و الغارات اکان هذا اثر صحبت رسول الله خیرالکائنات وقد حمدهم الله و اثنی علیهم رب المخلوقات کلا بل انه زکی نفوسهم وطهر قلوبهم ونور شموسهم و جعلهم سابقین للطیبین الاتین ولا نجد احتمالا ضعیفا ولا وهما طفیفا یخبر عن فساد نیاتهم او یشیر الی ادنی سیاتهم فضلا عن جزم النفس علی نسبته الظلم الی ذواتهم و والله انهم کانو ا قومًا مقسطین۔ ولو انهم اعطوا وادیا من مال من غیر حلال فما تفلوا علیه وما مالوا کاهل الهواء ولو کان ذهبا کامثال الرباء او کمقدار الا رضین ولو وجدوا حلالا من المال لانفقوه فی سبل ذی الجلال و مهمات الدین فکیف نظن انهم اغضبوا الزهراء لاشجار واٰذوا فلذة النبی کا شرار بل للاحرار نیات ولهم علی الحق ثبات و علیهم من

سے چھیننے والے تھے؟ اور وہ غصب مال اور لوٹ کھسوٹ کی طرف مائل تھے؟ کیا خیر کائنات رسول کریم ﷺ کی صحبت کا یہ اثر تھا!! حالانکہ ربّ کائنات ان کی حمد و ثناء خود بیان کرتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ نے ان کے نفوس کو پاک کر دیا تھا اور ان کے دلوں کو پاکیزہ بنا دیا تھا اور ان کی پیشانیوں کو منور کر دیا تھا اور ان کو آنے والے پاک نفوس کے لیے سابقین کا درجہ دے دیا تھا۔ ہم کوئی ضعیف احتمال اور کوئی معمولی وہم بھی نہیں پاتے جو ان کی نیتوں کے فساد کے بارے میں خبر دے یا ان کی کسی معمولی کمزوری کی طرف اشارہ کرے۔ چہ جائیکہ کے ہمارا نفس ان کی ذات کی طرف ظلم کو منسوب کرے۔ اللہ کی قسم وہ انصاف کرنے والے لوگ تھے۔ اور اگر انہیں وادی برابر حرام مال کی پیشکش کی جاتی تو وہ اس کی طرف تھوکتے بھی نہ اور اس کی طرف نفس کے خواہشات کے بندوں کی طرح متوجہ بھی نہ ہوتے اگرچہ یہ حرام مال سونے کے پہاڑ جیسا یا زمین کے برابر ہوتا۔ جب وہ حلال مال پاتے تو ذی الجلال خدا کے راستے میں اور دین کی مہمات کے لیے خرچ کر دیتے۔ تو پھر ہم کس طرح یہ مان لیں کہ انہوں نے درختوں کی خاطر حضرت فاطمۃ الزہراؓ پر غضب کیا اور (نعوذ باللہ) شریروں کی طرح انہوں نبی کریم ﷺ کی لخت جگر کو تکلیف دی۔

الله صلوات والله يعلم ضمائر
المتقين۔ وان كان هذا من نوع
الايذاء فما نجد اسدالله الفتا من
هذا بل هو احد من الشركاء فانه
اختطب بنت ابا الجهل واذى
الزهراء فاياك والاعتداء وخذ
الاتقاء ودع الاعتداء ولا تتناول
فضالة الذين زاغوا عن المحجة و
اعرضوا عن الحق بعد رؤية
انوارالحجة وكانوا على الباطل
مصرين۔ وانى ادلك الى صراط
تنجيك من شبهات فتدبر ولا تركن
الى جهلات واقول لِللّٰه وارجو ان
تنيب ولو اسمع من بعضكم
التثريب ولا يهتدى عبد الا اذا
ارادالله هداه ولا يرتوى احد الا
من سقياه انه يرٰى قلبى وقلوبكم
وينظر قدمى و اسلوبكم و يعلم ما
فى صُدورالعلمين۔

بلکہ برگزیدہ لوگوں کی تو نیتیں بھی پاک ہوتی
ہیں اور وہ دین پر ثابت قدم رہنے والے ہوتے
ہیں اور ان پر اللہ کی رحمتیں ہوتی ہیں اور اللہ متقی
لوگوں کے دلوں کو جانتا ہے۔ اگر ان کے اعمال کو جو
انہوں نے اچھی نیت کے ساتھ کیے ایذا شمار کیا جائے
تو پھر تو حضرت علیؓ شیر خدا بھی اس سے بری
نہیں ہیں۔ بلکہ وہ بھی ان میں شریک ہیں۔ کیونکہ
انہوں نے تو بھی ابوجہل کی بیٹی کو منگنی کا پیغام بھیجا تھا
اور اس طرح حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو تکلیف پہنچائی
تھی۔ پس زیادتی سے بچو اور تقویٰ کا راستہ اختیار کرو
اور دشمنی چھوڑ دو۔ تو ان لوگوں کا بچا ہوا کھانا مت کھا
جنہوں نے کج روی اختیار کی اور روشنی کی گہرائی
دیکھنے کے بعد حق سے اعراض کیا اور وہ باطل پر مصر
رہنے والے تھے۔ میں تمہیں اس راستے کی خبر دیتا
ہوں جو تمہیں شبہات سے نجات دے گا۔ پس تدبر
کرو اور جہالت کی طرف مت راغب ہو۔ میں اللہ
سے دعا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ تم حق کو مان لو
گے۔ اگر میں تم میں سے بعض لوگوں کی لعن طعن
سنوں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ کوئی بھی شخص اس وقت
ہی ہدایت پاتا ہے جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ
اسے ہدایت عطا کرے۔ اس کی پیاس کوئی
نہیں بجھا سکتا جس کی پیاس خدا تعالیٰ نہ بجھائے۔
بے شک اللہ میرے اور تمہارے دل کو دیکھتا ہے اور

میرے اور تمہارے قدم بڑھانے کو بھی دیکھتا ہے اور وہ جانتا ہے جو جہانوں کے سینوں میں ہے۔

فاعلم ایھاالعزیز ان حزبا من علماء الشیعة ربما یقولون ان خلافة الاصحاب الثلٰثة ما ثبت من الکتاب والسنة واما خلافة سیدنا المرتضی واسداللّٰہ الاتقی فثبت من وجوہ شتی و برھان اجلی فلزم من ذٰلك ان یکون الخلفاء الثلثة غاصبین ظالمین اِلتِینْ فان خلافتھم ما ثبتت من خاتم النبیین وخیر المرسلین۔

پس اے عزیز! جان لے کہ شیعہ علماء کا ایک گروہ بسا اوقات کہتا ہے کہ پہلے تین خلفاء (حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ) کی خلافت کے بارے میں کتاب وسنت سے کچھ بھی ثابت نہیں۔ بلکہ حضرت علی مرتضیٰؓ جو کہ متقیوں کے شیر ہیں کی خلافت مختلف وجوہات اور روشن دلائل سے ثابت ہے۔ پس یہ لازم ہو جاتا ہے کہ تین خلفاء (نعوذ باللہ) غاصب، ظالم اور کوتاہی کرنے والے تھے۔ کیونکہ ان کی خلافت خاتم النبیین خیر المرسلین ﷺ سے ثابت نہیں۔

اَمّاالجَوَاب فلا یخفی علی المتدبرین الفارھین و عباداللّٰہ المتقین ان ادعاء ثبوت خلافة سیدنا المرتضی صلف بحت ما لحقه من الصدق سنا وزورة طیف لیس معه شھادة من کتاب ربنا الاعلی ولیس فی ایدی الشیعة شمة علی ثبوت ھذا الدعوی فلا شك ان خلافته عاری الجلدة من حلل الثبوت وبادی

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات تدبر کرنے والے زیرک انسانوں اور اللہ کے متقی بندوں پر مخفی نہیں کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کی خلافت کے دعویٰ کا کوئی ثبوت نہیں جو کہ صداقت کی روشنی رکھتا ہو۔ بلکہ یہ محض لاف وگزاف اور جھوٹا خیال ہے جس کی کوئی شہادت ہمارے رب اعلیٰ کی کتاب (قرآن مجید) سے نہیں ملتی اور نہ ہی شیعہ حضرات کے پاس ذرہ بھر بھی اس دعویٰ کے متعلق کوئی ثبوت ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی خلافت ثبوت سے عاری ہے اور نومولود بچے کی طرح بے

الجردة كالسبروت ولو كان على بحر الانوار ومستغنيا عن النعوت فلا تجادل من غير حق ولا تستثفر بفويطتك فى الرياغة ولا تُرناثُرهات البلاغة ولا تقف طرق المتعسفين. وانى والله لطالما فكرت فى القرٰان وامعنت فى اٰيات الفرقان وتلقيت امرالخلافة بوسايل التحقيق واعددت له الاهب كلّها للتدقيق وصرفت ملامح عينى الى كل الانحاء ورميت مرامى لحظى الى جميع الارجاء فما وَجَدت سيفا قاطعًا فى هذا المصاف كاية الاستخلاف واستنبت انها من اعظم الايات والدلايل الناطقة للاثبات والنصوص الصريحة من رب الكائنات لكل من يريد ان يحكم بالحق كالقضات واتيقن انه من طاب خيمه واشرب ماءالامعان اديمه يقبلها شاكرا ويحمدالله ذاكرا على ما هداه واخرجه من الضالين۔

لباس ہے۔ اگرچہ ان کی خلافت انوار کے دریا اور صفات سے مستغنی بھی ہوتو تب بھی بغیر حق کے تو مت جھگڑ اور محض بلاغت کی من گھڑت باتوں پر شور مت کر اور ظالموں کے راستے پر مت چل۔ اللہ کی قسم میں نے جب کبھی قرآن پر غور کیا اور آیات قرآنی کی گہرائی میں گیا اور امر خلافت کو تحقیق کی نظر سے دیکھا اور باریک بینی سے اس کے لیے تمام سامان تیار کیا اور میں نے ہر طرف اپنی نظر دوڑائی اور پوری امید کی نظروں سے اس معاملے کو دیکھا تو اس خلافت کے معاملے میں مجھے آیت استخلاف (24:55) سے بڑھ کر کوئی اور واضح دلیل نہیں دکھائی دی۔ میں نے جانا کہ اس معاملے پر یہ اعظم ترین آیات میں سے ہے اور رب کائنات کی طرف سے ہر اس شخص کے لیے جو چاہتا ہے کہ وہ حق کے ساتھ منصفوں کی طرح فیصلہ کرے یہ آیت دلائل ناطق اور نص صریح ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس نے اپنی طبیعت کو پاک کیا اور دجلہ اور فرات کی گہرائی کی مانند نظر عمیق سے حق کا پانی پیا وہ اس دلیل کو قبول کرے گا شکر کرتے ہوئے اور اللہ کی حمد بیان کرتے ہوئے اور اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ اللہ نے اسے ہدایت دی اور اسے ضالین کے گروہ میں سے نکالا۔

وان اٰيات الفرقان يقينية
واحكامها قطعية واما الاخبار
والاثار فظنية واحكامها شكية ولو
كانت مروية من الثقات ونحارير
الرواة ولا تنظروا الى نضرة حليتها
وخضرة دَوحَتها فان اكثرها سَاقطة
في الظلمات وَليسَت بمعصومة من
مس ايدى ذوى الظلامات وقد
عسر اشتيارها من مشار النحل
وانما اخذت من النهل هذا حال
اكثر الاحاديث كما لا يخفى على
الطيب والخبيث فباىّ حَديث بعد
كتاب الله تؤمنون واذا حصحص
الحق فاين تذهبون وما ذا بعدالحق
الا الضلال فاتقوا الضلال يا معشر
المسلمين. وقد قلت من قبل ان
الاثار ما كفلت التزام اليقينيات بل
هى ذخيرة الظنيات والشكيات
والوهميات والموضوعات فمن ترك
القران واتكاء عليها فيسقط فى
هوة المهلكات ويلحق بالهالكين.
انما الاحاديث كشيخ بالى الرياش

قرآن کی آیات یقینی ہیں اور ان کے
احکامات بھی قطعی۔ جبکہ احادیث اور اخبار ظن
ہیں اوران کے احکام میں شک کی گنجائش ہے۔خواہ
وہ ثقہ راویوں سے مروی ہوں یا علمائے کرام نے ان
کو بیان کیا ہو۔ان کے ظاہری حلیے کی خوبصورتی اور
درختوں کی تروتازگی کی طرف مت دیکھو کیونکہ ان
میں سے اکثر اپنے ساتھ ظلمات کا اندھیرا رکھتی ہیں۔
اور یہ آثار ظلمات والوں کے ہاتھوں کے مس سے
محفوظ نہیں۔میں نے یہ شیرینی شہد کی مکھیوں کے چھتے
سے حاصل کی ہے۔اور میں نے احادیث کا یہ حال
کھارے پانی سے حاصل کیا ہے جیسا کہ یہ کسی بھی
طیب اور خبیث انسان سے مخفی نہیں۔پس تم اللہ کی
کتاب کے بعد کس پر ایمان لاؤ گے اور جب حق
واضح ہو گیا تو پھر تم اس کے بعد کس طرف منہ کرو گے
کیونکہ حق کے علاوہ تو صرف گمراہی ہی ہے۔اے
مسلمانوں کے گروہ! گمراہی سے بچو۔اس سے قبل
میں کہہ چکا ہوں کہ احادیث قرآن کے مقابل
میں یقینی انتظام تک کی ذمہ داری نہیں اٹھاتیں بلکہ یہ
تو ظن، شک، وہم اور موضوع کا ذخیرہ ہیں۔ یقیناً
جس نے قرآن کو ترک کیا اور ان احادیث پر
بھروسہ کیا تو وہ ہلاکت کے گڑھے میں گر گیا اور
ہلاک ہونے والوں کے ساتھ مل گیا۔احادیث کی
مثال اس بوڑھے کی سی ہے جس کے کپڑے بھی پھٹے
پرانے ہیں اوراس کو رعشہ بھی ہے۔احادیث صرف

بادی الارتعاش ولا یقوم الابهراوة
الفرقان وعصا القران فکیف یرجی
منها اکتناز الحقائق وخزن نشب
الدقائق من دون ھذا الامام الفائق
فھذا ھوالّذی یووی الغریب و یطھر
المعیب ویفتتح النطق بالدلایل
الصحیحة والنصوص الصریحة وکلہ
یقین وفیہ للقلوب تسکین وھو
اقویٰ تقریرًا وقولًا واوسع حفاوة
وطولا ومن ترکہ ومال الی غیرہ
کالعاشق فتجاوزالدین والدیانة
ومرق مروق السھم الراشق ومن
غادر القران واسقطہ من العین
وتبع روایات لا دلیل علی تنزھھا من
المین فقد ضلا ضلالا مبینا
وسیصطلی لظی حسرتین ویریہ اللہ
انہ کان علی خطاء مبین۔ فالحاصل
ان الامن فی اتباع القران والتباب
وکل التباب فی ترک الفرقان ولا
مصیبة کمصیبة الاعراض عن
کتاب اللہ عند ذوی العینین
فاذکروا عظمة ھذا الرزء وان جل

اور صرف قرآن کے سہارے ہی کھڑی ہوسکتی ہیں اور قرآن کا عصا ہی احادیث کو سہارا دیتا ہے۔ پس ہم بغیر اس قرآن کے جو کہ فائق امام ہے کس طرح احادیث سے قیمتی موتی اور باریک نکات کا خزانہ حاصل کرنے کی امید رکھ سکتے ہیں۔ یہ قرآن ان احادیث کو پناہ دیتا ہے اور ان کو عیب سے پاک کرتا ہے۔ قرآن اصل بات کو دلائل سے کھولتا ہے اور نص صریح سے بیان کرتا ہے۔ قرآن سارا یقین ہے اور اس میں دلوں کے لیے تسکین ہے اور وہ مضبوط ترین تقریر اور قول ہے۔ وہ وسیع ترین اور طویل ترین مہربانی ہے۔ جس نے قرآن کو چھوڑا اور اس کے علاوہ عاشق کی طرح دوسری طرف جھکا تو اس نے دین اور دیانت سے تجاوز کیا اور وہ کمان سے نکلے ہوئے اس تیر کی طرح ہے جو ہوا میں ہو۔ جس نے قرآن کو چھوڑا وہ خزانے سے نیچے گر گیا اور اس نے ان روایات کی پیروی کی جو جھوٹ سے پاک نہیں اور وہ یقیناً کھلی گمراہی میں نکل گیا اور حسرت کے ساتھ شعلے کی نذر ہوگیا۔ اللہ اسے دکھائے گا کہ وہ کھلی خطا پر تھا۔ حاصل کلام یہ کہ امن صرف قرآن کی اتباع میں ہے اور تباہی بلکہ مکمل تباہی قرآن کو ترک کرنے میں ہے۔ اہل بصیرت کے نزدیک کتاب اللہ سے اعراض کرنے سے بڑھ کر کوئی اور مصیبت نہیں۔ اگرچہ تمہارے پاس امام حسینؓ کی مصیبت کی مثال موجود ہے مگر اس بڑی مصیبت (قرآن کو

لديكم رزء الحسين وكونوا طلاب الحق يا معشر الغافلين.

ولان نذكر الايات الكريمة والحجج العظيمة على خلافة الصديق لنريك ثبوته على وجه التحقيق فان طريق الارتياب قطعة من العذاب ومن تبع الشبهات فاوقع نفسه فى المهلكات واما قطع الخصومات فلا يكون الا باليقينات فاسمع منى ولا تبعد عنى وادعو الله ان يجعلك من المتبصرين. قال الله عز و جل فى كتابه المبين وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ لَبِئْسَ

ترک کرنے کی: ناقل) کی طرف غور کرو اور طالب حق بن جاؤ اے غافلوں کے گروہ!

اب میں آپ کے سامنے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے بارے میں آیات کریمہ اور بڑے دلائل پیش کرتا ہوں تا کہ تمہیں علی وجہ الحقیقت اس کے ثبوت دکھاؤں۔ کیونکہ شک وشبہ کا طریق عذاب کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔ جس نے بھی شبہات کی پیروی کی پس اس نے اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالا۔ ان تمام جھگڑوں کا اختتام یقین پر ہونا چاہئے۔ پس مجھ سے سنو اور دوری نہ اختیار کرو اور اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں صاحبان بصیرت میں سے بنائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مبین میں فرماتا ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۔ (ترجمہ) ''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کریم کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور کفار کو مت خیال کرو کہ وہ زمین کو

الْمَصِيْرُ.هذا ما بشر ربنا للمؤمنين. و اخبر عن علامات المستخلفين فمن اتاالله للاستماحة وما سلك مسلك الوقاحة وما شد جباير التلبيس على ساعد الصراحة فلا بد له من ان يقبل هذا الدليل و يترك المعاذير والاقاويل و ياخذ طرق الصالحين.

عاجز کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا ٹھکانہ آگ ہے اور یہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔" یہ ہے جو ہمارے رب نے مومنین کو بشارت دی ہے اور آنے والے خلفاء کی علامات کے بارے میں خبر دی ہے۔ پس جو اللہ کے پاس آسانی کے لیے آتا ہے اور بے شرمی کے راستے پر نہیں چلتا تو اسے چاہیے کہ وہ شیطان کے وساوس کی پٹی اپنے بازو پر مت باندھے۔ وہ اس دلیل کو قبول کرے اور جھوٹی من گھڑت باتوں کو ترک کردے اور صالحین کا راستہ اختیار کرے۔

واما تفصيله ليبدو عليك دليله فاعلموا يا اولى الالباب ان الله قد وعد فى هذه الايات للمسلمين والمسلمات انه سيستخلفن بعض المؤمنين منهم فضلا ورحما ويبدلنهم من بعد خوفهم امنا فهذا امر لا نجد مصداقه على وجه اتم واكمل الا خلافة الصديق فان وقت خلافته كان وقت الخوف والمصائب كما لا يخفى على اهل التحقيق. فان رسول الله ﷺ لما توفى نزلت المصائب على الاسلام والمسلمين وارتد كثير من المنافقين و تطاولت السنة المرتدين

اس دلیل کو واضح کرنے کے لیے تفصیل یہ ہے۔ اے عقل والو! جان لو کہ اللہ تعالیٰ ان آیات میں مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں سے وعدہ فرماتا ہے کہ وہ ان میں سے بعض مومنین کو اپنے فضل و رحم سے ضرور خلیفہ بنائے گا اور ان کے خوف کے بعد ان کو امن کی حالت عطا کرے گا۔ پس اس معاملے کا مصداق اتم و اکمل طور پر سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے ہم کسی کو نہیں پاتے۔ کیونکہ ان کی خلافت کا وقت خوف اور مصائب کا وقت تھا جیسے کہ اہل تحقیق پر مخفی نہیں۔ جب رسول کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو اسلام اور مسلمانوں پر مصائب نازل ہو گئے تھے اور کثیر منافقین نے ارتداد اختیار کرلیا تھا اور مرتدین کی زبانیں لمبی ہوگئی تھیں اور بعض مفتریوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔

وادعى النبوة نفر من المفترين۔ واجتمع عليهم كثير من اهل البادية حتى لحق بمسيلمة قريب من مأية الف من الجهلة الفجرة وهاجت الفتن و كثرت المحن واحاطت البلايا قريبا و بعيدا و زلزل المؤمنون زلزالاً شديدًا هنالك ابتليت كل نفس من الناس و ظهرت حالات مخوفة مدهشة الحواس و كان المومنون مضطرين كان جمرا اضرمت فی قلوبهم و ذبحوا بالسكين و كانوا يبكون تارة من فراق خيرالبرية و اخرى من فتن ظهرت كالنيران المحرقة ولم يكن اثراً من امن و غلبت المفتتنون كخضراء و من فزاد المؤمنون خوفا و فزعًا و ملئت القلوب دهشا و جزعا ففى ذالك الاوان جعل ابوبكر رضى الله عنه حاكم الزمان و خليفة خاتم النبيين فغلب عليه هم و غم من اطوارها و من اثار شاهدها فی

اردگرد کے دیہاتی لوگوں کا گروہ کثیر اکٹھا ہو گیا تھا، یہاں تک کہ مسیلمہ کذاب کے جاہل اور گمراہ متبعین کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ فتنے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور سختی کثرت سے پھیل گئی تھی اور قریب و بعید کی بلاؤں نے گھیر لیا تھا اور مومنین کو شدید زلزلے سے ہلایا گیا۔ اس وقت ہر نفس لوگوں کے ذریعے آزمایا گیا اور خوفناک اور حواس باختہ کرنے والے حالات پیدا ہو گئے تھے اور مومنین مضطرب ہو گئے تھے۔ ان کے دلوں میں چنگاری بھڑک اٹھی تھی گویا کہ انہیں چھری سے ذبح کر دیا گیا ہو۔ بسا اوقات تو وہ حضرت رسول کریم ﷺ کی جدائی میں روتے تھے اور بعض اوقات ان ظاہر ہونے والے فتنوں کی وجہ سے جو آگ کی طرح بھڑک رہے تھے۔ امن کا کوئی نشان باقی نہیں رہ گیا تھا۔ فتنہ پرداز ایسے غالب آ گئے تھے جیسے کہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر سبزہ اگتا ہے۔ مومنین کا خوف اور ڈر بڑھ گیا تھا اور ان کے دل دہشت اور رونے کے سبب بھر گئے تھے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ حاکم اور خاتم النبیینؐ کے خلیفہ بنائے گئے تھے۔ تب ان پر ہم و غم طاری ہو گیا تھا۔ اس حالت کو دیکھ کر اور ان منافقین، کافروں اور مرتدین کے آثار کو دیکھ کر وہ غمگین

المنافقين والكافرين والمرتدين و كان يبكى كمرابيع الربيع و تجرى عبراته كالينابيع و يسئل الله خير الاسلام والمسلمين۔

و عن عائشة رضى الله عنها قال لما جعل ابى خليفة و فوض الله اليه الامارة فراى بمجرد الاستخلاف تموّج الفتن من كل الاطراف و مورد المتنبين الكاذبين و بغاوة المرتدين المنافقين۔ فصبّت عليه مصائب لو صبّت على الجبال لا نهدت و سقطت وانكسرت فى الحال ولكنه اعطى صبرا كالمرسلين۔ حتى جاء نصرالله و قتل المتنبئون و اهلك المرتدون وازيل الفتن و دفع المحن و قضى الامر و استقام امر الخلافة و نجاالله المؤمنين من الآفة و بدّل من بعد خوفهم امنا ومكن لهم دينهم و اقام على الحق زمنا و سود وجوه المفسدين۔وانجز وعده و نصر عبده الصديق واباد الطواغيت والغرانيق

ہوگئے تھے اور وہ برسات کی بارش کی طرح روتے تھے۔ان کی آنکھیں چشمے کی طرح بہتی تھیں اور وہ اللہ سے مسلمانوں اور اسلام کی بھلائی کی دعا کرتے رہتے تھے۔

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے والد حضرت ابوبکر صدیق ؓ خلیفہ بنائے گئے اور اللہ نے امارت کا بوجھ ان کو تفویض کر دیا تو اس خلافت کے ساتھ ہی انہوں نے ہر اطراف سے فتنوں کی موجیں اور جھوٹے نبیوں کا جوش اور مرتدوں، منافقوں کی بغاوت دیکھی۔ پس ان پر وہ مصائب ڈالے گئے کہ اگر وہ مصائب پہاڑوں پر ڈال دیئے جاتے تو وہ بھی اس حال میں گر پڑتے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو رسولوں جیسا صبر عطا کیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ کی نصرت آ گئی اور جھوٹے مدعی نبوت قتل کیے گئے اور مرتد ہلاک کر دیئے گئے اور فتن دور کر دیئے گئے اور تنگی ختم ہوگئی اور معاملات درست ہو گئے اور امر خلافت قائم ہوگیا اور اللہ نے مومنین کو آفتوں سے نجات دے دی۔ ان کا خوف امن میں بدل گیا اور ان کے لیے ان کے دین کو قائم کر دیا گیا اور حق مضبوطی سے قائم ہوگیا اور فساد کرنے والوں کے چہرے سیاہ پڑ گئے۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی مدد فرمائی۔ اللہ

و القی الرعب فی قلوب الکفار فانهزموا و رجعوا و تابوا و کان هذا وعد من الله القهار و هو اصدق الصادقین۔ فانظر کیف تم وعد الخلافة مع جمیع لوازمه و اماراته فی الصدیق وادع الله ان یشرح صدرك لهذا التحقیق۔ و تدبر کیف کانت حالة المسلمین فی وقت استخلافه و قد کان الاسلام من المصائب کالحریق ثم ردّ الله الکرة علی الاسلام و اخرجه من البئر العمیق و قتل المتنبئون باشد الالام و اهلك المرتدون کالانعام و امن الله المؤمنین من خوفٍ کانوا فیه کالمیتین۔ و کان المومنون یستبشرون بعد رفع هذا العذاب و یهنّئون الصدیق و یتلقونه بالترحاب و یحمدونه و یدعون له من حضرة رب الارباب و بادروا الی تعظیمه و اٰداب تکریمه وادخلوا حبه فی تامورهم واقتدوا به فی جمیع امورهم و کانوا له شاکرین۔ و

نے باغیوں کے شیاطین اور بڑے بتوں کو توڑ دیا۔ کفار کے دلوں میں رعب ڈال دیا گیا اور وہ شکست کھا گئے۔ انہوں نے رجوع کیا اور توبہ کی۔ یہ اللہ قہار کا وعدہ تھا اور وہ سب سچوں سے بڑھ کر سچا ہے۔ دیکھو کس طرح اس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت اور امارت کا وعدہ اس کے تمام لوازمات کے ساتھ پورا کیا۔ اللہ سے دعا کرو کہ وہ اس تحقیق حق کے لیے تمہارے سینے کھول دے۔ ذرا تدبر کرو کہ ان کی خلافت کے وقت مسلمانوں کی کیا حالت تھی؟ اسلام مصائب کی وجہ سے جلا ہوا تھا۔ پھر اللہ نے اسلام کو دوبارہ لوٹا دیا اور اسے گہرے کنویں سے نکالا اور جھوٹے مدعیان نبوت پورے دکھوں کے ساتھ قتل کیے گئے اور مرتد جانوروں کی طرح ہلاک کیے گئے۔ اللہ نے مومنین کو اس خوف سے امن دیا جس میں وہ مردہ کی طرح پڑے تھے۔ مومنین اس عذاب کے رفع ہونے کے بعد خوش تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مبارک باد دیتے تھے اور ایک دوسرے کو بھی مبارک باد دیتے ہوئے ملتے تھے اور ان کی تعریف کرتے تھے۔ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے اور ان کی تعظیم وتکریم کے لیے جلدی کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی محبت ان کے دلوں میں داخل ہوگئی تھی اور وہ تمام امور میں ان کی پیروی کرتے تھے اور وہ ان کے شکرگزار تھے۔ ان کے دل صاف ہوگئے

صقلوا خواطرهم و سقوانوا ضرهم و زادو احباء وودّوا و طاوعوه جهدا وجدا وكانوا يحسبونه مباركا و مويدا كالنبيين۔ و كان هذا كله من صدق الصديق واليقين العميق و والله انه كان ادم الثانى للاسلام والمظهر الاول لانوار خيرالانام و ما كان نبى ولكن كانت فيه قوى المرسلين فبصدقه عادت حديقة الاسلام الى زخرفه التام واخذ زينته و قرته بعد صدمات السهام و تنوعت ازاهيره و طهرت اغصانه من القتام و كان قبل ذلك كميت ندب و شريد جدب وجريح نوب و ذبيح جوب واليم انواع تعب و حريق هاجرة ذات لهب ثم نجاه الله من جميع تلك البليّات واستخلصه من سائره الافات وايده بعجائب التائيدات حتى ام الملوك وملك الرقاب بعد ما تكسر وافترش التراب فزمت السنة المنافقين و تهلل وجه المؤمنين۔ و كل نفس حمدت ربه و

تھے، ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک مل گئی تھی اور وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی محبت اور مؤدت میں بڑھ گئے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پیروی محبت اور اخلاص سے کی اور وہ ان کا وجود مبارک اور مؤید خیال کرتے تھے جس طرح کہ نبیوں کی تائید کی جاتی تھی۔ یہ سب کچھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صدق اور مضبوط یقین کی وجہ سے تھا۔ اللہ کی قسم وہ اسلام کے آدم ثانی تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے انوار کے مظہر اول تھے۔ اگرچہ وہ نبی نہیں تھے مگر ان کے قویٰ مرسلین جیسے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صدق کی وجہ سے اسلام کا باغیچہ ایک دفعہ پھر اپنی اصل زیب وزینت کی طرف لوٹ آیا تھا اور اسلام نے تیروں کے صدمات سہنے کے بعد تروتازگی اور آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کر لی تھی۔ اس کے باغ بڑھ گئے اور اس کی شاخیں تاریکی سے دور ہوگئیں۔ اس سے پہلے اسلام کی حالت ماتم زدہ میت، لٹے پٹے زخم خوردہ، ذبح شدہ اور ہر قسم کی تھکاوٹ کے درد سے تھکے ماندے اور دن کی گرمی سے جھلسے ہوئے انسان کی سی تھی۔ پھر اللہ نے اسلام کو ان تمام بلاؤں سے نجات دے دی اور اسے تمام آفات سے بچالیا۔ اس کی عجیب تائیدات سے مدد فرمائی اور مسلمانوں کو ملکوں کا بادشاہ اور لوگوں پر حکمرانی کرنے والا بنادیا۔ اس سے قبل وہ پھیلی ہوئی مٹی کی مانند ہوگئے تھے۔ پس منافقوں کی زبانوں کو

شکرت الصدیق و جاءته و مطاوعا الا الزندیق والذی کان من الفاسقین و کان کل ذلك اجر عبد تخیره الله و صافاه و رضی عنه و عافاه والله لا یضیع اجر المحسنین۔

لگام لگ گئی اور مومنوں کے چہرے روشن ہو گئے تھے۔ ہر نفس اپنے رب کی حمد کرنے لگا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا شکریہ ادا کرنے لگ گیا تھا۔ سوائے زندیقوں اور فاسقوں کے سب ان کے پاس اطاعت کرتے ہوئے آئے۔ یہ اجر تھا اس کے لیے جس کو اللہ نے منتخب کیا تھا، اس کو پاک کیا اور اس سے راضی ہوا۔ اس کو عافیت بخشی اور اللہ محسنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

فالحاصل ان هذاالآیات کلها مخبرة عن خلافة الصدیق ولیس لها محمل اٰخر فانظر علی وجه التحقیق واخش الله ولا تکن من المعتصبین۔ ثم انظر ان هذه الآیات کانت من الانباء المستقبلة لیزید ایمان المؤمنین عند ظهورها ولیعرفوا مواعید حضرةالعزة فان الله اخبر فیها عن زمان حلول الفتن ونزول المصائب علی الاسلام بعد وفات خیرالانام ووعد انه سیستخلف فی ذلك الزمن بعضا من المؤمنین ویومنهم من بعد خوفهم ویمکن دینه المتزلزل ویهلك المفسدین۔ ولا شك ان

حاصل کلام یہ کہ یہ آیات (آیت استخلاف: ناقل) سب کی سب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے بارے میں خبر دیتی ہیں اور ان کا مصداق کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ پس تحقیق کی نظر سے دیکھ اور اللہ سے ڈر اور متعصبوں میں سے مت ہو۔ پھر دیکھو کہ یہ آیات آئندہ کی خبروں کے بارے میں تھیں تا کہ ان کے ظہور کے وقت مومنوں کو ایمان میں بڑھائے اور وہ جان لیں کہ اللہ نے اپنے وعدوں کو پورا کیا۔ ان آیات میں اللہ نے رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد اس زمانے کے بارے میں خبر دی ہے جس میں فتنے نازل ہونے تھے اور اسلام پر مصائب پڑنے والے تھے۔ اللہ نے اس زمانے میں بعض مومنین سے وعدہ فرمایا تھا کہ انہیں ضرور خلیفہ بنائے گا اور ان کو خوف کے بعد امن عطا کرے گا اور ان کے متزلزل دین کو مضبوطی عطا کرے گا اور فسادیوں کو ہلاک کرے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان

مصداق هذا النبا ليس الا ابوبكر وزمانه فلا تنكرو قد حصحص برهانه انه وجد الاسلام كجدار يريد ان ينقض من شر اشرار فجعله الله بيده كحصن مشيد له جدران من حديد وفيه فوج مطيعون كعبيد فانظر هل تجدمن ريب فی هذا او يسوغ عندك اتيان نظيره من زمر اٰخرين۔

خبروں کے مصداق سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے دور کے کوئی نہیں۔ پس تم اس کا انکار مت کرو کہ یقیناً اس کی دلیل واضح ہوگئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام کو اس دیوار کی سی حالت میں پایا جو شریروں کے شر سے گرنے کے قریب تھی، تب اللہ نے ان کے ہاتھوں سے اس کو مضبوط قلعہ بنا دیا اور اس کی دیواریں لوہے کی طرح مضبوط بنادیں۔ ان کی فوج غلاموں کی طرح ان کی پیروی کرنے والی تھی۔ دیکھ کیا تو اس میں کوئی شک وشبہ پاتا ہے اور کیا تم ان کے علاوہ کسی دوسرے گروہ سے یا کسی اور انسان کی ایسی نظیر پیش کر سکتے ہو۔

وانی اعلم ان بعض الشيعة يخاصم الاهل السنة فی هذا المقام وقد تمادت ايام الخصام وربما انتهی الامر من مخاصمة الی ملاكمة و مقاتلة وافضت الی محاكمة ومرافعة واتعجب علی الشيعة وسوء فهمهم واتاوه لافراط وهمهم قد تجلت لهم الايات وظهرت القطعيات فيفرون ممتعضين ولا يتفكرون كالمنصفين۔ فها انا ادعوهم الی امر يفتح عينهم وسواء بيننا و بينهم ان نخاضر فی

میں یہ جانتا ہوں کہ بعض شیعہ حضرات اہل سنت سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس مقام میں مختلف رائے رکھتے ہیں اور یہ تنازع بہت پرانا ہے۔ بلکہ بسا اوقات یہ معاملہ اختلاف رائے سے بڑھ کر کے بازی تک اور لڑائی جھگڑے تک جا پہنچتا ہے۔ بعض اوقات ان جھگڑوں کی وجہ سے معاملہ حکومت اور عدالت تک جا پہنچا ہے۔ میں شیعہ حضرات کے سوئے فہم پر تعجب کرتا ہوں اور ان کے وہموں کے افراط پر افسوس کرتا ہوں۔ یقیناً ان کے لیے آیات روشن ہوگئی ہیں اور قطعی فیصلے ظاہر ہو چکے ہیں۔ وہ ان سے غصے میں دور بھاگتے ہیں اور منصف لوگوں کی طرح فکر نہیں کرتے۔ میں ان کو جن کی آنکھیں کھلی ہیں دعوت دیتا ہوں کہ آؤ ہم

مضمار ونتضرع فی حضرة رب قهار ونجعل لعنة الله على الكاذبين۔

فان لم يظهر اثر دعائی الی سنة فاقبل لنفسی كل عقوبة و اقرب انهم كانوا من الصادقين ومَعَ ذٰلك اعطى لهم خمسة اٰلاف من الدراهم المروجة وان لم أُعط فلعنة الله علىّ الیٰ اليوم الاخرة وان شاؤا فاجمع لهم تلك الدراهم فی مخزن دولت البريطانة او عند احد من الاعزة بيدانی لا اخاطب كل احد من العامة الا الذی ينسج رسالة على منوال هذه الرسالة وما اخترت هذا المنهج الا لاعلم ان المباهل المناضل من اهل الفضيلة والفطنة لا من الجهلة الغمر الذين ليس لهم حظ وافر من العربية فان الذی حلّ محلّ الانعام لا يستحق ان يوثر للانعام والذی هو كالجمال لا يليق ان يجلس فی مجالس الحسن والجمال ومن تعرض للمنافثة لا بد له من المشابهة فمن لم يكن مثلی انبل

دونوں برابر میدان میں حاضر ہوں اور رب قہار سے دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

اگر میری دعا کا اثر ایک سال کے اندر ظاہر نہ ہو تو میں اپنے لیے ہر سزا قبول کرنے کو تیار ہوں۔ اور یہ بھی اقرار کروں گا کہ میرے مخالفین صادقوں میں سے ہیں اور انہیں مروجہ پانچ ہزار درہم بھی عطا کروں گا۔ اور اگر میں نہ دوں تو مجھ پر آخرت کے دن تک اللہ کی لعنت ہو۔ اگر وہ چاہیں تو میں یہ درہم حکومت برطانیہ کے پاس بطور ضمانت کے جمع کرواسکتا ہوں یا کسی بھی معزز انسان کے پاس یہ رقم رکھواسکتا ہوں۔ مگر ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں یہاں ہر عام انسان کو مخاطب نہیں کر رہا بلکہ ہر اس عالم کو یہ چیلنج دے رہا ہوں جو میرے اس رسالہ کی طرح کا ایک رسالہ لکھ سکے۔ میں نے یہ طریقہ اس لیے اختیار کیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ مباہلہ سے مقابلہ کرنا اہل فضیلت اور ذہین انسانوں کا وطیرہ ہے۔ ان کا نہیں جو مطلق جاہل ہیں اور عربی زبان کا کثیر حصہ نہیں جانتے۔ وہ جو جانوروں کی طرح ہیں وہ اس انعام کے مستحق نہیں ہوسکتے۔ جو اونٹ کی مانند ہیں ان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ حسن و جمال کی محافل میں بیٹھیں۔ جو مجھ سے بحث و مباحثہ کے لیے آئے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ میرے ہم پلہ ہو۔ جو میری طرح نہ لکھ سکتا ہو تو وہ مخاطب ہونے کے لائق

الکتاب فلیس ھو عندی لایقا للخطاب ثم فما بلغت قنۃ ھذا المقام المنیع فضلا من القدیر البدیع احب ان اری مثلی فی ھذہ الکرامۃ واکرہ ان اناضل کل احد من العامۃ فانہ فیہ کسر شانی وعار لعنو مکانی فلا اکلّمۃ ابدًا بل اعرض عن الجاھلین۔

نہیں۔ کیونکہ میں اس بلند مقام کی چوٹی پر اللہ قدیر و بدیع کے فضل سے پہنچا ہوں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میں اس شخص سے مقابلہ کروں جو اس بزرگی میں میری مثل ہو۔ میں ناپسند کرتا ہوں کہ ہر عام انسان سے مقابلہ کرتا پھروں۔ کیونکہ اس میں میری کسرِ شان ہے اور میرے بلند مقام کی عار ہے۔ پس میں ہرگز ایسے انسان سے کلام نہیں کروں گا بلکہ جاہلوں سے اعراض کروں گا۔

وعلمت ان الصدیق اعظم شانا وارفع مکانا من جمیع الصحابۃ وھو الخلیفۃ الاول بغیر الاسترابۃ وفیہ نزلت اٰیات الخلافۃ وان کنتم زعمتم یا عدا الثقافۃ ان مصداقھا غیرہ بعد عصرہ فأتوا بفصّ خبرہ ان کنتم صٰدقین۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فلا تکونوا اعداء الاخیار واقطعوا خصاما متطائر الشرار وما کان لمومن ان یرکن الی اشتطاط اللدد ولا یدخل باب الحق مع انتفاح السدد۔ وکیف تلعنون رجلا اثبت اللہ دعواہ واذا استعدا فاعداہ واری الایات لعدواہ وطرّ

مجھے علم دیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان اور مقام تمام صحابہ کرامؓ میں بہت بلند ہے۔ وہ خلیفہ اول تھے بغیر شک و شبہ کے اور ان کی خلافت کے بارے میں آیات نازل ہوئیں۔ اے راستی کے دشمن! اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان آیات کا مصداق حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے کے بعد کوئی اور ہے تو اس کی سچی خبر لاؤ اگر تم صادق ہو۔ اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو پھر نیک لوگوں کے دشمن مت بنو اور پھیلی ہوئی چنگاری کی طرح جھگڑا ختم کر دو۔ یہ مومن کے شایانِ شان نہیں کہ وہ جھگڑے کو بڑھائے۔ جب رستہ کھل گیا تو پھر یہ ان کے شایاں نہیں کہ حق کے دروازے میں داخل نہ ہوں۔ تم کس طرح اس شخص پر لعنت کر سکتے ہو جس کا دعویٰ اللہ نے ثابت کر دیا ہو۔ پس جس نے حضرت ابوبکرؓ سے دشمنی کی تو خدا نے اس سے دشمنی کی۔ میں ان

مکر الماکرین وھو نجا الاسلام من بلاءٍ ھاض وجورٍ فاضٍ وقتل الافعی النضناض واقام الامن والامان وخیب کل من مان بفضل اللہ ربّ العالمین۔

کے مخالف کو نشانیاں دکھانے کو تیار ہوں اور مکر کرنے والوں کے مکر کو دور کرنے کے لیے کھڑا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسلام کو شکستہ بلاؤں اور ظاہر ظلم سے نجات دی اور اسلام کے خلاف زبان نکالنے والے سانپوں کو کچل دیا اور امن و امان قائم کیا۔ اللہ رب العالمین کے فضل سے ہر جھوٹ بولنے والے کو انہوں نے ناکام کر دیا۔

وللصّدیق حسنات اخرٰی وبرکات لا تعد ولا تحصی ولہ منن علی اعناق المسلمین ولا ینکرھا الا الذی ھو اوّل المعتدین۔ وکما جعلہ موجبا لِامن المؤمنین و مطفاءً النیران الکافرین والمرتدین۔ کذٰلك جعلہ من اوّل حماۃ الفرقان وخدام القران و مشعی کتاب اللہ المبین۔ فبذل سعیہ حق السعی فی جمع القرٰان واستطلاع ترتیبہ من محبوب الرحمان وھلمت عیناہ لمواساۃ الدین ولا ھمول عین الماء المعین۔ وقد بلغت ھذہ الاخبارالی حد الیقین ولٰکن التعصّب تعقرفطن المتدبرین۔ وان کنت ترید اصل الواقعات ولب النکات فادبا

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دوسری نیکیاں اور برکات بھی ہیں جن کا کوئی حدو حساب نہیں۔ ان کے مسلمانوں کی گردنوں پر بے شمار احسان ہیں جن کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ سوائے اس کے جو سب سے پہلے زیادتی کرنے والا ہے۔ جس طرح اللہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مومنین کے لیے موجب امن اور کافروں اور مرتدوں کی آگ کو بجھانے والا بنایا اسی طرح ان کو قرآن کی اولین حمایت اور خدمت کرنے والا اور کتاب اللہ کو شائع کرنے والا بنایا۔ انہوں نے قرآن کو جمع کرنے کی پوری سعی کی۔ انہوں نے قرآن کی ترتیب کی اطلاع خدا کے محبوب رسول کریم ﷺ سے پائی۔ ان کے آنسو دین کی خیر خواہی کے لیے صاف جھرنے کی مانند بہتے تھے اور یہ خبر یقین کی حد تک پہنچ چکی ہے۔ لیکن افسوس تدبر کرنے والوں کی ذہانت کو تعصب کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ اگر تم اصل واقعات اور نکات کی

بنفسك ان تنظر بحيث يغشاك درن التعصبات و اياك وطرق التعسفات فان النصفة مفتاح البركات ولا ترخض عن القلب قشف الظلمة الانوار العدل والنصفة. وان العلوم الصادقة والمعارف الصحيحة رفيعة جدّا كعرش حضرة الكبرياء والنصفة لها كسلم الارتقاء فمن كان يرجو حل المشكلات و قُنية النكات فليعمل عملاً صالحا ويتق التعسّف والتعصبات و طرق الظالمين۔

باریک بینی کو جاننا چاہتے ہو تو اپنے نفس کو تعصّبات کی میل سے اونچا رکھو تا کہ ظلم کے راستوں سے بچو۔ کیونکہ انصاف برکتوں کی کنجی ہے اور دلوں سے ظلمت کی پلیدی کو سوائے عدل اور انصاف کے کوئی اور چیز نہیں دھو سکتی۔ علوم صادقہ اور معارف حقہ خدائے عز و جل کے عرش کی مانند بلند ہیں اور انصاف اس بلندی پر پہنچنے کے لیے بطور سیڑھی کے ہے۔ جو کوئی مشکلات کا حل چاہتا ہے اور ان نکات کی بلندیوں تک پہنچنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ نیک اعمال بجالائے اور ظلم، تعصّبات اور ظالموں کے راستے سے بچے۔

ومن حسنات الصّدّيق و مزاياه الخاصة انه خُص لمرافقة سفر الهجرة وجعل شريك مضائق خيرالبرية وانيسه الخاص فى باكورة المصيبة ليثبت تخصصه بمحبوب الحضرة وسرّ ذلك ان الله كان يعلم بان الصديق اشجع الصحابة ومن التقاة واحبّهم الى رسول الله ﷺ ومن الكماة وكان فانيا فى حُبّ سيّد الكائنات وكان اعتاد من القديم ان

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حسنات اور خصوصیات جن سے صرف وہی مختص کیے گئے تھے یہ ہیں کہ انہیں ہجرت رسول کریم ﷺ میں سفر کی رفاقت نصیب ہوئی۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی تنگیوں کا ساتھی بھی بنایا اور ان کو رسول کریم ﷺ کا خاص دوست بنایا شروع کے مصائب سے لے کر آخر وقت تک تا کہ ان کی خصوصیت کو اللہ کے محبوب کے ساتھ ثابت کرے۔ اس راز کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ صحابہ میں سب سے بڑھ کر بہادر اور متقی تھے۔ وہ رسول کریم ﷺ کو سب سے بڑھ کر محبوب تھے اور وہ

يمونه و يراعى شيئونه فاسلابه الله نبيئه فى وقت عبوس و عيش بوس و خُص باسم الصديق و قرب نبى الثقلين و فاض الله عليه خلعة ثانى اثنين. وجعله من المخصوصين.

بہادروں میں سے تھے۔ وہ سیّدالکائنات رسول اللہ ﷺ کی محبت میں فنا تھے۔ وہ شروع سے اس بات کے عادی تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی خبر گیری کریں اور ان کے حالات کا خیال رکھیں۔ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو عسر و یسر میں ان کے ذریعے تسلی دی اور ان کے لیے صدیق کا نام مخصوص کیا اور انہیں دو جہانوں کے بادشاہ کا قرب عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ''ثانی اثنین'' کی خلعت فاخرہ پہنائی اور انہیں مخصوص لوگوں میں سے بنایا۔

ومع ذٰلك كان الصديق من المجربين ومن زمر المتبصرين رئ كثيرا من مغالق الامور و شدائدها و شهد المعارك ورى مكايدها ووطى البوادى وجلا مدها وكم من مهلكة اقتحمها. وكم من سبل العوج قومها وكم من ملحمة قدمها. وكم من فتن عدمها. وكم من راحلة انضاها فى السفار وطوى المراحل حتى صار من اهل التجربة ولاختبار وكان صابرا على الشدائد ومن المرتاضين فاختاره الله لرفاقته مورد اٰياته واثنى عليه لصدقه و

علاوہ ازیں حضرت ابوبکر صدیقؓ تجربہ کار اور دور اندیش انسانوں میں سے تھے۔ انہوں نے کئی مغلق امور اور ان کی شدت کو جان لیا تھا۔ انہوں نے کئی معرکوں میں حصہ لیا اور وہ جنگی تدابیر سے واقف تھے۔ وہ وادیوں اور پہاڑی رستوں سے واقف تھے۔ وہ دین کی خاطر خطرناک جگہوں میں داخل ہو گئے اور کتنے ہی ٹیڑھے راستوں کو انہوں نے سیدھا کر دیا تھا۔ کتنی ہی جنگوں میں وہ شامل ہوئے اور کتنے ہی فتنے انہوں نے ختم کیے۔ ان مہمات کی خاطر کتنی ہی اونٹنیوں پر سفر کر کے انہیں کمزور کر دیا۔ کئی مراحل طے کر کے وہ ایک صاحب تجربہ اور امتحان میں کامیاب ہونے والے تھے۔ وہ شدائد و مصائب پر شکر کرنے والے اور اپنے کام میں مشاق تھے۔ پس اللہ نے ان کو اپنی آیات اور رسول کریم ﷺ کی رفاقت کا مورد ٹھہرایا۔ اللہ نے خود ان کے صدق اور

ثباته اشار الی انه کان لرسول الله ﷺ اول الاحباء و خلق من طينة الحرية و تفوق درالوفاء ولاجل ذلك اختير عند خطب خشی و خوف غشی والله عليم حكيم يضع الامور فی مواضعها ويجری المياه من متابعها فنظر الی ابن ابی قحافة نظرة ومن عليه خاصة وجعله من المتفردين وقال وهو اصدق القائلين۔ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ فتدبر فی هذه الايات فهما و حزما ولا تعرض عمدا و عزما و احسن النظر فيما قال رب العالمين۔

ولا تلج مقاحم الاخطار

ثابت قدمی کی تعریف فرمائی جو کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے اول صحابہؓ میں سے تھے۔ وہ آزادی کی مٹی سے پیدا کیے گئے تھے اور انہوں نے وفا کے گھر میں سب پر برتری حاصل کر لی تھی۔ اس لیے رسول کریم ﷺ نے دشوار ترین امر جو انسان پر غشی طاری کرنے والا اور دل میں خوف ڈالنے والا ہوتا ہے اس کے لیے آپؓ کو اپنا ساتھی چنا۔ یقیناً اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ وہ تمام امور کو اپنے وقت پر کھولتا ہے اور پانی کو اس کے منبع سے بہاتا ہے۔ اس وجہ سے اللہ نے ابی قحافہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ) کی طرف نظر ڈالی اور ان پر اپنا خاص احسان کیا اور ان کو منفرد بنایا۔ اللہ سب سے بڑھ کر سچ کہنے والے نے کہا ''اگر تم اس کی مدد نہ بھی کرو تو جان لو کہ یقیناً اللہ نے اس کی مدد فرمائی جب کافروں نے اس کو نکال دیا اور جب دونوں دوست غار میں تھے۔ وہ اپنے دوست سے کہہ رہا تھا تو غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر سکینت نازل فرمائی اور اس کی مدد ان لشکروں سے کی جن کو تم دیکھ نہیں سکتے اور اللہ نے کافروں کی بات کو نیچا کر کے دکھایا اور اللہ کی بات ہی بلند ترین ہے۔ اللہ غالب حکمت والا ہے۔'' ان آیات میں فہم اور احتیاط سے تدبر کر اور عمداً اس سے اعراض مت کر۔ اور جو کچھ رب العالمین نے کہا ہے اس میں احسن نظر سے غور فرما۔

ان برگزیدہ نیک اور خدائے قہار کے محبوب

بسببّ الاخیار والابرار واحباء القهار فان انفس القربات تخیر طرق التقات والاعراض عن المهلكات وامتن اسباب العافية كف اللسان والتجنب من السبّ والغيبة والاجتناب من اكل لحم الاخوة انظر الى هذه الاية الموصوفة اتثنى على الصديق او تجعله مورد اللوم والمعتبة۔ اتعرف رجلا اخر من الصحابة الذى حمد بهذه الصفات بغير الاسترابة اتعرف رجلا سمی ثانی اثنين و سمی صاحب ا لنبی الثقلين۔ و اشرك فی فضل ان الله معنا و جعل احد من الموئدين اتعلم احدا حمد فی القراٰن كمثل هذه المحمدة و سفر زهام الشبهات عن حالاته المخفية و ثبت فيه بالنصوص الصريحة لا الظنية الشكية انه من المقبولين۔ و والله ما اری مثل هذا الذكر الصريح ثابت بالتحقيق الذی مخصوص بالصديق لرجل اٰخر فی صحف رب البيت

انسانوں کو گالی دے کر خطروں کے مقام میں داخل مت ہو۔ یقیناً متقی لوگ نیکی کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور وہ خطرناک مہلک راستوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ وہ عافیت کے اسباب کو مضبوط کرتے اور زبان کو قابو میں رکھتے ہیں۔ وہ غیبت اور گالی سے اجتناب کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں کا گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ان مندرجہ بالا آیات پر غور کرو کہ کیا یہ آیات حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تعریف کرتی ہیں یا ان کو موردِ ملامت و عتاب بناتی ہیں۔ کیا تم صحابہ کرامؓ میں سے کوئی دوسرا بتا سکتے ہو جو بغیر کسی شک کے ان صفات کا حامل ہو؟ کیا تم کسی دوسرے انسان کو جانتے ہو جسے ''ثانی اثنین'' کا نام دیا گیا۔ کوئی اور ہے جسے دونوں جہانوں میں نبی ﷺ کے صاحب کا لقب دیا گیا ہو۔ کوئی ہے جو اِنَّ اللهَ مَعَنَا (بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے) کے فضل میں شریک کیا گیا ہو اور اس کو تائید یافتہ لوگوں میں سے بنایا گیا ہو؟ کیا تو کسی کو جانتا ہے جس کی قرآن میں ان کی مثل تعریف کی گئی ہے۔ کوئی اور ہے جس کے مخفی حالات ان کی طرح شبہات سے دور ہوں۔ یہ بات واضح دلائل سے ثابت ہے جس میں ظن اور شک نہیں کہ وہ خدا کے مقبول بندوں میں سے ہیں۔ اور اللہ کی قسم! میں نے کسی دوسرے انسان کے بارے میں قدیم گھر (خانہ کعبہ) کے رب کی کتاب میں اس طرح کا ذکر نہیں پایا جو واضح تحقیق سے صرف حضرت

العتیق فان کنت فی شك مما قلت او تظن انی عن الحق ملت فات بنظیر من القراٰن و ارنا لرجل اٰخر تصریحا من الفرقان ان کنت من الصادقین۔

ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں ہے۔ اگر تمہیں اس کے بارے میں شک ہے جو میں نے کہا ہے یا تمہیں یہ ظن ہے کہ میں نے حق سے اعراض کیا ہے تو پھر قرآن سے اس کی کوئی مثل لاؤ اور کسی دوسرے انسان کے بارے میں وضاحت سے بیان کرو اگر تم صادقوں میں سے ہو۔

واللہ ان الصدیق رجل اعطی من اللہ حلل الاختصاص و شهد له اللہ انه من الخواص و غرا معیّة ذاته الیه و حمده و شکره و اثنا علیه و اشار الی انه رجل لم یطب له فراق المصطفی و رضی بفراق غیره من القربی و اٰثر المولی و جاءه یسعٰی فساق الی الموت ذود الرغبة و ازجی کل هوا المهجة استدعاه الرسول للمرافقة فقام ملبیا للموافقة واذهم القوم باخراج المصطفیٰ جاءه النبی حبیب اللہ الاعلیٰ و قال انی امرت ان اهاجر و تهاجر مع و نخرج من هذا الماوی فحمد الصدیق علی ما جعله اللہ رفیق المصطفیٰ فی مثل ذٰلك البلوٰی و کان ینتظر نصرة

اللہ کی قسم! حضرت ابوبکر صدیقؓ وہ شخص ہیں جن کو اللہ نے برگزیدگی کا لباس عطا کیا اور اللہ نے ان کے لیے گواہی دی کہ وہ منتخب انسانوں میں سے تھے۔ اللہ نے ان کی معیت کو اپنی ذات کے ساتھ منسوب کیا اور ان کی اس معیت کی وجہ سے تعریف وتوصیف کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات میں یہ اشارہ کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو محمد مصطفی ﷺ سے فراق بالکل بھی پسند نہیں تھا اور ان کے علاوہ ہر قریبی سے جدائی پر وہ راضی تھے۔ انہوں نے صرف اپنے مولیٰ کو ترجیح دی اور اس کی طرف دوڑ کر جانے والے تھے۔ انہوں نے اپنی مرضی سے منہ موت کی طرف موڑ دیا تھا اور دل کی خواہشات کو نکال پھینکا تھا۔ جب رسول کریم ﷺ نے انہیں اپنی رفاقت کے لیے بلایا تو وہ موافقت میں لبیک کہتے ہوئے ان کی رفاقت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب مکہ والوں نے محمد مصطفی ﷺ کو نکالنے کا ارادہ کر لیا تو حبیب مصطفی ﷺ خود حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے

النبي المبغي عليه الى ان اُلت هذه الحالة اليه فرافقه فی شجون من جدو مجون وما خاف قتل القاتلین۔ ففضیلته ثابتة من جلیة الحکم والنص المحکم وفضله بیّن بدلیل قاطع و صدقه واضح کصبح ساطع انه ارتضیٰ بنعماء الاخرة و ترك تنعم العاجلة ولا یبلغ فضائله احد من الاخرین۔

میں ہجرت کروں اور تم میرے ساتھ ہجرت کرو۔ تا کہ ہم اس پناہ (وادی) سے نکل جائیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے انہیں اس مشکل میں محمد مصطفی ﷺ کا رفیق بنایا۔ وہ تو اس انتظار میں تھے کہ وہ مظلوم نبیؐ کی مدد کریں اور کہ یہ نوبت آئے گی جب وہ رسول کریم ﷺ کی رفاقت اختیار کریں گے۔ پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کے لیے ہر مشکل کو بیباکی سے برداشت کیا اور قاتلوں کے قتل کرنے سے بھی خائف نہیں ہوئے۔ ان کی فضیلت واضح حکم اور محکم نصوص سے ثابت ہے۔ ان کی بڑائی صاف دلیل اور ان کا صدق صبح روشن کی طرح عیاں ہے۔ وہ آخرت کی نعمتوں پر راضی ہو گئے تھے اور اس دنیا کی جلد ملنے والی نعمتوں کو ترک کر دیا تھا۔ ان کے فضائل کو کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔

و ان سئلت ان الله لم اٰثره لصدر سلسلة الخلافة و ایّ سر کان فیه من رب ذی الرافة فاعلم ان الله قد رایٰ ان الصدیق رضی الله عنه و ارضی اٰمن مع رسول الله ﷺ بقلب اسلم فی قوم لم یسلم و فی زمان کان نبی الله وحیدًا و کان الفساد شدیدا فرٰی الصدیق بعد هذا الایمان

اور اگر تو یہ سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سلسلہ خلافت کے سردار کے طور پر کیوں ترجیح دی اور مہربان رب کی طرف سے اس میں کیا راز تھا۔ تو جان لو! کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اللہ راضی ہوا اور ان کو راضی کر دیا۔ وہ پورے مطیع دل کے ساتھ رسول کریم ﷺ پر اس وقت ایمان لائے تھے جب ان کی قوم نے ان کا انکار کر دیا تھا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ اکیلے تھے اور فساد شدید تھا۔ رسول کریم ﷺ پر ایمان لانے

انواع الذلة والهوان و لعن القوم والعشيرة والاخوان والخلان و اوذى فى سبيل الله الرحمن و اخرج من وطنه كما اخرج نبى الانس و نبى الجان و راىٰ محنا كثيرة من الاعداء و لعنا ولوما من الاحباء و جاهد بما له و نفسه فى حضرة العزة و كان يعيش كالاذلة بعد ماكان من الاعزة و من المتنعمين. و اخرج فى سبيل الله و اوذى فى سبيل الله و جاهد باموالہ فى سبيل الله فصار بعد الثراء كالفقرا والمساكين. فاراد الله ان يريه جزاء الايام التى قد مضت عليه و يبدله خيرا مما ضاع من يديه. و يريه اجر مارٰى ابتغاءً المرضات الله والله لا يضيع اجرالمحسنين. فاستخلفه ربه و رفع له ذكره و اسلا و اعزه رحمته منه و فضلا و جعله اميرالمؤمنين.

اعلموا رحمكم الله ان

کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انواع واقسام کی ذلت و رسوائی اور قوم ، برادری، بھائیوں اور دوستوں کی لعنت برداشت کی۔ وہ رحمٰن خدا کے راستے میں تکلیف دیئے گئے اور اپنے وطن سے اسی طرح نکالے گئے، جس طرح جن و انس کے نبیؐ کو نکالا گیا۔ انہوں نے دشمنوں کی طرف سے بڑی تکالیف دیکھیں اور احباب کی طرف سے لعنت و ملامت پائی۔ انہوں نے خدا کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کیا اور غریبوں کی طرح زندگی گزاری۔ باوجود اس کے کہ وہ امیر اور متمول انسانوں میں سے تھے۔ وہ اللہ کے راستے میں نکالے گئے اور اذیت دیئے گئے۔ انہوں نے اللہ کے راستے میں اپنے مال کے ساتھ جہاد کیا اور صاحب ثروت ہونے کے باوجود فقراء اور مساکین کی طرح زندگی گزارتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ان کو گزرے ایام کی جزا عطا کرے اور ان کو اس کا بدلہ دے جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے خرچ کیا تھا۔ ان کو اس کا اجر عطا کرے جو انہوں نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کام کیا۔ اللہ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ پس ان کے رب نے ان کو خلافت عطا کی اور ان کے ذکر کو بلند کیا اور انہیں تسلی دی اور ان کو اپنے فضل و رحمت سے عزت عطا کی اور ان کو امیر المومنین بنایا۔

اللہ تم پر رحم کرے! جان لو کہ تمام صحابہ کرامؓ

الصحابة كلهم كانوا كجوارح رسول الله ﷺ و فخر نوع الانسان فبعضهم كانوا كالعيون و بعضهم كانوا كالاذان و بعضهم كا لايدى و بعضهم كالارجل من رسول الرحمن و كل ما عملوا من عمل او جاهدوا من جهد فكانت كلها صادرة بهذه المناسبات و كانوا يبغون بها مرضات رب الكائنات رب العالمين۔ فالذى يقول ان الاصحاب الثلٰثة كانوا من الكافرين والمنافقين والغاصبين فلا يكفر الا كلهم اجمعين۔ لان الصحابة كلهم كانوا بايعوا ابابكر ثم عمر ثم عثمان رضى الله عنهم وارضى و شهدوا المعارك والمواطن باحكامهم العظمٰى و اشاعوا الاسلام و فتحوا ديار الكافرين۔ فما ارٰى اجهل من الذى يزعم ان المسملين ارتدوا كلهم بعد وفات رسول الله ﷺ كانه يكذب كل مواعيد نصرة الاسلام التى مذكورة فى كتاب الله العلام

رسول کریم ﷺ کے اعضا کی طرح تھے اور وہ نوع انسانی کے فخر تھے۔ ان میں سے بعض آنکھیں، بعض کان، بعض ہاتھ اور بعض رسول اللہ ﷺ کے پاؤں تھے۔ وہ جو بھی عمل کرتے تھے یا جو بھی کوشش کرتے تھے وہ سب اسی مناسبت سے صادر ہوتے تھے۔ وہ سب کے سب رب کائنات رب العالمین کی رضا چاہنے والے تھے۔ پس وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ تین صحابہ (پہلے تین خلفاءؓ) (نعوذ باللہ) کافر تھے، منافق تھے اور غاصب تھے تو وہ صرف ان کی تکفیر نہیں بلکہ سب صحابہؓ کی تکفیر کرتا ہے۔ کیونکہ تمام صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور پھر حضرت عثمانؓ کی بیعت کی تھی اور وہ راضی تھے۔ انہوں نے خدا کے احکام عظمیٰ کے تحت تمام معرکوں اور جنگوں میں شرکت کی۔ انہوں نے اسلام کی اشاعت کی اور کافروں کے ممالک فتح کیے۔ میں اس سے بڑا جاہل کسی کو تصور نہیں کرتا جو یہ خیال کرے کہ تمام مسلمانوں نے رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد ارتداد اختیار کر لیا تھا۔ ایسا شخص کتاب اللہ قرآن مجید میں مذکور اسلام کی نصرت کے وعدوں کی تکذیب کرتا ہے۔ پاک ہے ہمارا خدا جو ملت اسلامیہ اور دین اسلام کا محافظ ہے۔ یہ قول اکثر شیعہ حضرات کا ہے اور وہ

سبحان ربنا حافظ الملة والدین۔ هذا قول اکثر الشیعة و قد تجاوزوا الحد فی تطاول الالسنة و غضوا من الحق عینهم فکیف ینتظم الوفاق بیننا و بینهم و کیف یرجع الامر الی ودادٍ و انهم لفی وادٍ و نحن فی وادٍ والله یعلم انا من الصادقین۔

یا حسرة علیهم انهم لا یستفیقون من غشی التعصبات ولا یکفکفون من البهتانات اعجبنی شانهم وما ادری ما ایمانهم انهم کفروا الاصحاب الثلٰثة و حسبوهم من المنافقین المرتدین مع ان القراٰن ما بلغهم الا من ایدی تلك الکافرین فلزمهم ان یعتقدوا ان القران الموجود فی ایدی الناس لیس بشیءٍ بل ساقط من الاساس و لیس کلام رب الاناس بل مجموعة کلمات المحرفین۔ فانهم کلهم کانوا خائنین و غاصبین بزعمهم وماکان احد منهم امینا و من المتدینین فاذا کان الامر کذٰلك فعلیٰ ماعوّلوا فی

زبان درازی میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی آنکھوں کو حق سے پھیر لیا ہے۔ اس صورتحال میں ہمارے اور ان کے درمیان معاہدہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ ہمارے درمیان محبت کا رشتہ کس طرح قائم ہوسکتا ہے جبکہ ہم ایک وادی اور وہ دوسری وادی میں ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔

ہائے افسوس ان پر کہ وہ تعصّبات کی غشی سے باہر نہیں آتے اور نہ ہی بہتان سے اپنے آپ کو روکتے ہیں۔ مجھے ان کی حالت تعجب میں ڈالتی ہے، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان کا کیا ایمان ہے کہ انہوں نے تین صحابہؓ (پہلے تین خلفاء) کی تکفیر کی اور انہیں منافقوں اور مرتدوں میں سے خیال کیا۔ باوجود اس کے کہ ہمیں قرآن ان کے ذریعہ ملا۔ پس لازم ہے کہ وہ یہ اعتقاد بھی رکھیں کہ موجودہ قرآن جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے یہ نعوذ باللہ کچھ بھی نہیں بلکہ اس کی تو بنیاد ہی نہیں۔ اور کہ یہ رب الناس کے کلام کا مجموعہ نہیں بلکہ تحریف کرنے والوں کے کلمات کا مجموعہ ہے۔ ان کے خیال کے مطابق وہ سب خائن اور غاصب تھے اور ان میں سے کوئی بھی امین اور دین دار نہ تھا۔ اگر معاملہ ایسا ہے جیسے وہ اعتقاد رکھتے ہیں تو وہ پھر اپنے دین میں کس پر اعتماد رکھتے ہیں۔ ہدایت کے لیے ان کے ہاتھوں میں اللہ کی طرف سے کون سی کتاب ہے۔

دينهم و ایّ کتاب من الله في ايديهم لتلقينهم فثبت انهم قوم محرومون۔ لا دين لهم ولا كتاب الدين فان قوما اذا فرضوا ان الصحابة كفروا و نافقوا وارتدوا على اعقابهم واشركوا واتسخوا بوسخ الكفر وما تطهروا فلا بد لهم ان يقروا بان القران ما بقي على صحته و حرف و بدل عن صورته و زيد و نقص و غيرمن سحنته و قيد الیٰ غير حقيقة فان هذا الاقرار لزمهم ضرورة بعد اصرارهم جرأة على ان القراٰن ما شاع من ايدی المؤمنين الصالحين و اشاعه قوم من الكافرين الخائنين المرتدين و اذا اعتقدوا ان القران مفقود كل من جمعه فهو كافر مردود۔ فلا شك انهم يئسوا مما نزل على اَبِي الْقَاسَمْ خاتم النبيين۔ و غلقت عليهم ابواب العلم والمعرفة واليقين۔ ولزمهم ان ينكروا النواميس كلها فانهم محرومون من تصديق الانبياء

پس یہ ثابت ہوگیا کہ وہ محروم لوگ ہیں۔ نہ ان کا کوئی دین ہے اور نہ ہی کوئی دین کی کتاب۔ جب ایک قوم نے یہ فرض کرلیا کہ صحابہ کرامؓ نے کفر کیا اور منافقت کی اور اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے اور انہوں نے شرک کیا اور کفر کی میل سے داغ دار ہوگئے اور وہ پاک نہیں تھے۔ تو پھر لازم ہے کہ وہ اقرار کریں کہ قرآن کی صحت بھی باقی نہیں رہی اور اس میں تحریف ہوچکی ہے اور اس کی صورت بدل دی گئی ہے اور اس میں کمی زیادتی کی گئی ہے۔ یہ اپنی اصل حالت سے تبدیل کردیا گیا ہے۔ اس میں غیرحقیقی تعلیم شامل کر دی گئی ہے۔ ان کا ایسا ماننا ضروری ہے۔ ان کی اس جرأت پر کہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ قرآن مومنین صالحین کے ہاتھوں شائع نہیں ہوا اور کہ نعوذ باللہ اس کو منافق، خائن اور مرتدوں نے شائع کیا۔ اگر وہ ایسا اعتقاد رکھیں کہ نعوذ باللہ قرآن مفقود ہے اور کہ جس نے اسے جمع کیا وہ نعوذ باللہ کافر اور مردود ہے تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اس سے مایوس ہوگئے ہیں جو ابی القاسم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل کیا گیا تھا اور ان پر علم، معرفت اور یقین کے دروازے بند کردیئے گئے ہیں۔ لازم ہے کہ وہ پھر سارے احکام خداوندی کا انکار کرنے والے ہوں کیونکہ وہ انبیاء اور رسولوں پر اتاری گئی کتابوں کی تصدیق سے محروم ہیں۔ اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ یہ حق

والایمان بكتب المرسلين واذا فرضنا انا هذا هوالحق ان الصحابة ارتدوا كلهم بعد خاتم الانبياء وما بقى على الشريعة الغراء الا على رضى الله عنه و نفر قليلون معه من الضعفاء وهم مع ايمانهم ركنوا الى اخفاء الحقيقة واختاروا تقية للدنيا الدنية تخوّفا من الاعداء او كجذب المنفعة والحطام فهذا اعظم المصائب على الاسلام و بلية شديدة على دين خيرالانام. و كيف تظن ان الله خلف مواعيده وما ارٰى تائيده بل جعل اوّل الدن درد يا و افسدا الدين من كيد الخائنين.

ہے کہ نعوذ باللہ خاتم الانبیا ﷺ کے بعد زیادہ صحابہؓ نے ارتداد اختیار کرلیا تھا اور روشن شریعت محمدی پر سوائے حضرت علیؓ اور ایک قلیل گروہ کے جوان کے ساتھ تھا کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ اور باوجود مومن ہونے کے انہوں نے حقیقت کو مخفی رکھا تھا اور اس حقیر دنیا کے لیے انہوں نے تقیہ اختیار کیا تھا خواہ دشمنوں کے خوف سے یا پھر دنیاوی منفعت اور تھوڑے سامان کے لیے۔ تو پھر یہ تو اسلام پر عظیم مصیبت اور خیر الانام حضرت محمد مصطفی ﷺ کے دین پر بلائے عظیم ہے۔ ہم کیسے یہ خیال کرلیں کہ اللہ نے اپنے وعدوں کی خلاف ورزی کی۔ ان خیالات کی مجھے کوئی تائید نہیں ملتی۔ بلکہ اس طرح تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پانی کا پہلا ڈول ہی تلچھٹ تھا اور خائن لوگوں کی تدبیروں سے دین میں فساد پیدا ہوگیا تھا۔ (نعوذ باللہ)

فنشهد الخلق كلهم انا بريئون من مثل تلك العقائد و عندنا هى مقدمات الكفر و الى الارتداد كالقائد ولا تناسب فطرة الصالحين. اكفر الصحابة بعد ما افنوا اعمارهم فى تائيد الاسلام و جاهدوا باموالهم و انفسهم لنصرة خيرالانام حتى جاء هم الشيب و

میں تمام مخلوق کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں ان کے اس طرح کے عقائد سے بری ہوں اور میرے نزدیک ایسے عقائد کفر کے مقدمات میں سے ہیں اور ارتداد کا سبب ہیں۔ یہ صالحین کی فطرت کے مناسب عقائد نہیں ہیں۔ کیا صحابہؓ نے اپنی زندگیاں تائید اسلام میں فنا کرنے کے بعد کفر کیا؟ انہوں نے اپنے اموال اور جانوں سے رسول کریم ﷺ کی نصرت کے لیے جہاد کیا، یہاں تک کہ وہ بڑھاپے کو پہنچ گئے تھے اور موت کا وقت قریب آچکا

قرب وقت الحمام فمن این تولدت ارادة متجددة فاسدة بعد توديعها و كيف غاضت مياه الايمان بعد جريان ينابيعها فويل للذين لا يذكرون يوم الحساب ولا يخافون رب الارباب و يسبون الاخيار مستعجلين۔

والعجب ان الشيعة يقرون بان اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْق اٰمن فی ايام كثرة الاعداء و رافق المصطفیٰ فی ساعة شدة الابتلاء و اذا خرج رسول الله ﷺ فخرج معه بالصدق والوفاء و حمل التكاليف و ترك المالف والاليف و ترك العشيرة كلها واختار الرب اللطيف ثم حضر كل غزوة و قاتل الكفار واعان النبی المختار ثم جعل خليفة فی وقت ارتدت جماعته من المنافقين۔ وادعی النبوة كثير من الكاذبين۔ فحاربهم و قاتلهم حتی عادت الارض الی امنها و صلاحها و خاب حزب المفسدين۔

تھا۔ پھر کہاں سے ان میں نیا فاسد ارادہ پیدا ہو گیا تھا جب کہ ان ارادوں کو وہ چھوڑ آئے تھے۔ ایمان کے پانی کا چشمہ جاری ہونے کے بعد خشک کیسے ہو گیا تھا۔ ہائے افسوس! ان دلوں پر جو یوم حساب کا ذکر نہیں کرتے اور رب الارباب کا خوف نہیں کھاتے بلکہ محض جلد بازوں کی طرح خدا کے برگزیدہ لوگوں کو گالیاں دیتے ہیں۔

تعجب تو اس بات پر ہے کہ شیعہ حضرات اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس وقت ایمان لائے جب اسلام کے دشمن کثرت میں تھے۔ انہوں نے رسول کریم ﷺ کی رفاقت اس وقت اختیار کی تھی جب سخت ابتلا کی گھڑی تھی۔ جب رسول کریم ﷺ نکلے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے ساتھ صدق اور وفا کے ساتھ نکلے اور تکالیف اٹھائیں۔ انہوں نے اپنے وطن اور دوستوں کو چھوڑ دیا اور اپنے پورے خاندان سے تعلق توڑ کر اپنے مہربان رب کو پکڑ لیا تھا۔ پھر آپؓ تمام غزوات میں شامل ہوئے اور کفار سے جنگ لڑی اور نبی ﷺ کی مدد کی۔ پھر وہ اس وقت خلیفہ بنائے گئے جب منافقوں کی ایک جماعت نے ارتداد اختیار کر لیا اور بہت سارے کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ تب وہ ان سے لڑے اور ان کو ختم کر دیا یہاں تک کہ زمین امن اور اصلاح سے بھر گئی اور فساد کرنے

ثم مات و دفن عند قبر سید النبین و امام المعصومین وما فارق حبیب الله و رسوله لا فی الحیات ولا فی الممات بل التقیا بعد بین ایام معدودة فتهادا تحیة المحبین۔ والعجب کل العجب ان الله جعل ارض مرقد نبیه بزعمهم مشترکة بین خاتم النبین الکافرین الغاصبین الخائنین وما نجانبیه و حبیبه من اذیة جوارهما بل جعلهما له رفیقین موذیین فی الدنیا والاخرة وما باعده عن الخبیثین سبحان ربنا عما یصفون۔ بل الحق الطیبین بامام الطیبین ان فی ذٰلك لآیات للمتبصرین۔

فتفکر یا من تحلی بفهم ولا ترکن من یقین الی و هم لا تجترء علی امام المعصومین و انت تعلم ان قبر نبینا ﷺ روضة عظیمة من روضات الجنة و تبؤکل ذروة الفضل والعظمة و احاط کل مراتب

والوں کے گروہ کو ناکامی ہوئی۔

وہ سید النبیینؐ امام المعصومین کے روضہ مبارک کے پاس دفن کیے گئے اور اللہ کے حبیب، رسولؐ خدا سے نہ زندگی میں اور نہ موت کے بعد جدائی اختیار کی اور دونوں تھوڑی مدت کے بعد پھر مل گئے اور رسول کریم ﷺ کے حضور محبوں کا ہدیہ پیش کیا۔ تعجب ہے شدید تعجب کہ ان معترضوں کے خیال کے مطابق اللہ نے اپنے نبی خاتم النبیین ﷺ کے مقبرے کو کافروں، غاصبوں اور خائنوں کے ساتھ مشترک بنا دیا اور اپنے نبی اور پیارے حبیب ﷺ کو ان کے قرب کی اذیت سے نجات نہیں دی۔ بلکہ ان دونوں ایذا دینے والوں کا آپ ﷺ کو رفیق بنایا، نعوذ باللہ دنیا اور آخرت میں ان دونا پاکوں سے آپ ﷺ کو دور نہیں رکھا۔ ہمارا رب اس سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ بلکہ اللہ نے دونوں طیب انسانوں کو طیبین کے سردار کے ساتھ ملا دیا۔ بے شک اس میں بصیرت والوں کے لیے نشانات ہیں۔

پس تفکر سے کام لے اے شخص جو فہم سے مزین کیا گیا ہے اور یقین کو چھوڑ کر وہم کی طرف مت مائل ہو اور امام المعصومینؐ پر جرأت مت کر۔ تو جانتا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا روضہ مبارک جنت کے روضوں میں سب سے عظیم روضہ ہے۔ وہ فضل اور عظمت کی ہر چوٹی کا ٹھکانا ہے اور تمام مراتب

السعادة والعزة فماله و اهل النيران فتفكر ولا تختر طرق الخسران و تادب مع رسول الله ﷺ ياذا العينين ولا تجعل قبره بين الكافرين الغاصبين ولا تضع ايمانك للمرتضى اوالحسين ولا حاجة لهما الى اطراءك يا اسيرالمين فاغمد غضب لسانك و كن من المتقين. ايرضى قلبك و يسرسربك ان تدفن بين الكفار و كان على يمينك و يسارك كافران من الاشرار فكيف تجوز لسيد الابرار ما لا تجوز لنفسك ياموردِ قهرالقهار اتنزل خيرالرسل منزلت لا ترضاها ولا تنظر مراتب عصمته و اياها اين ذهب ادبك و عقلك و فهمك او اختطفته جن و همك و تركتك كالمسحورين. و كما صلت على الصديق الاتقى كذلك صلت على عليّ المرتضى فانك جعلت عليا نعوذ بالله كالمنافقين و قاعدا على باب الكافرين ليفيض شربه الذى غاض

سعادت وعزت اس کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔غور کرو اس عظیم الشان روضے اور اہل النار کا آپس میں کیا تعلق ہے!! پس تفکر کر اور خسران مبین اٹھانے والوں کا راستہ مت اختیار کر۔اے دو آنکھوں والے انسان! رسول کریم ﷺ کا ادب کر اور آپؐ کی قبر مبارک کو (نعوذ باللہ) کافروں اور غاصبوں کے درمیان مت رکھ اور حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت امام حسینؓ کی خاطر اپنا ایمان مت ضائع کر۔اے جھوٹ کے اسیر! ان دونوں بزرگوں کو تمہارے غلو کی حاجت ہی نہیں۔ اس لیے اپنی زبان کی تلوار کو روک لے اور متقیوں میں سے ہوجا۔کیا تمہارا دل اس بات پر راضی ہوجائے گا اور تمہارا وجود خوش ہوجائے گا کہ تجھے کافروں کے درمیان دفن کیا جائے اور تمہارے دائیں بائیں دو شریر کافر دفن ہوں؟ اگر تم اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتے تو پھر تم پیغمبروں کے سردارؐ کے بارے میں اس کو کیسے جائز رکھ سکتے ہو جو تم اپنے نفس کے لیے جائز نہیں سمجھتے۔اے قہار خدا کے قہر کے مورد! کیا تو خیرالرسلؐ کو اس مقام پر لاتا ہے جس کو تو خود پسند نہیں کرتا اور تو ان کے مراتب کی عصمت کو نہیں دیکھتا۔اس سے بچو۔تمہارا ادب، تمہاری عقل اور تمہارا فہم کہاں چلا گیا ہے۔کیا ان کو تمہارے وہم کا جن اچک کر لے گیا ہے اور اس نے تجھے سحر زدہ لوگوں کی طرح چھوڑ دیا ہے۔جب تو متقی حضرت ابوبکر صدیقؓ

و ينجبر من حاله ما انهاض ولا شك ان هذه السير بعيدة من المخلصين. ولا توجد الا فى الذى رضى بعادات المنافقين.

پر حملہ کرتا ہے تو درحقیقت یہ حملہ حضرت علی المرتضیٰؓ پر بھی ہے۔ کیونکہ تمہاری یہ طرز حضرت علیؓ کو نعوذ باللہ منافقین میں سے بناتی ہے کہ وہ کافروں کے دروازے پر بیٹھے رہے محض اس لیے کہ وہ اپنی ضروریات زندگی حاصل کریں اور اپنے حالات کو ٹھیک کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مخلص لوگوں کی سیرت اس طرح کی عادات سے دور ہوتی ہے اور اس طرح کی عادات تو صرف ان میں پائی جاتی ہیں جو منافقوں کی عادات پر راضی ہوجاتے ہیں۔

واذا سئل عن الشيعة المتعصبين من كان اول من اسلم من الرجال البالغين و خرج من المنكرين المخالفين فلا بدلهم ان يقولوا انه ابوبكر. ثم اذا سئل من كان اول من هاجر مع خاتم النبيين و نبذ العلق وانطلق حيث انطلق فلا بدلهم ان يقولوا انه ابوبكر. ثم اذا سئل من كان اول المستخلفين ولو كالغاصبين فلا بدلهم ان يقولوا انه ابوبكر. ثم اذا سئل من كان جامع القرآن ليشاع فى البلدان فلا بدلهم ان يقولوا انه ابوبكر. ثم اذا سئل من دفن بجوار

جب متعصب شیعہ حضرات سے پوچھا جاتا ہے کہ بالغ مردوں میں سب سے پہلے کون تھا جس نے اسلام قبول کیا اور مخالف منکرین کی صفوں میں سے نکل گیا تھا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کہیں گے حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ پھر اگر ان سے سوال کیا جائے کہ وہ کون ہے جس نے اول خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور اپنے پرانے تعلقات کو چھوڑ دیا اور وہاں چلا گیا تھا جہاں رسول کریم ﷺ چلے گئے تھے تو ضرور ہے کہ وہ کہیں گے حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ پھر اگر سوال کیا جائے کہ اول خلیفہ کون تھے خواہ تم اسے غاصب ہی سمجھو تو ضرور ہے کہ کہیں گے وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ پھر اگر ان سے سوال کیا جائے کہ وہ کون تھا جس نے قرآن کو جمع کیا تا کہ تمام ملکوں میں شائع کیا جائے۔ تو یقیناً وہ

خیرالمرسلین و سید المعصومین فلا بدلھم انه یقولوا انه ابوبکر و عمر۔ فالعجب کل العجب ان کل فضیلة اعطیت للکافرین المنافقین و کل خیرالاسلام ظھرت من ایدی المعادین۔ ایزعم مؤمن ان اول البنة الاسلام کان کافرا و من اللیام ثم اول المھاجرین مع فخرالمرسلین کان کافرا و من المرتدین۔ و کذٰلك کل فضیلة حصلت للکفار حتی جوار قبر سید الابرار و کان عليّ من المحرومین۔ وما مال الیه الله بالعدوٰی وما اجدٰی من جدوٰی کانه ما عرفه و اخطأ من التنکیر و احرورف فی المسیر و ان ھذا الاکذب مبین۔

کہیں گے حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ پھر اگر ان سے سوال کیا جائے کہ خیرالمرسلین سیدالمعصومین ﷺ کے پہلو میں کون دفن کیا گیا ہے تو بلاشبہ وہ کہیں گے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ۔ پس عجب درعجب بات ہے کہ یہ ساری فضیلت (نعوذ باللہ) کافروں اور منافقوں کو عطا کی گئی اور اسلام کی ہر بھلائی ان دشمنوں کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئی۔ کیا کوئی مومن یہ خیال کرسکتا ہے کہ (نعوذ باللہ) اسلام کی پہلی اینٹ ہی کافر اور رسوا انسان تھا۔ پھر کیا یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ فخرالمرسلین ﷺ کے ساتھ پہلی ہجرت کرنے والا کافروں اور مرتدوں میں سے تھا۔ اس طرح ہر فضیلت (نعوذ باللہ) کفار کو ہی حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ نیکوں کے سردار حضرت محمد ﷺ کی قبر کا پہلو بھی ان کو نصیب ہوا اور حضرت علیؓ اس سے محروم رہے۔ اللہ نے ان کو نہ کم دیا اور نہ زیادہ۔ گویا کہ خدا نے ان کو پہچانا ہی نہیں۔ خدا کو اس وجہ سے غلطی لگ گئی کہ وہ انہیں پہچان نہ سکا اور وہ اپنی سنت سے منحرف ہوگیا۔ ایسا عقیدہ کچھ نہیں مگر کھلا بڑا جھوٹ ہے۔

فالحق ان الصدیق وَالْفَارُوْق کانا من اکابر الصحابة و ما التا الحقوق و اتخذا التقوی شرعة والعدل نجعة و کانا ینقبان عن الاخبار و یفتشان

حق یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اکابر صحابہؓ میں سے تھے۔ انہوں نے کسی کے حقوق نہیں چھینے۔ انہوں نے تقویٰ کا راستہ اختیار کیا اور عدل کو اپنا شعار بنایا تھا۔ وہ خبروں کی چھان بین کرتے تھے اور اصل رازوں کی تفتیش کیا

من اصل الاسرار وما اراد ان يلفيا
من الدنيا بغية و بذلا النفوس لله
طاعةً و انی لم الق كالشيخين فی
غزارة فيوضهم و تائيد دين نبی
الثقلين كانا اسرع من القمر فی
اتباع شمس الامم والزمر و كانا فی
حبه من الفانين واستعد باكل
عذاب التحصيل صواب و رضوا
بكل هوان للنبی الذی ليس له ثان
و ظهرا كالاسود عند تلقی القوافل
والجنود من ذوی الكفر والصّدود
حتی غلب الاسلام وانهزم الجمع
وانزوی الشرك وانقمع و اشرقت
شمس الملة والدين۔ و كانت خاتمة
امرهما جوار خيرالمسلمين مع
خدمات مرضية فی الدين و
احسانات و منن علی اعناق
المسلمين۔ و هذا فضل من الله الذی
لا تخفی عليه الاتقياء و ان الفضل
بيده الله يؤتيه من يشاء من اعتلق
بذيله مع كمال ميله فان الله لن
يضيعه ولو عاداه كل ما فی العالمين

کرتے تھے۔انہوں نے کبھی ارادہ نہیں کیا کہ وہ اس دنیا سے فائدہ اٹھائیں۔ انہوں نے اپنے نفسوں کو اللہ کی اطاعت میں لگا دیا تھا۔ میں نے شیخین کے فیوض کے برابر کسی کو بھی نہیں پایا اور نہ ہی نبی الثقلین ﷺ کے دین کی تائید میں ان کے برابر کسی کو پایا۔ وہ امت محمدیہؐ کے سورج اور لوگوں میں سے حضرت محمد ﷺ کی اتباع میں چاند کی رفتار سے بھی زیادہ تیز تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت میں فنا تھے۔ وہ صواب کے حصول کی خاطر ہر عذاب جھیلنے کو تیار تھے۔ وہ اس نبیؐ جس کا کوئی ثانی نہیں ان کی رضا کی خاطر ہر رسوائی برداشت کرنے والے تھے۔ وہ کافروں کے قافلوں اور لشکروں کے مقابلے میں شیروں کی طرح باہر نکلتے تھے اور انہیں روکتے تھے۔ یہاں تک کہ اسلام غالب ہوگیا اور مخالفوں کی جمعیت تباہ ہوگئی اور شرک ختم ہوگیا اور اس کا قلع قمع کر دیا گیا اور دین اسلام و ملت اسلامیہ کا سورج چمک اٹھا۔ ان کا خاتمہ بالخیر اس طرح ہوا کہ ان دونوں کو رسول کریم ﷺ کا قرب حاصل ہوا۔ انہوں نے دین کی خاص خدمات اور احسانات کی بنا پر ہر مسلمان کی گردن میں احسان کا جوا ڈال دیا ہے اور یہ اس خدا کا فضل ہے جس پر متقیوں کا کوئی عمل مخفی نہیں۔ سارا فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ جو اللہ کے دامن کو پوری توجہ سے پکڑتا ہے تو اللہ اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا،

ولا یری طالبه خسرًا ولا عسرًا ولا یزر الله الصادقین۔

خواہ دنیا کا ہر شخص اس کا دشمن ہوجائے۔ اس کا طالب کبھی نقصان اور تنگی نہیں دیکھتا اور اللہ صادقوں کو نہیں چھوڑتا۔

اَللّٰهُ اَکْبَرُ ما اعظم شان سرهما وصدقهما دفنوا فی مدفن لو کان موسی و عیسی حیّین لتمناها غبطة ولکن لا یحصل هذا المقام بالمنیة ولا یعطی بالبغیة بل هی رحمة ازلیة من حضرة العزة ولا تتوجه الا الی الذین توجّهة العنایة الیهم من الازل و حفت بهم ملاحف الفضل فقضیت العجب کل العجب ان الذین یفضلون علیًّا علی الصدیق لا یرجعون الی هذا التحقیق و یتحافتون علی ثناء المرتضٰی ولا ینظرون مقام الصدیق الاتقٰی۔ فاسئل الذین یکفرون الصدیق و یلعنون وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ ان الصدیق والفاروق کانا امیرا رکب علو الله قننا عُلی و دعوا الی الحق اهل

اللہ ہی کی کبریائی ہے۔ ان دونوں کی بلند شان اور صدق کا کیا راز ہے کہ دونوں کو وہ مدفن حاصل ہوا جس کی تمنا اور رشک موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بھی کرتے اگر وہ زندہ ہوتے۔ لیکن یہ مقام تمنا کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی زور سے یہ مقام حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ یہ اللہ کی طرف سے ازلی رحمت ہے اور اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہوتی مگر جن پر اللہ نے ازل سے عنایت کی ہو۔ ان کو اللہ کے فضل کی چادروں نے لپیٹ لیا اور ان پر فضل کا خاتمہ ہوگیا۔ تعجب ہے اور بہت ہی تعجب ہے ان لوگوں پر جو حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے افضل سمجھتے ہیں وہ اس تحقیق کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ وہ حضرت علیؓ کی تعریف میں گر پڑتے ہیں اور متقیوں میں سب سے بڑھ کر متقی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مقام کی طرف نہیں دیکھتے۔ پس ان لوگوں سے پوچھو جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تکفیر کرتے اور لعنت ملامت کرتے ہیں۔ یاد رکھو! ظالم لوگ عنقریب جان لیں گے کہ ان کا انجام کیا ہوگا۔ بے شک حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ مسلمانوں کے قافلے کے

الحضارة والفلاحتی سرت دعوتهم الی بلاد قصوی و قد اودعت خلافتهما لفایف ثمرات الاسلام و ضمخت بالطیب العمیم بانواع فوز المرام و کان الاسلام فی زمن الصّدیق متالما بانواع الحریق و شارف ان تشن علی سربه فرج الغارات و تنادی عند نهبه یا للثارات فادرکه الرب الجلیل بصدق الصدیق و اخرج بعاعه من البیر العمیق فرجع الی حالة الصلاح من محلة نازحة و حالة رازحة فاوجب لنا الانصاف ان نشکر هذا المعین ولا نبالی المعادین۔ فایاك ان تلوی عذارك عمن نصر سیّدك و مختارك و حفظ دینك و دارك و قصد الله فلاحك وما امتار سماحك فیا للعجب الاظهر کیف ینکر مجد الصدیق الاکبر و قد برقت شمائله کالنیر ولا شك ان کل مومن یاکل اکل غروسه ویستفیض من علوم

سردار تھے۔ اللہ نے ان کو اعلیٰ ترین بلندی عطا کی۔ انہوں نے شہروں اور گاؤں کے لوگوں کو حق کی دعوت دی اور ان کی دعوت دور دراز کے ممالک میں پہنچ گئی۔ ان دونوں کے ادوار خلافت میں اسلام کو ہزاروں ثمرات عطا کیے گئے۔ ان کے دور میں کامیابیوں کی خوشبو ہر طرف پھیل گئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں اسلام انواع واقسام کے دکھ میں مبتلا تھا اور قریب تھا کہ اسلام کی ذات پر حملوں کی بوچھاڑ کردی جاتی اور اس کے لٹنے کے وقت آواز آتی کہ ہائے مجھ پر ظلم ہوگیا۔ عین اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھوں سے رب جلیل نے اسلام کی مدد کی اور اسے گہرے کنویں میں سے نکال دیا۔ اسلام کو باریک، مشکل اور پریشان کن ترین حالات سے اصلاح کی طرف واپس لوٹا دیا۔ انصاف کی خاطر ہم پر واجب ہے کہ ہم اس مددگار انسان (حضرت ابوبکر صدیقؓ) کا شکر ادا کریں اور دشمنوں کی ہرگز پروا نہ کریں۔ پس اللہ سے ڈر اور اپنے منہ کو اس سے مت پھیر جس نے تمہارے سردار، مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور تمہارے دین اور گھر کی حفاظت کی۔ ان کے ذریعہ اللہ نے ہماری فلاح کا قصد کیا اور انہوں نے اس کے بدلے کچھ نہیں مانگا۔ تعجب ہے کہ کیسے حضرت ابوبکرؓ کی بزرگی کا انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ان کے کردار کی چمک

درسه اعطٰی لديننا الفرقان ولدنيانا الامن والامان و من انكره فقد مان و لقى الشيط والشيطان. والذين التبس عليهم مقامه فما اخطوؤا الاعمدا وحسبوا الغدق ثمدًا فتوغروا غضبًا و حقروا رجلا كان اول المكرمين.

سورج کی طرح روشن ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مومن ان کے لگائے گئے درخت سے کھاتا ہے۔ ان کے درس کے علوم سے فیضیاب ہوتا ہے۔ انہوں نے ہمارے دین کے لیے فرقان عطا کیا اور ہماری دنیا کو امن و امان عطا کیا۔ جو اس کا انکار کرے اس نے یقیناً جھوٹ بولا اور وہ غصے میں شیطان سے مل گیا۔ وہ لوگ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مقام کے بارے میں شک میں ہیں انہوں نے جان بوجھ کر خطا کی۔ انہوں نے دریا کو تھوڑے گدلے پانی کا چشمہ تصور کیا اور وہ غصے میں غضبناک ہوگئے اور اس شخص کی تحقیر کی جو اول ترین قابل تکریم ہستی ہے۔

و ان نفس الصّديق كانت جامعة للرجاء والخوف والخشية والشوق والانس والمحبة و كان جوهر فطرته ابلغ و اكمل فى الصفاء منقطعًا الى حضرة الكبرياء مفارقا من النفس ولذاتها بعيدًا عن الاهواء و جذباتها و كان من المتبتلين. وما صدر منه الا الاصلاح وما ظهر منه للمؤمنين الا الفلاح و كان مبرء من تهمة

بے شک حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ذات امید، خداخوفی، خشیت الٰہی، شوق اور انس و محبت کا جامع خلاصہ تھی۔ ان کی فطرت کا لب لباب مکمل اور جامع باطنی صفائی تھی۔ وہ اللہ کی طرف منقطع تھے۔ وہ نفس اور اس کی لذات سے جدا ہوگئے۔ وہ خواہشات اور اس کے جذبات سے دور ہو گئے تھے اور دنیا سے منقطع ہوگئے تھے۔ ان سے سوائے اصلاح کے کچھ بھی صادر نہیں ہوا اور مومنین کے لیے ان کی طرف سے صرف کامیابیاں ہی ظاہر ہوئیں اور وہ ایذا اور تکلیف سے ہر لحاظ سے بری ہیں۔ پس داخلی تنازعات کی طرف نظر مت ڈال اور ان کو اعلیٰ و

الایذاء والضیر فلا تنظر الی التنازعات الداخلية واحملها على محامل الخير الا تفكر ان الرجل الذی ما التفت من اوامر ربه و مرضاته الی بنيه و بناته ليجعلهم متمولين او من احد ولاته وما كان له من الدنيا الا مان كان ميرة ضروراته فكيف تظن انه ظلم اٰل رسول الله مع ان الله فضله على كلهم بحسن نياته و جعله من المؤيدين و ليس كل نزاع مبنيًا على فساد النيات كما زعم بعض متبعی الجهلات بل ربّ نزاع يحدث من اختلاف الاجتهادات فالطريق الانسب والمنهج الاصواب ان نقول ان مبدء التنازعات فی بعض صحابة خير الكائنات كانت الاجتهادات لا الظلامات والسيأت والمجتهدون معفوون ولا كانوا مخطئين و قد يحدث الغل والحقد من التنازعات فی الصلحاء بل فی اكابر الاتقياء والاصفياء و فی ذٰلك مصالح الله

عمدہ جگہ پر رکھ۔ اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے رب کے احکامات اور اس کی رضا کے سامنے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی طرف توجہ نہیں کی کہ انہیں امیر بنائیں یا انہیں اعلیٰ عہدے عطا کریں۔ اس دنیا کی زندگی میں انہوں نے اپنے لیے صرف وہی کچھ لیا جس کی انہیں محض اپنے بال بچوں کے پیٹ پالنے کے لیے ضرورت تھی۔ پس تم کس طرح یہ ظن کر سکتے ہو کہ انہوں نے آل رسول کریم ﷺ پر ظلم کیا، باوجود اس کے کہ اللہ نے انہیں اپنے مقصد کے ساتھ اخلاص کی وجہ سے باقی تمام صحابہ کرامؓ پر فضیلت عطا کی۔ اللہ نے انہیں تائید یافتہ لوگوں میں سے بنایا۔ تمام باہمی تنازعات کی بنیاد بری نیت ہی نہیں ہوتی جیسے کہ جاہلوں کی پیروی کرنے والے خیال کرتے ہیں۔ بلکہ زیادہ تر تنازعات اجتہاد کے اختلاف سے وجود میں آتے ہیں۔ پس بہترین محفوظ اور مناسب طریق یہ ہے کہ ہم یہ کہیں کہ بعض عظیم اور بزرگ ترین صحابہ کرامؓ کے مابین تنازعات کی وجہ اختلاف رائے تھی نہ کہ ایک دوسرے سے ظلم اور زیادتی کرنا تھا۔ مجتہدین قابل معافی ہوتے ہیں خواہ وہ خطا پر ہی کیوں نہ ہوں۔ بسااوقات صلحاء، متقی اکابر اور پاکیزہ برگزیدہ انسانوں کے مابین تنازعات کینے اور ناپسندیدگی کی وجہ سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن ان سب میں اللہ رب العالمین کی مصلحت پنہاں ہوتی

رب العالمین۔

فکلما جڑی فیهم او خرج من فیهم فیجب ان یطوی لا ان یروی و یجب ان یفوض امورهم الی الله الذی هو ولی الصالحین۔ و قد جرت سنته ان یقضی بین الصالحین علی طریق لا یقضی علیه قضایا الفاسقین انهم کلهم احباءه و کلهم من المحبین المقبولین۔ ولاجل ذٰلك اخبرنا ربنا عن مال نزاعهم و قال و هو اصدق القائلین وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ۔ هذا هوالاصل الصحیح والحق الصریح ولکن العامة لا یحققون فی امر کا ولی الابصار بل یقبلون القصص بغض الابصار ثم یزید احد منهم شیئًا اخر من عند نفسه ثم یسعمه ثالث بشدة حرصه فیومن به و یلحق به حواشی اخری و هلم جراحتی تستتر الحقیقة الاولیٰ و تظهر حقیقة جدیدة

ہے۔

صحابہ کرامؓ کے درمیان جو تنازعات ہوئے یا ان میں آپس میں اختلاف ہوا تو ہم پر واجب ہے کہ ہم ان معاملات کو لپیٹیں اور محض روایات کی بنا پر ان کی خواہ مخواہ تشہیر نہ کریں۔ چاہیے کہ ان کے معاملات کو اللہ کے حوالے کریں کہ وہ صالحین کا ولی ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ صالحین کے مابین اس طریقے سے فیصلہ کرتا ہے جس پر فاسقین کے فیصلے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ سب اس کے محبوب ہیں اور اس کے مقبول محب ہیں۔ اس لیے اللہ نے ہمیں ان کے تنازعات کے انجام کے بارے میں خبر دی ہے کہ ہمارا خدا سب سچوں سے بڑھ کر سچا ہے۔ اللہ نے کہا ہم نے ان کے سینوں سے کینہ نکال دیا اور وہ بھائی ہیں آمنے سامنے بیٹھے ہوئے۔ یہ صحیح اور صریح حق ہے لیکن عام لوگ صاحب بصیرت ولی کی طرح تحقیق نہیں کرتے۔ بلکہ محض بند آنکھوں سے قصوں کو قبول کر لیتے ہیں۔ پھر اس قول میں کچھ اضافہ کر دیتے ہیں اور اسے دوسروں کے لیے قبول کے مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کر دیتے ہیں۔ پھر تیسرا شخص اس کو دلچسپی سے سنتا ہے اور اس پر ایمان لے آتا ہے اور اس میں اور حواشی درج ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اصل پہلی حقیقت چھپ جاتی ہے اور

تخالف الحق الاجلی و کذالك هلك الناس من خیانات الراوین۔

و کم من حقیقة تسترت و واقعات اختفت و قصص بدلت و اخبار غیرت و حرفت و کم من مفتریات نسجت و امور زیدت و نقصت ولا تعلم نفس ما کانت واقعة اولًا ثم ما صیرت و جعلت ولو احییَ الاولون من الصحابه و اهل البیت و اقارب خیرالبریة و عرضت علیهم هذه القصص لتعجبوا و حولقوا واسترجعوا من مفتریات الناس و مما طوّلوا الامر من الواسواس الخناس وجعلوا قطرة کبحر عظیم و اروا کجبال ذرة عظم رمیم و جاؤا بکذب یخدع الغافلین۔

والحق ان الفتن قد تموجت فی ازمنة وسطی وماجت کتموج الریح العاصفة والصراصر العظمی و کم من اراجیف المفترین قبلت

ایک نئی حقیقت سامنے آجاتی ہے جو روشن حق کے بالکل مخالف ہوتی ہے۔ اسی طرح لوگ راویوں کی خیانت کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔

کتنی حقیقت چھپ گئی ہے اور واقعات پوشیدہ ہو گئے اور کتنے ہی قصے بدل دیئے گئے اور کتنی خبریں تبدیل کر دی گئیں اور ان میں تحریف ہو گئی ہے۔ کتنے ہی جھوٹ کے جالے تن دیئے گئے اور امور میں کمی اور زیادتی کر دی گئی۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ شروع میں واقعہ کیا تھا اور بعد میں کیا ہو گیا۔ اگر اولین صحابہ کرامؓ ہکرم اہل بیت اور رسول کریم ﷺ کے اقارب زندہ کر دیئے جائیں اور یہ قصے ان پر پیش کئے جائیں تو یقیناً وہ تعجب کریں گے اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ پڑھیں گے اور لوگوں کے افتراء اور اس پر جو لوگوں کے وساوس نے ان واقعات کو طویل کر دیا پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھیں گے۔ کس طرح ایک قطرہ کو عظیم سمندر بنا کر رکھ دیا ہے اور پہاڑ کو ایک ریت کے ذرہ کے برابر دکھایا اور وہ اس جھوٹ کے ساتھ آئے جس نے غافلوں کو دھوکا دیا۔

حق یہ ہے کہ درمیانی زمانے میں فتنے موجیں مارنے لگے تھے۔ وہ تیز ہوا اور بڑے طوفان کی طرح پھیل گئے تھے۔ کتنی ہی محض افواہ کی طرح اڑتی خبروں کو صادقوں کی خبروں کی طرح قبول

کاخبارالصادقین۔ فتفطن ولا تکن من المستعجلین۔ ولو اعطیت مما افاض الله علینا لقبلت ما قلت لك وما کنت من المعروضین۔ والآن لا اعلم انك تقبله او تکون من المنکرین والذین کانت عداوة الشیخین جوهر روحهم و جزو طبیعتهم و دیدن قریحتهم لا یقبلون قولنا ابدا حتی یاتی امرالله ولا یصدقون کشوفا ولوکانت الوفا فلیتربصوا زمانا یبدی ما فی صدور العالمین۔

کرلیا گیااورلوگ فتنے میں پڑ گئے۔مگرتو جلد بازوں میں سے مت ہو۔اوراگرمیں تمہیں وہ عطا کروں جواللہ نے مجھ پر اپنے فضل سے روشن کیا تو تُو اس کو قبول کر جوتمہیں بتایا جائے اوراعراض کرنے والوں میں سے مت ہو۔ میں نہیں جانتا کہ تو اسے قبول کرے گا یاانکار کرنے والوں میں سے ہوگا۔مگر وہ لوگ جن کی روحوں کے جوہر میں شیخین کی عداوت ہے اور یہ ان کی طبیعت کا جزو بن گئی ہے اوران کی عادت میں یہ شامل ہوگئی ہے وہ ہمارے قول کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کا کوئی امر آجائے۔ وہ ان کشوف کی تصدیق نہیں کریں گے خواہ وہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں۔پس چاہئے کہ وہ اس زمانے کا انتظار کریں جس میں وہ ظاہر ہوجائے گا جولوگوں کے سینوں میں ہے۔

أَيُّهَا النَّاسُ لا تظنوا ظن السوء فی الصحابة ولا تهلکوا انفسکم فی بوادی الاسترابة تلك امة قد خلت ولا تعلمون حقیقة بعدت واحتفت ولا تعلمون ما جری بینهم و کیف زاغوا بعد ما نورالله عینهم فلا تتبعوا ما لیس لکم به علم واتقوا الله ان کنتم خاشعین۔ و ان الصحابة و اهل البیت کانوا

اے لوگو! صحابہ کرامؓ کے بارے میں سوئے ظن مت رکھو اور اپنے آپ کو شک کی وادیوں میں ہلاک مت کرو۔ وہ امت گزر گئی اور تم اس حقیقت کونہیں جانتے جو دور کردی گئی اور چھپادی گئی ہے۔تم نہیں جانتے کہ ان کے درمیان کیا واقعہ ہوااور کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ ٹیڑھے ہوگئے بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کومنور کردیا تھا۔پس اس کی پیروی مت کرو جس کا تمہیں علم نہیں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اگر تم خدا سے ڈرنے والے ہو۔صحابہ کرامؓ اوراہل بیتؓ تو روحانی انوار

روحانيين منقطعين الى الله و متبتلين. فلا اقبل ابدًا انهم تنازعوا للدنيا الدنية و اسر بعضهم غل البعض فى الطوية حتى رجع الامر الى تقاتل بينهم و فساد ذات البين و عناد مبين.

ولو فرضنا ان الصديق الاكبر كان من الذين اٰثروا الدنيا و زخرفها و رضوا بها و كان من الغاصبين. فنضطر حينئذ الى ان نقر ان عليّ اسدالله ايضا كان من المنافقين و ماكان كما نخاله من المتبتلين. بل كان يكب على الدينا و يطلب زينتها و كان فى زخارفها من الراغبين. ولاجل ذلك ما فارق الكافرين المرتدين. بل دخل فيهم كالمداهنين واختار التقية الى مدة قريبة من ثلثين ثم لما كان الصديق الاكبر كافرا او غاصبا فى اعين على المرتضى رضى الله عنه و ارضى فلم رضى بان يبايعه ولم ماهاجر من ارض الظلم والفتنة والارتداد الى

تھے جو منقطع الی اللہ تھے اور اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ میں ہرگز قبول نہیں کرسکتا کہ وہ اس حقیر دنیا کے لیے جھگڑا کرنے والے تھے اور کہ وہ ایک دوسرے کے لیے دل میں بغض اور کینہ رکھتے تھے یہاں تک کہ معاملہ ایک دوسرے کے مابین قتل، مقاتلہ اور فسادات تک پہنچ گیا اور ان کے درمیان عناد بڑھ گیا تھا۔

اگر یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ان لوگوں میں سے تھے جو دنیا اور اس کی دولت کو ترجیح دیتے ہیں اور وہ اس پر ہی راضی ہوگئے تھے اور وہ غاصبوں میں سے تھے، تو مجبوراً ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ شیرِ خدا حضرت علیؓ بھی (نعوذ باللہ) منافقین میں سے تھے اور وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے نہ تھے۔ بلکہ وہ اس دنیا پر ٹوٹ پڑے تھے اور اس کی زینت کو طلب کرنے والے تھے اور اس کے سامان کی طرف راغب تھے۔ حالانکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا بالکل بھی نہیں تھا۔ اگر پہلی والی صورت کو مانا جائے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ کافروں اور مرتدوں میں فرق نہیں کرسکتے تھے بلکہ مداہنت اختیار کرتے ہوئے ان میں داخل ہوگئے اور تقریباً تیس سال تک انہوں نے تقیہ اختیار کیا۔ پھر اگر یہ مان لیا جائے کہ حضرت صدیق اکبرؓ حضرت علی المرتضیٰؓ کی نظروں میں (نعوذ باللہ) کافر اور غاصب تھے تو پھر

بلاد اخری۔ الم تکن ارض اللہ واسعة فیهاجر فیها کما هی سنة ذوی التقی۔ انظر الی اِبْرَاهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی۔ کیف کان فی شهادة الحق شَدِیْدُ الْقَوٰی۔ فلما رٰی ان اباه ضل و غوٰی۔ ورئ القوم انهم یعبدون الاصنام و یترکون الرب الاعلٰی۔ اعرض عنهم وما خاف وما بالیٰ و ادخل فی النار و اوذی من الاشرار فما اختار التقیة خوفا من الاشرار فهذه هی سیرة الابرار لا یخافون السیوف ولا السنان و یحسبون التقیة من کبائر الاثم والفواحش والعدوان و ان صدرت شمة منها کمثل ذلة فیرجعون الی اللہ مستغفرین۔

ان کی بیعت کرنے کو کیوں راضی ہو گئے تھے اور کیوں انہوں نے ظلم، فتنہ اور ارتداد والی زمین سے دوسرے شہروں کی طرف ہجرت نہیں کی۔ کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں ہے کہ وہ اس میں ہجرت کرتے جیسا کہ متقی لوگوں کی سنت ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی طرف دیکھو جنہوں نے وفا کر کے دکھائی کہ وہ حق کی شہادت دینے میں کس قدر مضبوط تھے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے والد گمراہ ہو گئے ہیں اور سرکشی اختیار کر لی ہے اور انہوں نے دیکھا کہ ان کی قوم بتوں کی عبادت کرتی ہے اور رب اعلیٰ کو ترک کرتی ہے تو انہوں نے ان سے اعراض کر لیا اور کوئی خوف نہیں کھایا اور نہ اس کی پروا کی بلکہ آگ میں داخل ہو گئے اور شریروں کے ہاتھوں سے ایذا دیئے گئے۔ مگر انہوں نے شریروں کے خوف سے تقیہ اختیار نہیں کیا۔ یہ نیکوں کی سیرت ہوتی ہے کہ وہ تیروں اور تلواروں سے نہیں ڈرتے اور وہ تقیہ کو بڑے گناہوں اور فواحش اور دشمنوں میں سے خیال کرتے ہیں۔ اور اگر ان سے ایک معمولی ذرہ کے برابر بھی ایسا فعل صادر ہو جائے تو وہ اللہ کی طرف استغفار کرتے ہوئے رجوع کرتے ہیں۔

و نعجب من علی رضی اللہ عنه کیف بایع الصدیق والفاروق مع علمه بانهما قد کفرا و اضاعا الحقوق و لبث فیهما عمرا واتبعهما

میں تعجب کرتا ہوں کہ حضرت علیؓ نے کیسے ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی بیعت کی اگر ان کو علم تھا کہ ان دونوں نے (نعوذ باللہ) کفر کیا اور حقوق کو تلف کیا پھر وہ ان دونوں کے درمیان ایک

اخلاصا و عقيدة وما لغب وما وهن وما ارى كراهة وما اضمحلت الداعية وما منعته التقاة الايمانية مع انه كان مطلعا على فسادهم و كفرهم وارتدادهم وما كان بينه و بين اقوام العرب بابا مسدودا و حجابًا ممدودًا وما كان من المسجونين۔ و كان واجبًا عليه ان يهاجر الى بعض اطراف العرب والشرق والغرب يحث الناس على القتال و يهيج الاعراب للنضال و يسخرهم بفصاحة المقام ثم يقاتل قوما مرتدين۔

و قد اجتمع على المسيلمة الكذاب زهاء مأية الف من الاعراب و كان عليؓ احق بهذه النصرة و اولیٰ لهذه الهمة فلم اتبع الكافرين۔ و والا و قعد كالكسالى وما قام كالمجاهدين فاى امر منعه من هذا الخروج مع امارات الاقبال والعروج ولم ما نهض للحرب والباس و تائيد الحق و دعوة الناس

لمبے عرصے تک رہے اور ان دونوں کی اتباع پورے اخلاص اور عقیدہ سے کی اور اس اتباع میں نہ تھکے اور نہ ہی کمزور ہوئے اور نہ ہی ان کی اتباع سے کراہت کی اور نہ ہی ان کی داعی میں کمزور ہوئے۔ نہ ہی ایمانی تقویٰ نے ان کو اس سے منع کیا۔ باوجود اس کے کہ وہ ان کے فساد، کفر اور ارتداد پر مطلع ہو چکے تھے۔ حضرت علیؓ اور عرب اقوام کے درمیان دروازہ مسدود نہیں تھا اور نہ ہی کوئی ان کے درمیان لمبا چوڑا پردہ تھا اور نہ ہی وہ قید میں تھے۔ ان پر واجب تھا کہ وہ کسی عرب ملک یا مشرق یا مغرب کی طرف ہجرت کرتے اور لوگوں کو جہاد پر ابھارتے اور عربوں کو لڑائی کے لیے ترغیب دیتے۔ پہلے ان کو اپنی فصاحت سے قائل کرتے اور پھر مرتدوں سے جنگ کرتے۔

اس سے قبل مسیلمہ کذاب کے خلاف تقریباً ایک لاکھ عرب اکٹھے ہو گئے تھے اور حضرت علیؓ تو اس مدد کے زیادہ حق دار تھے اور اس ہمت کے لیے سب سے بڑھ کر تھے۔ تو پھر انہوں نے کیوں (نعوذ باللہ) کافروں کی اتباع کی اور ان سے دوستی کی اور (نعوذ باللہ) سست لوگوں کی طرح بیٹھ گئے اور مجاہدین کی طرح کھڑے نہیں ہوئے۔ باوجود امارت، اقبال اور عروج کے کس امر نے ان کو اس خروج سے روکے رکھا۔ وہ کیوں جنگ اور دکھ اٹھانے اور تائید حق اور لوگوں کو دعوت دینے کے لیے نہیں اٹھے۔ کیا

الم یکن افصح القوم و ابلغھم فی العظات ومن الذین ینفخون الروح فی الملفوظات فما کان جمع الناس عندہ الافعل ساعۃ بل اقل منھا لقوۃ بلاغۃ و براعۃ و تاثیر جاذب للسامعین ولما جمع الناس الکاذب الدجال فکیف اسداللہ الذی کان مؤیدہ الرب الفعال و کان محبوب رب العالمین۔

حضرت علیؓ قوم میں سب سے زیادہ فصیح زبان اور بلیغ الکلام نہیں تھے۔ وہ تو ان میں سے تھے جو اپنے ملفوظات میں روح پھونکنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ پس انہوں نے کیوں لوگوں کو لمحوں میں بلکہ اس سے بھی کم وقت میں اپنے گرد جمع نہ کرلیا، اپنی بلاغت، فضل اور سامعین کے لیے جاذب تاثیر رکھتے ہوئے بھی۔ اگر لوگ ایک جھوٹے، دھوکے باز (مسیلمہ کذاب) کے گرد جمع ہوگئے تو پھر کیسے وہ اسداللہ حضرت علیؓ جو رب الفعال کے تائید یافتہ تھے اور رب العالمین کے محبوب بندوں میں سے تھے کے ساتھ نہیں ہوسکتے تھے۔

ثم من اعجب العجائب و اظھرالغرائب انہ ما اکتفٰی علی ان یکون من المبایعین بل صلی خلف الشیخین کل صلوۃ وما تخلف فی وقت من اوقات وما اعرض کالشاکین۔ و دخل فی شوراھم و صدق دعواھم و اعانھم فی کل امر بجھد ھمتہ و سعۃ طاقتہ وما کان من المتخلفین۔ فانظر اھذا من علامات الملھوفین المکفرین۔ وانظر کیف اتبع الکاذبین مع علمہ بالکذب والافتراء کان الصدق والکذب کان عندہ کالسواء الم

پھر عجیب در عجیب بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے نہ صرف شیخین کی بیعت کی بلکہ ان دونوں کے پیچھے ہر نماز بھی ادا کی اور کسی بھی وقت پیچھے نہیں رہے اور نہ ہی شکوہ کرنے والوں کی طرح اعراض کیا۔ حضرت علیؓ ان کی شوریٰ میں داخل تھے اور ان کے دعویٰ کی تصدیق کی۔ ہر امر میں ان کی مدد کی اپنی پوری کوشش، ہمت، وسعت اور طاقت کے ساتھ اور وہ پیچھے رہنے والوں میں سے نہیں تھے۔ پس دیکھو! کیا یہ مصیبت زدہ اور مکفرین کی علامات ہوتی ہیں!! اور دیکھو کس طرح انہوں نے کاذبوں کی اتباع کی باوجود ان کے کذب اور افتراء کے علم ہوجانے کے! کیا صدق اور کذب ان کے نزدیک برابر تھے؟ کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ لوگ جو

يعلم ان الذين يتوكلون على قدير ذى القدرة لا يوثرون طريق المداهنة طرفة عين ولو بالكراهة ولا يتركون الصدق ولو احرقهم الصدق والقاهم الى التهلكة و جعلهم عضين۔

و ان الصدق مشرب الاولياء۔ومن علامات الاصفياء ولكن المرتضى ترك هذا السجية و نحت لنفسه التقية وابتع طريقا ذليلا و كان يحضر فناء الكفرين بكرة و اصيلا و كان من المادحين۔ و هلّا اقتدى بنبى الثلقين او شجاعة الحسين واتخذ طريق المحتالين وانشدك الله اهذا من صفات الذين تطهرت قلوبهم من رجس الجبن والمداهنة واعطيٰهم ايمانهم قوة الجنان والمهجة و زكوا من كل نفاق و مداهنة و خافوا ربهم و فرغوا بعده من كل خشية كلا بل هذا الصفات توجد فى قوم اُثروا الاهواء على حضرة العزة و قدموا الدنيا والاخرة وما قدروا الله

قدرت والے خدا پر توکل کرتے ہیں وہ آنکھ کے جھپکنے کے برابر بھی مداہنت کے طریق کو ترجیح نہیں دیتے خواہ وہ ایسا کراہت سے ہی کریں۔ یہ لوگ صدق کو ترک نہیں کرتے خواہ صدق ان کو جلا دے اور انہیں ہلاکت میں ڈال دے اور انہیں ٹکڑے کر دے۔

صدق تو اولیاء کا مشرب ہے اور اصفیاء کی علامات میں سے ہے۔لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت علیؓ نے اس عادت کو ترک کیا اور اپنے لیے تقیہ کو پسند کیا اور ذلیل طریق کا اتباع کیا اور وہ صبح، شام کافروں کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور ان کی تعریف کرتے تھے۔انہوں نے نبی ثقلین کی اقتدا نہ کی اور کیوں امام حسینؓ کی سی شجاعت نہ دکھائی اور (نعوذ باللہ) مکاروں کا طریق اختیار کیا۔ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں بتاؤ کیا یہ ان لوگوں کی صفات ہیں جن کے دل بزدلی اور مداہنت سے پاک ہوتے ہیں اور ان کا ایمان ان کے دل وجگر کو قوت عطا کرتا ہے۔ وہ ہر نفاق اور مداہنت سے پاک کیے جاتے ہیں اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اس کے علاوہ وہ ہر قسم کے ڈر سے دور ہوجاتے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ صفات تو ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں جو خدائے جلال پر اپنی خواہشات نفس کو ترجیح دیتے ہیں اور انہوں نے دنیا کو آخرت پر مقدم کیا اور اللہ کی اس طرح قدر نہیں کرتے جس

حق قدره وما استناروا من بدره وما كانوا مخلصين. و انى عاشرت الخواص والعوام و رئيت كل طبقة من الانام ولكنى ما رئيت سيرة التقية و اخفاء الحق و الحقيقة الا فى الذين لا يبالون علاقة حضرة العزة ووالله لا ترضى نفسى لطرفة عين ان اداهن فى الدين ولو قطعت بالسكين و كذالك كل من هداه الله فضلا و رحما و رزق من الاخلاص رزقا حسنا فلا يرضى بالنفاق و سيرالمنافقين. اما قرءت قصة قوم اختاروا الموت على حيات المداهنة وما شاؤا ان يعيشوا طرفة عين بالتقية و قالوا رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَ. فياحسرة على الشيعة انهم اجترؤا على ذم المرتضٰى بما كان عندهم من منافرة للصديق الاتقى و هفت احلامهم بتعصب اعمٰى يتعامون مع المصباح المتقد ولا يتاملون تامل المنتقد و انى ارٰى كلماتهم مجموعة ريب و ملفوظاتهم رجم غيب وما مسهم ريح

طرح کہ اس کا حق ہے۔ ان کا چاند مکمل نہیں ہوا بلکہ وہ بدر کی سی حالت میں رہے اور نہ ہی وہ مخلص ہیں۔ میں عوام اور خواص سے ملا ہوں اور مخلوق کے تمام طبقات پر نظر دوڑائی ہے لیکن میں نے تقیہ کی سیرت، حق اور حقیقت کو چھپانے کی عادت ان میں نہیں پائی سوائے ان لوگوں کے جن کو خداوند تعالیٰ سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اللہ کی قسم میں اپنے نفس کے لیے ایک لمحہ بھی راضی نہیں ہوتا کہ دین میں مداہنت اختیار کروں خواہ مجھے چھری سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جسے اللہ نے اپنے فضل اور رحمت سے ہدایت دی ہو اور اسے اخلاص کا عمدہ رزق عطا کیا ہو تو ایسا شخص کبھی بھی نفاق اور منافقین کے طرزِ عمل سے راضی نہیں ہوتا۔ کیا تم نے ان لوگوں کا قصہ نہیں پڑھا جنہوں نے موت کو مداہنت کی زندگی پر ترجیح دی اور انہوں نے ایک لمحے کے لیے بھی پسند نہیں کیا کہ وہ تقیہ اختیار کریں۔ انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب ہمیں صبر کی توفیق عطا فرما اور ہمیں مسلمانوں کے ساتھ وفات دے۔ ہائے افسوس! ان شیعہ حضرات پر جو حضرت علی المرتضیٰؓ کی رسوائی کا باعث بنے محض متقی انسان حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نفرت کی وجہ سے۔ تعصب کی وجہ سے ان کے خواب اندھے ہو گئے اور وہ پرکھنے والوں کی طرح تامل نہیں کرتے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ان کے کلمات صرف اور صرف شکوک کا

المحققين۔

مجموعہ ہیں۔ ان کے ملفوظات محض انکل پچو ہیں۔ انہیں محققین کی ہوا نے چھوا تک نہیں۔

ایها الناظر فی هذا الکتاب ان کنت من عشاق الحق والصواب فکفاك اية الاستخلاف لتحصيل ترياق الحق و دفع الذعاف فان فيها برهانًا قويا للمنصفين. فلا تحسب الاخيار کاهل فساد ولا تلحق هودا بعاد و تکفر لساعة کالمحققين. وانت تعلم ان الانباء المستقبله من الله الرحمٰن تکون کقضاة لقضايا اهل الحق و اهل العدوان او کجنود الله لفتح بلاد البغی والطغيان فتفرج ضيق المشکلات بکراتها حتی يری ما کان ضنکا رحيبً بقوة صلاتها فتبارز هذه الابناء کل مناضل برمح خضيب حتی تقود الی اليقين کل مرتاب و مريب و تقطع معاذير المعترضين. و کذالك وقعت اٰية الاستخلاف فانها تدع کل طاعن حتی ينشی عن موقف الطعن والمصاف و تظهر الحق علی

اے اس کتاب کو پڑھنے والے اگر تو حق اور صواب سے محبت کرتا ہے تو حق کا تریاق حاصل کرنے اور زہر کے دور کرنے کے لیے تیرے لیے آیت استخلاف ہی کافی ہے۔ کیونکہ اس میں انصاف کرنے والوں کے لیے بڑی قوی دلیل ہے۔ پس تو نیکوکاروں کو اہل فساد کی طرح مت خیال کر اور قوم ہود کو قوم عاد سے مت ملا۔ اور ایک لمحے کے لیے محققین کی طرح فکر کر۔ تو جانتا ہے کہ مستقبل کی خبریں رحمٰن خدا کی طرف سے اہل حق اور اہل عدوان کے درمیان تنازعات کے فیصلے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ خبریں اللہ کے ان لشکروں کی طرح ہیں جو سرکشوں اور باغیوں کے ملکوں کو فتح کرنے کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ ان خبروں پر مسلسل غور سے تنگ مشکلات کھل جائیں گی حتی کہ تنگی تقویٰ کی وجہ سے کھل جاتی ہے۔ یہ مستقبل کی خبریں ہر لڑنے والے سے رنگین نیزوں کے ساتھ لڑتی ہیں۔ یہاں تک کہ ہر شک اور شک کرنے والوں کو یقین کی طرف کھینچ لیتی ہیں اور اعتراض کرنے والوں کی قلمیں توڑ دیتی ہیں۔ اسی طرح یہ آیت استخلاف واقع ہوئی ہے۔ یہ ہر طرح کے طعن کو دور کر دیتی ہے، یہاں تک کہ طعن اور لڑائی کرنے والا اپنے

الاعداء ولو کانوا کارھین فان الایة تبشر الناس بایام الامن والاطمینان بعد زمن الخوف من اهل الاعتساف والعدوان ولا یصلح لمصداقیتها الاخلافة الصدیق کما لا یخفی علی اهل التحقیق۔ فان خلافة علی المرتضٰی ما کان مصداق هذا العروج و العلیٰ والفوز الاجلی بل لم یزل تبتزها عداها ما فیه من قوة وحدة مداها واسقطوها فی هوة و ترکوا حق اخوة حتی اصاروها کبیت اوهن من بیت العنکبوت و ترکوا اهلها کالمتحیر المبهوت۔

مؤقف سے ہٹ جاتا ہے اور دشمنوں پر حق ظاہر ہوجاتا ہے۔ خواہ وہ اس حق سے کراہت کرنے والے ہی کیوں نہ ہوں۔ بے شک یہ آیت لوگوں کو خوف، ظلم کرنے والوں اور دشمنوں کا زمانہ گزر جانے کے بعد امن اور اطمینان کے دنوں کی خوشخبری دیتی ہے۔ اس آیت کا مصداق سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے کوئی اور نہیں جیسا کہ اہل تحقیق پر مخفی نہیں۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰؓ کی خلافت اس عروج اور بلندی اور روشن کامیابی کی مصداق نہیں۔ بلکہ ان کے دور میں تو وحدت کی قوت بکھیر دی گئی اور یہ وحدت گڑھے میں پھینک دی گئی تھی اور برادری (اخوت) کا حق ترک کر دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ خلافت راشدہ کا گھر تو مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہوگیا اور اس کے عمال حیرت زدہ اور مبہوت ہو کر رہ گئے تھے۔

ولا شك ان علیًا کان نجعة الرواد و قدوة الاجواد و حجت الله علی العباد و خیرالناس من اهل الزمان و نورالله نارة البلدان ولکن ایام خلافته ما کان زمن الامن والامان بل زمان صراصر الفتن والعدوان و کان الناس یختلفون فی خلافته و خلافة ابن

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت علیؓ علمبرداروں کی اُمید تھے اور سخی لوگوں کے پیشوا تھے۔ وہ بندوں پر اللہ کی حجت تھے اور اپنے زمانے کے بہترین انسانوں میں سے سب سے بہترین انسان تھے۔ اللہ نے ان کے ذریعے شہروں کو روشن کر دیا تھا۔ لیکن ان کی خلافت کا زمانہ امن و امان کا زمانہ نہیں تھا۔ بلکہ ان کے زمانے میں فتنوں اور دشمنوں کی ہوا چل پڑی تھی اور لوگ ان کی خلافت اور

ابی سفیان و کانوا ینتظرون الیهما کحیران و بعضهم حسبوهما کفر قدی سماؤ کزندین فی وعاء والحق و ان الحق کان مع المرتضٰی و من قاتله فی وقته فبغی و طغی ولکن خلافته ما کان مصداق الامن المبشر به من الرحمن بل اوذی المرتضٰی من الاقران ودیست خلافته تحت انواع الفتن و اصناف الافتنان و کان فضل اللہ علیه عظیما ولکن عاش محزونا و الیما وما قدر علی ان یشیع الدین و یرجم الشیاطین کالخلفاء الاولین۔ بل ما فرغ عن اسنة القوم و منع من کل القصد والزوم وما البوہ بل اضبوا علی کثار الجور وما عدوا عن الاذٰی بل زاحموہ وقعدوا فی المورد وکان صبور او من الصالحین فلا یمکن ان نجعل خلافته مصداق هذه البشارة فان خلافته کانت فی ایام الفساد والبغی والخسارة وما ظهر الامن فی ذلك الزمن بل ظهرالخوف بعد الامن وبدءت الفتن و تواترت

ابن ابوسفیانؓ کے درمیان اختلاف رکھتے تھے اور ان دونوں کی طرف حیرانی سے دیکھتے تھے۔ ان دو آسمان کے ستاروں کو ایک ہی تھیلے کی دو لکڑیاں تصور کرتے تھے۔ مگر حق یہ ہے کہ سچائی حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ تھی اور جنہوں نے ان کی خلافت کے بارے میں جھگڑا اور لڑائی کی انہوں نے بغاوت اور سرکشی کی۔ لیکن ان کی خلافت اس رحمن خدا کی طرف سے مبشر امن کی مصداق نہیں تھی۔ بلکہ حضرت علی المرتضیٰؓ اپنے دوستوں کے ہاتھوں تکلیف دیئے گئے تھے اور ان کی خلافت انواع و اقسام کے فتنوں اور طرح طرح کے فسادوں کے نیچے رگڑی گئی تھی۔ اللہ کا حضرت علیؓ پر بہت بڑا فضل تھا۔ مگر ان کی زندگی ظلم و زیادتی کرنے والوں کی وجہ سے حزن اور دکھ میں گزری اور ان کو موقع نہیں ملا کہ وہ پہلے خلفاء کی طرح دین کی اشاعت کرتے اور شیاطین کی سرکوبی کرتے۔ بلکہ ان کو تو قوم کی طعنہ زنی کا نشانہ بننے سے فرصت ہی نہ ملی اور ان کے دلی ارادہ اور قصد سے لوگوں نے انہیں روکے رکھا۔ لوگوں نے ان کی آواز پر لبیک کہنے کی بجائے مخالفت کی۔ ظلم اور زیادتی کی خاطر ان کو اذیت دینے سے باز نہ آئے۔ بلکہ ان کے خلاف مزاحمت کی اور ان کے لیے گھات میں بیٹھے۔ حضرت علیؓ صبر کرنے والے اور صالحین میں سے تھے۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ ان کی خلافت کو آیت استخلاف کی بشارت کا مصداق

المحن و ظهرت اختلالات فی نظام الاسلام واختلافات فی امة خيرالانام و فتحت ابواب الفتن و سدد الحقد والضغن و كان فى كل يوم جديد نزاع قوم جديد و كثرت فتن الزمن و طارت طيور الامن و كانت المفاسد هائجة والفتن مايجة حتى قتل الحسين سيد المظلومين۔

ٹھہرائیں کیونکہ ان کی خلافت فساد اور بغاوت اور نقصان کے دن تھے۔ ان کے زمانے میں امن ظاہر نہیں ہوا تھا۔ بلکہ امن کے بعد خوف ظاہر ہو گیا تھا اور فتنے شروع ہو گئے تھے اور مشقت کے ایام بڑھ گئے تھے۔ اسلام کے نظام میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور خیرالانام حضرت محمد ﷺ کی امت میں اختلاف رونما ہو گیا تھا۔ فتنوں کے دروازے کھل گئے تھے اور کینے اور کدورتیں بڑھ گئی تھیں۔ اور ہر روز ایک نیا تنازعہ کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ زمانے کے فتنے بڑھ گئے تھے اور امن کے پرندے ہجرت کر گئے تھے۔ فتنے اور فساد موجیں مارنے شروع ہو گئے تھے یہاں تک کہ سید المظلومین حضرت امام حسینؓ کو شہید کر دیا گیا۔

ومن تظنى ان الخلافة كان امرًا روحانيا من الله رب العالمين۔ و كان مصداقه المرتضى من اول الحين۔ ولكنه انف واستحىٰ ان يجادل قوم ظالمين۔ فهذا عذر قبيح وما يتلفظ به الا وقيح بل الحق الذى يجب ان يقبل والصدق الذى لزم ان يتقبل ان مصداق نباء الاستخلاف هوالذى كان جامع هذه الاوصاف و ثبت فيه انه فتح على المسلمين ابواب امن و صواب و نجاهم من

اور جو یہ خیال کرتا ہے کہ خلافت رب العالمین کی طرف سے روحانی امر ہے اور حضرت علی المرتضیٰؓ پہلے دن ہی اس کے مصداق تھے مگر انہوں نے پسند نہیں کیا اور حیا کی تھی کہ وہ نعوذ باللہ ظالم لوگوں سے لڑیں تو یہ عذر قبیح ہے بلکہ بے شرمی ہے۔ بلکہ واجب یہ ہے کہ حق کو قبول کیا جائے اور سچ کا تقاضا ہے کہ اسے مانا جائے اور وہ یہ ہے کہ آیت استخلاف کی خبر کا مصداق وہ شخص ہو سکتا ہے جو ان اوصاف کا جامع ہو۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسلمانوں پر صواب کے دروازے کھول دیئے تھے اور مسلمانوں کو فتنوں اور عذاب سے

فتن و عذاب و فلّ عن الاسلام حد كل ناب و شمر تشمير من لا يالوا جهدا وما لغب ما وهن حتى سوّى غورًا ونجدا و اعاد الله على يديه الا من المفقود والاقبال الموءود فكان الناس بعد خوفهم اٰمنين۔والانباء المستقبلة اذا ظهرت على صورها الظاهرة فصرفها الى معنى اخر ظلم و فسق بعد المشاهدة فان الطهور يشفي الصدور ويهب اليقين و يلين الصخور و ان فى فطرة الاسنان انه يقدم المشهود على غيره من البيان و هذا هوالميعار لذوى العرفان فانظر من اماط عن الاسلام و عشاءه و اعاده الى نضرته و ازال ضراءه و اهلك المفسدين و اباد المرتدين و دعا الى دين الله كل فار واراهم الحق بانوار حتى اكتظت المساجد بالراجعين و احيا الارض بعد موتها باذن رب العالمين و ازال حمى الناس مع رحضاءه و رحض درن البغى مع حيلاءه بماءٍ معين۔

نجات دلائی تھی۔انہوں نے ہر مصیبت کو اسلام سے موڑ دیا تھا اور وہ لوگ تیار ہو گئے تھے جو جد و جہد میں کمی نہیں کرتے تھے۔ نہ انہیں تھکاوٹ محسوس ہوئی اور نہ ہی کمزوری ان پر غالب آئی۔ یہاں تک کہ اونچ نیچ برابر ہو گئی اور اللہ نے ان کے ہاتھ سے مفقود امن کو لوٹا دیا تھا اور گمشدہ اقبال کو ان کی طرف لوٹا دیا اور لوگ خوف کے بعد امن میں آ گئے۔ جب مستقبل کی خبریں اپنی ظاہری صورت میں ظاہر ہو جائیں تو ان کا مشاہدہ کر لینے کے بعد ان کو دوسرے معنی دینا ظلم اور نافرمانی ہے۔ کیونکہ ان کا ظہور سینوں کو شفا بخشتا اور یقین عطا کرتا ہے اور پتھروں کو نرم کر دیتا ہے۔ انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ شہود کو اس کے علاوہ دوسرے بیان پر مقدم کرتا ہے۔ اہل عرفان کا یہی معیار ہوتا ہے۔ پس دیکھ کس نے اسلام سے سختی کو دور کیا اور اس کی طرف تروتازگی کو لوٹایا اور اس سے اذیت کو ہٹا دیا اور فسادیوں کو ہلاک کر دیا۔ مرتدوں کو تباہ کر دیا اور ہر بھاگنے کو دین کی طرف بلایا اور ان کو پوری آب و تاب کے ساتھ حق دکھا دیا۔ یہاں تک کہ مساجد کو عبادت کرنے والوں سے بھر دیا اور رب العالمین کے حکم سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا اور لوگوں کی رسوائی کے باوجود بے وقوفی کو دور کر دیا اور بغاوت کی میل کو خیالوں کے صاف پانی سے دھو دیا۔

ورحم الله الصديق احيا الاسلام و قتل الزناديق و فاض بمروفه الى يوم الدين۔ و كان بكاء و من المتبتلين و كان من عادته التضرع والدعاء والاطراح بين يدى المولىٰ والبكاء والتذلّل على بابه والاعتصام باعتابه و كان يجتهد فى الدعاء فى السجدة و يبكى عندة التلاوة ولا شك اِنَّهٗ فَخْرُ الْاِسْلَامِ والمرسلين۔ و كان جوهره قريبا من جوهر خير البرية و كان اول المستعدين لقبول نفحات النبوة و كان اول الذين رءوا حشرا روحانيا من حاشر مثيل القيامة و بدلوا الجلابيب المتندسة بالملاحف المطهرة وضاها الانبياء فى اكثر سير النبين۔

ولا نجد فى القرآن ذكر احد من دون ذكره قطعا و يقينا الاظن الظانين واظن لا يغنى من الحق شيئا ولا يروى قوما طالبين۔ ومن عَادَاه فبينه و بين الحق بَابٌ مَّسْدُوْدٌ لا

اللہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ پر رحم کیا کہ انہوں نے اسلام کو زندہ کر دکھایا اور زندیقوں کو قتل کر دیا۔ ان کی ان نیکیوں نے ان کو قیامت کے دن تک مشہور کر دیا۔ وہ خدا کے حضور گڑگڑانے والے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ ان کی عادت میں تضرع اور دعا تھی۔ وہ اپنے مولیٰ کے سامنے گرنے والے اور اس کے دروازے پر تذلل اختیار کرنے والے اور پکارنے والے تھے۔ وہ اللہ کی چوکھٹ پر پیشانی رکھنے والے تھے۔ وہ سجدہ میں دعا کرنے والے تھے۔ تلاوت قرآن کے وقت ان پر رقت طاری ہوجاتی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام اور مرسلین کا فخر تھے۔ ان کی روح خیر البریہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کے قریب تھی اور وہ پہلے مستعد انسان تھے جنہوں نے نبوت محمدیؐ کے نور کو قبول کیا۔ وہ پہلے انسانوں میں سے تھے جنہوں نے روحانی حشر کو دیکھا، جسے خدا نے قیامت کا مثیل قرار دیا ہے۔ انہوں نے گندگی کے کپڑے بدل کر پاکیزگی کا لباس پہن لیا تھا۔ وہ انبیاء کی اکثر خوبیوں سے مشابہ تھے۔

اور ہم قرآن میں ان کے علاوہ کسی دوسرے کا قطعی اور یقینی ذکر نہیں پاتے سوائے ظن کرنے والوں کے ظنون کا۔ دیکھو ظن حق کے مقابل پر کوئی فائدہ نہیں دیتا اور نہ ہی حق کے طالبوں کو سیراب کرتا ہے۔ جس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے دشمنی کی تو

ينفتح ابدًا الا بعد رجوعه الى سيّد الصدّيقين ولاجل ذٰلك لا نرى فى الشيعة رجلا من الاولياء ولا احدا من زمر الاتقياء فانهم على اعمال غير مرضية عندالله و انهم يعادون الصالحين۔

اس کے اور حق کے درمیان دروازہ بند ہوگیا جو کبھی نہیں کھلے گا۔ مگر کہ سیدالصدیقینؓ کی طرف رجوع کرنے کے بعد۔ اس وجہ سے ہم (غالی: ناقل) شیعہ حضرات میں کوئی اولیاء نہیں پاتے اور نہ ہی متقی لوگوں کے زمرے میں کوئی نظر آتا ہے۔ ان کے اعمال خدا کے نزدیک راضی کرنے والے نہیں ہیں کیونکہ وہ صالحین سے دشمنی رکھتے ہیں۔

كَلَامٌ مُوجِزٌ فِيْ فَضَائِلَ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ اَرْضَاهُ

حضرت ابوبکر صدیقؓ (اللہ ان سے راضی ہوا اور اللہ ان کو راضی کرے) کے فضائل کے بارے میں کلام

کان رضی الله عنه عارفا تام المعرفة حليم الخلق رحيم الفطرة و كان يعيش فی ذی الانكسار والغربة و كان كثير العفو والشفقة والرحمة و كان يعرف بنورالجبهة و كان شديد التعلق بالمصطفى والتصقت روحه بروح خيرالورىٰ و غشيت من النور ما غشی مقتداه محبوب المولى واختفى تحت شعشعان نور الرسول و فيوضه العظمىٰ و كان ممتازا من سائر الناس فی فهم القرآن و فی محبة سيد الرسل و فخر نوع الانسان ولما تجلى له النشأة الاخروية والاسرار الالهية نفض التعلقات الدنيوية و نبذ العلق الجسمانية وانصبغ بصبغ المحبوب و ترك كل مراد الواحد المطلوب و تجردت نفسه عن كدورات الجسد و تلونت بلون

حضرت ابوبکر صدیقؓ وہ عارف تھے جو تام معرفت رکھتے تھے۔ آپؓ حلیم اخلاق کے مالک تھے اور فطرت کے رحیم تھے۔ وہ انکسار اور غربت کی زندگی اختیار کرنے والے تھے۔ وہ اکثر عفو درگزر کرنے والے، شفقت اور رحم کرنے والے تھے۔ وہ اپنی پیشانی کے نور سے پہچانے جاتے تھے۔ ان کا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید تعلق تھا۔ ان کی روح خیرالوریٰ کی روح سے مل گئی تھی۔ ان کو اسی نور نے ڈھانپ لیا تھا جس نور نے ان کے مقتدر محبوب مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانپا تھا۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اور عظیم فیوض کے سایہ کے نیچے چھپ گئے تھے۔ وہ فہم قرآن اور سید الرسل وفخر نوع انسانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تمام انسانوں میں ممتاز تھے۔ جب ان پر آخرت کی دوسری زندگی کی تجلی ظاہر ہوگئی اور اسرار الٰہی ان پر منکشف ہوگئے تو انہوں نے دنیا کے تعلقات کو چھوڑ دیا اور جسمانی تعلق کو توڑ دیا۔ وہ اپنے محبوب کے رنگ میں رنگین ہوگئے اور ایک مطلوب خدا کی خاطر سب کچھ ترک کر دیا۔ اپنے نفس کو جسمانی میل کچیل سے پاک کرلیا۔ وہ واحد

الحق الاحد و غابت فی مرضات رب العالمین۔ و اذا تمكن الحبُّ الصّادق الآلٰهی من جميع عروق نفسه و جذر قلبه و ذرات وجوده و ظهرت انواره فی افعاله و اقواله و قيامه و قعوده سمی صديقا و اعطی علمًا غضا طريًا و عميقا من حضرة خيرالواهبين. فكان الصدق له ملكة مستقرة و عادة طبيعة و بدءت فيه اٰثاره و انواره فی كل قول و فعل و حركة وسكون و حواس و انفاس و ادخل فی المنعمين عليهم من رب السمٰوٰت والارضين و انه كان نسخة اجمالية من كتاب النبوة و كان امام ارباب الفضل والفتوة و منه بقية طين النبيين۔

ولا تحسب قولنا هذا نوعًا من المبالغة ولا من قبيل المسامحة والتجوز ولا من فور عين المحبة بل هوالحقيقة التی ظهرت علی من حضرة العزة۔ وكان مشربه رضی الله عنه التوكل علی ربّ الارب و قلة الالتفات الی الاسباب و كان كظِل

خدا کے رنگ میں رنگین ہو گئے اور وہ رب العالمین کی رضا میں فنا ہو گئے تھے۔ جب صادق الٰہی محبت ان کی ہر رگ میں سرایت کر گئی اور وہ ان کے دل اور وجود کے ذرات میں پیوست ہو گئی اور محبت الٰہی کے انوار، ان کے افعال، اقوال اور ان کے قیام و قعود میں ظاہر ہو گئے تو ان کو صدیق کا نام دیا گیا۔ سب سے بہترین عطا کرنے والے خدا کی طرف سے ان کو تازہ اور گہرا علم عطا کیا گیا۔ صدق ان کی گھٹی ان کی عادت اور طبیعت میں پڑا ہوا تھا۔ اس صدق کے آثار اور انوار ان کے ہر قول، فعل، حرکت، سکون، حواس اور روح میں ظاہر ہو گئے۔ ان کو آسمانوں اور زمین کے رب نے منعم علیہ لوگوں میں داخل کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کتاب نبوت کے اجمالی نسخہ تھے اور وہ فضل اور جواں مردی کے امام تھے اور نبیوں کی مٹی (سرشت) کے حصہ دار تھے۔

تو ہمارے اس قول کو مبالغہ نہ سمجھ اور نہ ہی چشم پوشی اور مجاز کی قسم تصور کر۔ یہ تو محبت کی آنکھ کے نور سے ہے۔ بلکہ یہ وہ حقیقت ہے جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے ظاہر کی گئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت میں رب کائنات پر توکل اور دنیاوی اسباب کی طرف انتہائی کم توجہ شامل تھی۔ وہ تمام آداب میں ہمارے سید و مولا حضرت رسول کریم

لرسولناو سیدنا ﷺ فی جمیع الاداب و کانت له مناسبة ازلیة بحضرة خیرالبریة ولذلك حصل له من الفیض فی الساعة الوحدة مالم یحصل للاخرین فی الازمنة المتطاولة والاقطار المتباعدة و اعلم ان الفیوض لا تتوجه الی احد الا بالمناسبات و کذلك جرت عادة الله فی الکائنات فالذی لم یعطاء القسام ذرة مناسبة بالاولیاء والاصفیاء فهذا الحرمان هوالذی یُعبر بالشقوة والشقاوة عند حضرة الکبریاء والسعید الاتم الاکمل هوالذی احاط عادات الحبیب حتی ضاهاه فی الالفاظ والکلمات والاسالیب والاشقیاء لا یفهون هذا الکمال کالاکمه الذی لا یری الالوان والاشکال ولاحظ للشقی الا من تجلیات العظموت والهیبة فان فطرته لا تڑی اٰیات الرحمة ولا تشم ریح الجذبات والمحبة ولا تدری ماالمصافات والصلاح والانس والانشراح فانها ممتلاءة بظلمات

ﷺ کا ظل تھے اور ازل سے ہی ان کی خیر البریۃ حضرت محمد ﷺ سے مناسبت تھی۔ اسی لیے انہیں فیض ایک ساعت میں حاصل ہو گیا جو دوسرے ایک طویل زمانے اور دور دراز کی اطراف سے بھی حاصل نہ کر سکے۔ جان لو کہ فیوض کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے مگر اس کے مناسب حال ہونے کے۔ اسی طرح اللہ کی سنت کائنات میں جاری ہے۔ پس جن کو (خیر) بانٹنے والے خدا کی طرف سے ایک ذرہ بھی اولیاء اور اصفیاء سے مناسبت عطا نہیں کی گئی تو اسی کو محرومی کہتے ہیں اور اس کو جلال والے خدا کے نزدیک بدبختی اور شقاوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اتم و اکمل سعید انسان وہ ہے جس کا اس کے حبیب (حضرت محمد ﷺ) کی عادات مکمل احاطہ کر لیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کے الفاظ، ان کے کلمات اور ان کے اسالیب میں ان کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بدبخت انسان اس کمال کو نہیں سمجھ سکتے۔ جس طرح کہ اندھا انسان رنگوں اور شکلوں کو نہیں دیکھ سکتا اور شقی انسان کے لیے دنیاوی عظمت اور غضب کے سوا کوئی حصہ نہیں۔ کیونکہ اس کی فطرت نہ تو رحمت کی آیات دیکھ سکتی ہے اور نہ ہی جذبات اور محبت کی خوشبو سونگھ سکتی ہے اور نہ ہی اس کی روح جانتی ہے کہ اخلاص، خلوص، پیار اور انشراح صدر کیا چیزیں ہیں۔ کیونکہ اس کی روح تو اندھیروں سے بھری ہوتی ہے۔ تو کس

فكيف تنزل بها انوار بركات بل نفس الشقى تتموج تموج الريح العاصفة و تشغله جذباتها عن روية الحق والحقيقة فلا يجئى كاهل السعادة راغبا فى المعرفة واما الصديق فقه خلق متوجّها الى مبدء الفيضان و مقبلا على رسول الرحمن فلذلك كان احق الناس بحلول صفات النبوة و اولى بان يكون خليفة لحضرة خيرالبرية و يتحد مع متبوعه و يوافقه باتم الوفاق و يكون له مظهر فى جميع الاخلاق والسير والعادة و ترك تعلقات الانفس والافاق ولا يطرء عليه الانفاك بالسيوف والاسنته و يكون مستقرا على تلك الحالة ولا يزعجه شئ من المصائب و التخويفات واللوم واللعنة و يكون الداخل فى جوهر روحه صدقا و صفاء و ثباتا واتقاء ولو ارتد العالم كله لا يباليهم ولا يتاخر بل يقدم قدمه كل حين۔

طرح اس کے ساتھ انوار کی برکات نازل ہوسکتی ہیں۔ بلکہ شقی نفس تو سخت ہوا کی موجوں سے بپھرا ہوتا ہے اور اس کے جذبات اسے حق اور حقیقت کے دیکھنے سے ہمیشہ روکنے میں مشغول رہتے ہیں۔ ایسا انسان اہل سعادت کی طرح معرفت کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ جہاں تک حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تعلق ہے تو وہ اسی فقاہت کے ساتھ پیدا کیے گئے تھے جو فیضان الٰہی کے منبع کی طرف متوجہ ہونے والے تھے اور رحمٰن کے بھیجے ہوئے رسولؐ کو قبول کرنے والے تھے۔ اس لیے وہ لوگوں میں سے قبول کی صفات کو اپنے اندر حلول کرنے میں سب سے بڑھ کر حقدار تھے۔ اس لیے خیرالبریہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خلافت کے اوّل حقدار بھی تھے۔ وہ اپنے نبی متبوع (حضرت محمد ﷺ) کے ساتھ متحد ہوگئے تھے اور ان کے ساتھ کمال وفاداری سے پیوست ہوگئے تھے۔ وہ ان کے تمام اخلاق فاضلہ، سیرت و کردار کے جامع مظہر بن گئے تھے۔ انہوں نے اپنے نفس اور دنیاوی تعلقات کو ترک کر دیا تھا۔ وہ تو تلواروں اور تیروں کے زور سے بھی علیحدگی اختیار نہیں کرنے والے تھے۔ اور اس حالت پر استقلال کے ساتھ کھڑے رہنے والے تھے۔ وہ مصائب، خوف اور ملامت ولعنت سے جھکنے والے نہیں تھے۔ ان کی روح میں صدق وصفا، ثابت قدمی اور تقویٰ کی

خصوصیات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ اگر سارا عالم بھی ارتداد اختیار کر لیتا تو ان کو کوئی پروانہیں تھی۔ وہ ہر لمحہ اپنے قدم آگے بڑھانے والے تھے نہ کہ پیچھے ہٹنے والے۔

ولا جل ذٰلك قفاالله ذکرالصديقين بعد النبيين و قال فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ۔ و فی ذٰلك اشارات الى الصديق و تفضيله على الاخرين۔ فان النبی ﷺ ما سمی احدا من الصحابة صديقًا الا اياه ليظهر مقامه وريّاه فانظر كالمتدبرين۔ و فی الآية اشارة عظيمة الى مراتب الكمال و اهلها لقوم سالكين و انا اذا تدبرنا هذه الآية و بلغنا الفكر الى النهاية فانكشف ان هذه الآية اكبر شواهد كمالات الصديق و فيها سر عميق ينكشف على كل من يتمائل على التحقيق فان ابابكر سمی صديقا على لسان الرسول المقبول والفرقان الحق الصديقين

اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے بعد صدیقوں کا ذکر کیا ہے اور فرمایا: ''پس یہی لوگ ہیں ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا نبیوں میں سے، صدیقوں، شہداء اور صالحین میں سے۔'' اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دوسروں پر فضیلت کی طرف اشارے ہیں۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو صدیق کا نام نہیں دیا مگر صرف حضرت ابوبکرؓ کو تاکہ ان کا مقام اور خوشبو ظاہر ہو جائے۔ پس تدبر کرنے والوں کی طرح آنکھیں کھول کر دیکھو۔ اس آیت میں سالکین کے لیے ایک عظیم اشارہ ہے اہل مراتب کے اعلیٰ مراتب اور کمال کی طرف۔ جب ہم اس آیت میں تدبر کرتے اور فکر کی انتہا تک پہنچتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کمالات کی شاہد ہے۔ اس میں ایک گہرا راز ہے جو صرف اس پر منکشف ہوتا ہے جو تحقیق کی طرف مائل ہو۔ پس رسول کریم ﷺ کی زبان مبارک اور فرقان حمید نے آپؓ کا نام صدیق رکھا اور اس طرح صدیقوں کو انبیاء سے ملا دیا جیسے کہ اہل عقل پر یہ راز

بالانبیاء کما لا یخفی علی ذوی العقل ولا نجد اطلاقا ھذا اللقب والخطاب علی احد من الاصحاب فثبت فضیلة الصدیق الامین فان اسمہ ذکر بعد النبیین فانظر بالانابة و فارق غشاوة الاسترابة فان الاسرار الخفیة سطویتہ فی اشارات القراٰن و من قرء القراٰن فابتلع کل المعارف ولو ما احستھا بحاسة الوجدان و تنکشف ھذہ الحقائق متجردة عن الالبسة علی نفوس ذوی العرفان فان اھل المعرفة یسقطون بحضرة العزة فتمس روحھم دقائق لا تمسھا احد من العالمین۔ فکلماتھم کلمات و من دونھا خرافات ولکنھم یتکلمون باعلی الاشارة حتی یتجاوزون نظرا لنظارة فیکفرھم کل غبی من عدم فھم العبارة فانھم قوم منقطعون لا یشابھھم احدٌ ولا یشابھون احدا ولا یعبدون الا احدا ولا ینظرون الی المتلاعبین۔ کفلھم اللہ کرجل کفل یتیما ففضة الی مرضعة حتی

مخفی نہیں۔ صحابہ کرامؓ میں سے ہم کسی اور پر صدیق کا لقب اور خطاب کا اطلاق نہیں پاتے۔ پس اس سے صدیقؓ امین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ان کے نام کا ذکر نبیوں کے بعد کیا گیا ہے۔ پس خدا کی طرف رجوع کر اور شک کے پردے سے دور ہوجا۔ کیونکہ مخفی اسرار قرآن کے اشارات میں لپٹے ہوئے ہیں۔ جس نے قرآن پڑھا اس نے ان تمام معارف کو پالیا۔ اگرچہ یہ اسرار محض وجدان کی حس سے نہیں مل سکتے۔ یہ حقائق اہل عرفان کے نفوس پر واضح ہوتے ہیں۔ کیونکہ اہل معرفت جب خدا تعالیٰ کی جناب میں گرتے ہیں تو ان کی روح جس طرح ان دقیق نکات کو حاصل کرتی ہے وہ جہان میں کسی اور کو حاصل نہیں ہوتے۔ ان کے کلمات ہی اصل باتیں ہیں ان کے علاوہ سب خرافات ہیں۔ لیکن وہ بلند خدا کے اشارہ سے کلام کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ عام نظر رکھنے والے کی نظر سے آگے نکل جاتے ہیں۔ ہر غبی انسان ان کی عبارت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ان کی تکفیر کرتا ہے۔ یہ وہ انقطاع الی اللہ لوگ ہیں جن کے مشابہ کوئی نہیں اور نہ وہ کسی سے مشابہت رکھتے ہیں۔ وہ سوائے خدائے واحد کے کسی کی عبادت نہیں کرتے اور وہ کھیلنے والوں کی طرف نہیں دیکھتے۔ اللہ ان کی کفالت ایسے فرماتا ہے جیسے کہ یتیم کی کفالت کی جاتی ہے۔ ان کو (روحانی)

صار فطيما ثم رباه و علمه تعليما ثم جعله وارث ورثاءه ومن عليه منا عظيما فتبارك الله خيرالمحسنين۔

دودھ پلانے والے کو تفویض کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جوان ہو جاتے ہیں پھر ان کی ربوبیت فرماتا ہے اور انہیں علم اور تعلیم سے آراستہ کرتا اور پھر انہیں اپنے وارثوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ جن پر وہ یہ عظیم احسان کرے تو وہ اللہ خیرالمحسنین کی طرف برکت دیئے گئے ہیں۔

فِیْ فَضَائِلِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ

فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ اے اللہ تو اس کا ولی ہو جو ان سے دوستی کرے اور اس سے دشمنی کر جو ان سے دشمنی کرے۔

كان رضى الله عنه تقيا نقيا من الذين هم احب الناس الى الرحمن و من نخب الجيل و سادات الزمان اسدالله الغالب و فتى الله الحنان ندى الكف طيب الجنان و كان شجاعا وحيدا لا يزائل مركزه فى الميدان ولو قابله فوج من اهل العدوان انفدا العمر بعيش انكر و بلغ النهاية فى زهادة نوع الانسان و كان اول الرجال فى اعطاء الشب و اماطة الشجب و تفقد اليتامى والمساكين والجيران و كان يجلى انواع بسالة فى معارق و كان مظهر العجائب فى هيجاء السيف والسنان و مع ذٰلك كان عذب البيان فصيح اللسان و كان يدخل

حضرت علیؓ متقی اور پاک انسان تھے۔ وہ انسانوں میں سے رحمن خدا کے محبوب بندے تھے اور قوم کے منتخب کردہ تھے اور زمانے کے سادات تھے۔ وہ اللہ کے غالب شیر تھے۔ وہ محبت کرنے والے اللہ کے جوان تھے۔ مضبوط ہاتھوں والے اور دل کے طیب تھے۔ وہ اکیلے شجاع انسان تھے جنہیں میدان جنگ میں کوئی انسان اپنے مرکز سے نہیں ہٹا سکتا تھا خواہ دشمنان دین کی پوری فوج سامنے آجائے۔ انہوں نے تنگی (فقر) میں زندگی گزاری اور نوع انسان میں سے زہد و تقویٰ کی انتہا کو پہنچے۔ وہ مردوں میں سے سب سے پہلے مال دینے والے اور دوسروں کی تکلیف دور کرنے والے تھے۔ وہ یتامیٰ، مساکین اور پڑوسیوں کی خبر گیری کرنے والے انسان تھے۔ وہ معرکوں میں سب سے نمایاں بہادری کے جوہر دکھانے والے تھے۔ وہ تلوار اور تیر کی لڑائی میں عجیب مظاہرہ کرنے والے انسان تھے۔ علاوہ ازیں آپؓ شیریں بیان اور فصیح الکلام شخص تھے۔ ان کا بیان دلوں میں داخل ہونے

بیانه فی جذر القلوب و یجلوا به صداء الاذهان و یجلی مطلعه بنورالبرهان و کان قادرًا علی انواع الاسلوب و من فاضل فیها فاعتذر الیه اعتذار المغلوب و کان کاملا فی کل خیر و فی طرق البلاغة والفصاحة و من انکر کماله فقد سلك مسلك الوقاحة و کان یندب الی مواسات المضطر و یامر باطعام القانع والمعتر و کان من عباد الله المقربین و مع ذٰلك کان من السابقین فی ارتضاع کاس الفرقان و اعطی له فهم عجیب لا دراك دقائق القراٰن۔

و انی رئیته و انا یقظان لا فی المنام فاعطانی تفسیر کتاب الله العلام و قال هذا تفسیری والاٰن اولیت فهنیت بما اوتیت فبسطّت یدی و اخذت التفسیر۔ و شکرت الله المعطی لقدیر ووجدته ذا خَلق قویم و خُلق صمیم و متواضعا منکسرًا و متهللا منورا و اقول

والا تھا اور ان کی باتوں سے ذہنوں کے زنگ دُھل جاتے تھے اور ذہن چمک اٹھتے تھے۔ وہ دلائل کے نور سے مطلع کو روشن کر دینے والے تھے۔ وہ مختلف اسالیب بیان پر قدرت رکھتے تھے۔ جو ان سے اس میں مقابلہ کرتا تو وہ معذور ہو کر مغلوب ہو جاتا تھا۔ وہ ہر خیر میں کامل تھے اور بلاغت و فصاحت میں اعلیٰ ترین مقام پر تھے۔ جو ان کے کمالات کا انکار کرے وہ یقیناً بے شرمی کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ وہ پریشان حال لوگوں کی ہمدردی میں کھڑے ہونے والے تھے۔ وہ ہر صابر اور محتاج کو کھانا کھلانے کا حکم دینے والے تھے اور وہ اللہ کے مقرب بندوں میں سے تھے۔ اس کے علاوہ وہ ان سابقین میں سے تھے جنہوں نے فرقان حمید کے پیالے سے دودھ پیا تھا۔ انہیں قرآن کے دقائق کی تفہیم کے لیے عجیب فہم عطا کیا گیا تھا۔

ایک دفعہ میں نے انہیں رؤیا میں دیکھا اور میں اس وقت سویا نہیں ہوا تھا بلکہ بیداری کی حالت میں تھا۔ انہوں نے مجھے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کی تفسیر عطا کی اور کہا یہ تفسیر ہے اور اسے تجھے دیا جاتا ہے۔ پس میں خوش ہو گیا اس سے جو مجھے دیا گیا۔ میں نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور اس تفسیر کو لے لیا۔ میں نے قدیر عطا کرنے والے خدا کا شکر ادا کیا۔ میں نے حضرت علیؓ کو جسمانی طور پر مضبوط اور اعلیٰ اخلاق والے، تواضع کرنے والے، عاجزی اختیار کرنے والے، چمکتا ہوا

حلفا انه لاتانی حبا و الفا و القی فی روعی انه یعرفنی و عقیدتی و یعلم ما اخالف الشیعة فی مسلکی و مشربي ولكن ما شمخ بانفه عنفا وما تاتی بجانبه اتقابل وافانی وصافانی كالمحبین المخلصین واظهر المحبة كالمصافین الصادقین۔ و كان معه الحسین بل الحسنین و سید الرسل خاتم النبیین۔ و كانت معهم فتاة جمیلة صالحة جلیلة مباركة مطهرة معظمة موقرة باهرة السفور ظاهرة النور ووجدتها ممتلاءة من الحزن ولكن كانت كاتمه و القی فی روعی انها الزهراء فاطمة فجاءتنی و انا مضطجع فقعدت ووضعت راسی علی فخذها و تلطفت ورأیت انها لبعض احزانی تحزن و تضجر و تتحنن و تقلق كامّهات عند مصائب البنین فعلمت انی نزلت منها بمنزلة الابن فی علق الدین و خطر فی قلبی ان حزنها اشارة الی ما ساری ظلما من القوم و اهل الوطن والمعادین۔ ثم جاءنی الحسنان و كانا

نورانی انسان پایا۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ وہ مجھے محبت و الفت سے ملے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ مجھے اور میرے عقیدے کو جانتے ہیں اور میرے شیعہ مسلک کے خلاف عقیدہ کا ان کو علم ہے۔ لیکن انہوں نے اس کو بالکل برا نہیں منایا۔ میں نے انہیں اپنے بالکل سامنے دیکھا، وہ مجھے خلوص اور محبت کرنے والوں کی طرح ملے اور صادقوں کی طرح خلوص دل سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا۔ ان کے ساتھ حضرت حسینؓ بلکہ حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ، سید الرسل خاتم النبین محمد رسول اللہ ﷺ بھی تھے۔ ان کے ساتھ ایک خوبصورت، صالحہ، مبارکہ بزرگ، پاکیزہ عظمت وتوقیر والی، خوش شکل بزرگ خاتون تھیں جن کے چہرے سے نور ٹپک رہا تھا۔ میں نے انہیں حزن سے بھرا ہوا پایا لیکن وہ اس غم کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ ہیں۔ پس وہ میرے پاس آئیں میں بیٹھا ہوا تھا وہ بیٹھ گئیں اور میرا سر اپنی ران پر رکھا اور مجھے انتہائی مادرانہ محبت کے ساتھ دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے بعض غموں کی وجہ سے وہ غمگین اور پریشان ہیں جس طرح مائیں اپنے بیٹوں کے مصائب پر محبت و شفقت کی وجہ سے غم زدہ ہوجاتی ہیں۔ پس میں نے جان لیا کہ میں دین کے تعلق میں ان کے بیٹے کی جگہ ہوں۔ اور میرے دل میں گزرا کہ ان کا غم و حزن اس کی طرف اشارہ ہے جو قوم اور اہل وطن اور دشمنوں کی طرف سے ظلم ہوا۔ پھر میرے پاس حسنینؓ آئے اور دونوں نے بھائیوں کی

يبدء أن المحبة كالاخوان و وافياني كالمواسين و كان هذا كشفا من كشوف اليقظة و قد مضت عليه برهة من سنين ولي مناسبة لطيفة بعلي والحسين ولا يعلم سرها الا رب المشرقين والمغربين وني احبّ عليّا وابناه و اعادى من عاداه و مع ذٰلك لست من الجائرين المتعسفين وما كان لي ان اعرض عما كشف الله علي وما كنت من المعتدين وان لم تقبلوا فلي عملي ولكم عملكم و سيحكم الله بيننا و بينكم و هو احكم الحاكمين۔

طرح محبت کا اظہار فرمایا اور مجھے ہمدردی سے ملے۔ یہ میرے کشوف میں سے ایک کشف ہے جو بیداری کی حالت میں ہوا جس کو کئی سال گزر چکے ہیں۔ میری حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے ساتھ ایک لطیف مناسبت ہے اور اس کا راز کوئی نہیں جانتا سوائے مشرقین اور مغربین کے ربّ کے۔ میں ان سے دشمنی رکھتا ہوں جو ان سے عداوت رکھتا ہے۔ مگر اس کے باوجود ظلم اور زیادتی کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اور اس سے اعراض نہیں کر سکتا جو اللہ نے مجھ پر واضح کیا ہے اور نہ ہی میں زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں۔ اگر تم اس کو نہ قبول کرو تو میرے لیے میرا عمل اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔ عنقریب اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور وہ سب سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اَلْبَابُ الثَّانِیْ

فِی الْمَهْدِیِ الَّذِیْ هُوَ اٰدَمُ الْاُمَّةِ وَخَاتَمُ الْاَئِمَّةِ

دوسرا باب: مہدی کے بیان کے بارے میں جو امت کا آدم اور آئمہ کا خاتم ہے

اعلموا ان الله الذی خلق اللیل والنهار وابدء الظلامات والانوار قد جرت عادته من قدیم الزمان و اوائل الازمنة و الاوان انه لا یتوجه الی اصلاح الا بعد روية كما طلاح و اذا بلغت الافة مداها وانتهت البلية الی منتهاها فتتوجه العناية الالٰهية الی اماطتها و الی خلق شیء يكون سببا لازالتها. واما مثله فيوجد فی العالم الجسمانی امثلة واضحة و نظائر بينة جلية للذی اعترته شبهة او كان من الغافلين

جان لو کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے رات اور دن کو پیدا کیا اور ظلمات اور انوار کو ظاہر کیا۔ یہ اللہ کی قدیم اوائل زمانے اور مدت قدیم سے سنت ہے کہ وہ اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتا جب تک کہ وہ دیکھ نہ لے کہ تباہی اپنے کمال کو پہنچ گئی ہے اور آفت اپنی انتہا کو اور آزمائش اپنی منتہا کو پہنچ گئی۔ تب الٰہی عنایت اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور وہ اس چیز کو پیدا کر دیتا ہے جو اس کے ازالہ کا سبب ہوتی ہے۔ اس کی مثال واضح مثالوں اور جلی ظاہری نظائر کے ساتھ عالم جسمانی میں پائی جاتی ہے اس شخص کے لیے جسے شبہ ہو یا وہ غافلوں میں سے ہے۔

فاكبر الامثلة سنة ربانية توجد فی نزول الامطار والمرابيع التی تنزل لتنضير الضروع والاشجار فان

اس ربّانی سنت کی سب سے بڑی مثالیں بارش اور بہار کی ہیں جو کھیتوں اور درختوں کی تروتازگی کے لیے نازل ہوتی ہیں۔ فائدہ بخش بارش

المطر النافع لا ینزل الا فی اوقات الاضطرار و یعرف وقته عند شدة الحاجة و قرب الاخطار فاذا الارض یبست و همدت واصفر کل ما انبتت و اخرجت و مست الضراء اهلها والمصائب نزلت و سقطت و ظن الناس انهم اهلکوا والدواهی قربت و دنت وما بقی فی الاضا قطرة ماء والغدر نتنت فیغاثون الناس فی هذا الوقت وَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا تری البلدة اهتزت و ربت و تری کل زرع اخرج الشطاء و کل الارض اخضرت و نضرت و صار الناس بعد الخطرات اٰمنین۔

اس وقت نازل ہوتی ہے جب انتہائی اضطراری حالت ہو۔ اس بارش کی اہمیت اسی وقت پہچانی جاتی ہے جب اس کی شدت سے حاجت ہو اور خطرات قریب ہوں۔ پس جب زمین خشک اور بنجر بن جاتی ہے تو اس سے اگنے اور نکلنے والی ہر چیز زرد ہو جاتی ہے۔ زمین پر رہنے والوں کی زندگی عذاب بن جاتی ہے اور ان پر مصائب نازل ہوتے ہیں جن سے وہ گر جاتے ہیں اور لوگ خیال کرنے لگتے ہیں کہ وہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ لوگ مصائب کے قریب ہو جاتے ہیں اور جوہڑوں میں ایک قطرہ پانی باقی نہیں رہتا۔ کنویں بدبودار ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت لوگوں پر بارش برسائی جاتی ہے۔ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے اور تو دیکھتا ہے شہر سرسبز و شاداب اور کھلنا شروع ہو جاتے ہیں اور ہر کھیتی انگوری نکالنا شروع کر دیتی ہے اور ہر طرف زمین تر و تازہ اور سرسبز ہو جاتی ہے۔ لوگ خطرات کے بعد امن میں آ جاتے ہیں۔

وھٰذه عادة مستمرة و سنة قدیمة بل تزید الشدّة فی بعض الاوقات و تتجاوز حد المعمولات و تری بلدة قد امحلت ذات العویم وما بقی من جهام فضلا عن النعیم وما بقی بلالة من الماء و لا علالة

یہ عادت اور سنت قدیم سے جاری ہے۔ بسا اوقات اس کی شدت بڑھ جاتی ہے اور معمول کی حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔ تو دیکھتا ہے کہ شہر کئی سالوں تک قحط زدہ ہو جاتا ہے اور ایک مصنوعی بادل بھی باقی نہیں رہتا نہ پانی کا ایک قطرہ باقی رہتا ہے۔ معمولی خنکی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ بارش کا ایک قطرہ بھی نازل

من ذخائر المشتاء وما نزلت قطرة
من قطر مع طول امد الانتظار
ولاحت اٰثار قهر القهار واحالا
لخوف صور الناس و غلب الخيب و
ظهر طيران الحواس و صار الريف
كارض ليس فيها غيرالهباء والغبار
وما بقى ورق من الاشجار فضلا
عن الاثمار فيضطر الناس اشد
الاضطرار و كادوا ان يهلكوا من
اٰثار الياس والتبار فتتوجه اليهم
العناية و يدركهم رحم الله و تظهر
الآية و تنضرار منهم من الامطار و
وجوههم من كثرة الثمار فيصبحون
بفضل الله مخصبين ذٰلك مثل الذين
اتت عليهم ايام الضلال وحلت بهم
اسباب مضلة حتى زاغوا من محجة
ذى الجلال فادركهم ذات بكرة
وابل من مزن رحمته و بعث مجدد
لاحياء الدين فاخذ الظانون ظن
السوء يعتذرون الى الله رب
العالمين۔

نہیں ہوتا اور اس کا انتظار لمبا اور طویل ہو جاتا ہے۔
قہار خدا کے قہر کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ خوف
لوگوں کی صورت بدل دیتا ہے اور ناامیدی غالب
آجاتی ہے اور حواس اڑ جاتے ہیں۔ زرخیز زرعی
زمین ایسے ہو جاتی ہے جیسے کہ اس میں کبھی غبار اور ہوا
چلی ہی نہیں اور درختوں پر کوئی پتا باقی نہیں رہ جاتا
چہ جائیکہ کوئی پھل ان پر لگے۔ تب لوگ شدید
اضطرار میں بے قرار ہو جاتے ہیں اور قریب ہے کہ
وہ مایوسی کے آثار سے ہلاک و تباہ ہو جائیں۔ اس
وقت اللہ کی عنایت ان کی طرف توجہ کرتی ہے اور
اللہ کا رحم انہیں آلیتا ہے اور اس کی نشانی ظاہر ہو جاتی
ہے۔ بارش سے ان کی زمین سرسبز ہو جاتی ہے اور
ان کے چہرے پھلوں کی کثرت سے کھل اٹھتے
ہیں۔ پس وہ اللہ کے فضل سے آباد ہو جاتے ہیں۔
بالکل اسی طرح کی مثال ہے ان لوگوں کے لیے جن
پر گمراہی کے ایام آجاتے ہیں اور گمراہ کرنے والے
اسباب ان کو گھیر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ خدائے
ذوالجلال کے رستے سے ہٹ جاتے ہیں۔ تب ایک
دن اس کی رحمت کی بارش بادلوں سے نازل ہوتی
ہے۔ اسی طرح اللہ نے احیائے دین کے لیے مجدد کو
مبعوث کیا۔ مگر ظن کرنے والوں نے برا ظن کیا اور
اللہ رب العالمین کی طرف عذر کرتے ہیں۔

و اٰخرون يكذبونه و يقولون

دوسرے لوگ اس کی تکذیب کرتے ہیں اور

ما انزل الله من شيء و ان انت الا من المفترين فينزل الوابل تترا حتى لا يبقى من سوء الظن اثرا فيرجع الراجعون الى الحق متندمين۔ و اما الاشقياء فما ينتفعون من وابل الله شيئا بل يزيدون بغيا و ظلما و عسفا و كانوا قوما ظالمين۔ وما اغترفوا من ماء الله وما شربوا وماغتسلوا وما توضؤا وما كانوا ان يسقوا الحرث و كانواقوما محرومين فما رؤ الحق لانهم كانوا عمين۔ وان فى ذٰلك لآيات لقوم مفكرين و مثل اٰخر لمُرسل الخلاق وهو ليالى المحاق كما لا يخفى على المُمعن الرماق و على المتدبرين۔ فانها ليال داجية الظلم فاحمته اللمم تاتى بعد الليالى المنيرة كالآفات الكبيرة فاذا بلغ الظلام منتهاه وما بقى فى ليل سناه فيعشو الله ان يزيل الظلام المركوم و يبرز النير المغموم فيبدء الهلال و يملأ امنًا و نورً الليل المهال و كذالك جرت سنته فى امورالدين فياحسرة على اهل

کہتے ہیں کہ اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری اور تو صرف افتراء کرنے والوں میں سے ہے۔ لیکن بارش مسلسل نازل ہوتی ہے یہاں تک کہ سوئے ظن کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ رجوع کرنے والے نادم ہوکر رجوع کرتے ہیں۔ مگر جو شقی ہیں انہوں نے اللہ کی روحانی بارش سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ بلکہ وہ بغاوت اور ظلم وستم میں بڑھ جاتے ہیں اور یہی ظالم لوگ ہیں۔ انہوں نے اللہ کے روحانی پانی سے چلو بھر بھی نہیں پیا، نہ اس سے غسل کیا اور نہ ہی اس سے وضو کیا اور نہ ہی وہ اس (صاف) پانی سے کھیتی کو سیراب کرنے والے تھے کیونکہ وہ محروم لوگ ہیں۔ انہوں نے حق کو نہیں دیکھا کیونکہ وہ اندھے ہیں۔ اس میں فکر کرنے والوں کے لیے نشانات ہیں۔ خدا کے مرسل کی ایک اور مثال رات کے آخری پہر کے اندھیرے کی سی ہے جیسے کہ دیکھنے والوں، باریک بین اور تدبر کرنے والوں پر یہ مخفی نہیں۔ یہ رات بڑی سیاہ کالی رات ہے جو عظیم آفات کی طرح روشن رات کے بعد آتی ہے۔ جب ظلمت اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے اور رات میں کوئی روشنی باقی نہیں رہ جاتی تو اللہ تعالیٰ قصد کرتا ہے کہ اس تہہ بہ تہہ ظلمت کو دور کرے اور پوشیدہ روشنی کو ظاہر کرے۔ تب ہلال ظاہر ہوتا ہے اور وہ سیاہ رات کو نور اور امن سے بھر دیتا ہے۔ اسی طرح دین کے امور میں اللہ کی سنت

الشقاق انهم يحكمون بقرب الهلال عند مجيء ليالى المحاق و يرقبونه كالمشتاق ولكنهم لا ينتظرون فى ظلام الدين هلالا ولو بلغ الظلام كمالا فالحق والحق اقول انهم قوم حمقى وما اعطى لهم من المعقول حظ ادنى وما كانوا مستبصرين۔

هذا ما شهدت سنة الله الجارية لنوع الانسان و ثبت ان الله يرى مسالك الخلاص بعد انواع المصائب والذوبان۔ فلما كان من عادات ذى الجلال والاكرام انه لا يترك عباده الضعفاء عند القحط العام فى الآلام ولا يريد ان ينفك نظام يتبعه عطب الاجسام فكيف يرضى يفك نظام فيه موت الارواح و نار جهنم للدوام ثم اذا نظرنا فى القراٰن فوجدناه مؤيدًا لهذا البيان و قد قال الله تعالىٰ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا و ان فى ذٰلك لبشرى لكل من تزكى و اشارة الى ان الناس

جاری ہے۔ ہائے افسوس! اہل شقاوت پر کہ وہ سیاہ کالی رات کے وقت تو فیصلہ کرتے ہیں کہ ہلال کا قرب حاصل کریں اور شوق رکھنے والوں کی طرح اس کا انتظار کرتے ہیں۔لیکن وہ دین کی ظلمت کے وقت ہلال کا انتظار نہیں کرتے خواہ وہ ظلمت کمال کو پہنچ جائے۔حق یہ ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ ایسے لوگ احمق ہیں اور انہیں معمولی عقلمندی بھی عطا نہیں کی گئی اور نہ ہی وہ صاحبان بصیرت ہیں۔

بنی نوع انسان کے لیے یہ اللہ کی وہ سنت جاریہ ہے جس کا میں نے مشاہدہ کیا ہے اور یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ انواع واقسام کے پگھلا دینے والے مصائب کے بعد ان طریقوں سے نجات دیتا ہے۔ یہ بزرگی والے ذی الجلال اللہ کی عادت ہے کہ وہ قحط کے دوران بھی اپنے کمزور بندوں کو مصائب میں نہیں چھوڑتا۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس نظام کو ختم کردے جس کے بعد صرف اور صرف جسمانی تباہی باقی رہ جاتی ہے۔ وہ کس طرح راضی ہوسکتا ہے کہ اس نظام کو ایسے چھوڑ دے جس میں ارواح کی موت ہوجائے اور جہنم کی آگ کو دوام حاصل ہوجائے۔ پھر جب ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں تو قرآن کو اپنے اس بیان کا مؤید پاتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔" اس میں ہر اس انسان کے لیے اشارہ ہے جو پاکیزگی

اذا رؤا فی زمان ضرًا وضیرا فیرون فی اخر نفعا و خیرا و یرون رخاءا بعد بلاء فی الدین والدنیا و کذٰلك قال فی اٰیة اخری لقوم یسترشدون اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ فامعنوا فیه ان کنتم تفکرون فهذه الاشارة الی بعث مجدد فی زمان مفسد کما یعلمه العاقلون۔ ولا معنی لحفاظة القراٰن من غیر حفاظة عطره عند شیوع فتن الطغیان و اثباته فی القلوب عند هب صراصر الطغیان کما لا یخفی علی ذوی العرفان والمتدبرین۔

اختیار کرتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ جب لوگ ایک زمانے میں نقصان اور تکلیف اٹھاتے ہیں تو دوسرے وقت میں نفع اور خیر پاتے ہیں اور دین و دنیا میں مصیبت کے بعد کشادگی دیکھتے ہیں۔ پس اسی طرح دوسری آیت میں ان لوگوں کے لیے جو رشد وہدایت چاہتے ہیں فرمایا: ”بے شک ہم ہی اس ذکر کو نازل کرنے والے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“ اس آیت میں گہرائی سے غور کرو اگر تم فکر کرنے والے ہو۔ اس آیت میں فساد والے زمانے میں مجدد کے مبعوث کیے جانے کی طرف اشارہ ہے جیسے کہ عاقل لوگ اس کو جانتے ہیں۔ اگر فتنوں اور سرکشی کے وقت قرآن کی روح اور لب لباب کی حفاظت نہ ہو تو پھر اس حفاظت کے کیا معنی ہیں۔ سرکشی کے طوفان اور ہوا کے چلنے کے وقت اگر قرآن کی تعلیم کو دلوں میں نہ بٹھایا جائے تو پھر اس کی حفاظت کیسی! یہ اہل عرفان اور تدبر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔

و اثبات القراٰن فی قلوب اهل الزمان لا یمکن الا بتوسط رجل مطهر من الادناس و مخصوص بتحدید الحواس و منور بنفخ الروح من رب الناس فهو المهدی الذی یهدی من رب العٰلمین۔ و یأخذ العلم من لدنه و یدعوالناس

قرآن کو اہل زمان کے دلوں میں بٹھانا ممکن نہیں ہوتا مگر اس شخص کے ذریعے سے جو خود تمام میل کچیل سے پاک ہو اور وہ حواس تیز کرنے کے لیے مخصوص کیا گیا ہو۔ جو رب الناس کی نفخ روح سے منور کیا گیا ہو۔ پس یہ وہ مہدی ہے جو رب العالمین کی طرف سے ہدایت حاصل کرتا ہے۔ وہ اس سے علم حاصل کرتا ہے اور لوگوں کو اس کھانے کی طرف بلاتا ہے جس میں پکارنے والوں کے لیے نجات

الی طعام فیه نجات المدعوین و انما هو کاناء فیه انواع غذاء من لبن سائغ و شواءٍ او هو کنار شتاء و للمقرور اشهٰی اشیاء او کصحفة من الغرب فیها حلواء القند والضرب فمن جاءه اکل الخبیص ومن اعرض فاخذ ولا محیص و سلیقی السعیر ولو القی المَعاذیر۔ فثبت ان وجود المهدیین عماد الدین و تنزل انوارهم عند خروج الشیاطین و تحیطهم کثیر من الزمر کهالات القمر۔ ولما کان اغلب احوال المهدیین انهم لا یظهرون الا عند غلبة الضالین والمضلین۔فسموا بذالك الاسم اشارة الی ان الله ذالمجد والکرام طهرهم من الذین فسقوا و کفروا و اخرجهم بایده من الظلمات الی النور و من الباطل الی الحق الموفور وجعلهم ورثاء علم النبوة و اعطاهم حظا منه و دقق مدارکهم و علمهم من لدنه وهداهم سبلا ما کان لهم ان یعرفوا واراهم

ہے۔ وہ اس برتن کی طرح ہے جس میں انواع و اقسام کی غذا ہے زود ہضم دودھ، بھنا ہوا گوشت گویا ایسا شخص سردیوں کی اس آگ کی طرح ہے جو سردی کے مارے ہوئے کو اچانک مل جائے اور اس کے لیے دل پسند چیزیں ہوں۔ وہ لکڑی کی اس پلیٹ کی طرح ہے جس میں قلاقند اور سفید شہد کا حلوا رکھا ہو۔ پس جو اس کے پاس آتا ہے وہ یہ حلوا کھاتا ہے اور جو اعراض کرتا ہے وہ پکڑا جاتا ہے اور اس کے لیے کوئی خلاصی نہیں۔ وہ ضرور آگ میں ڈالا جاتا ہے (خواہ وہ عذر پیش کرے۔) اس سے یہ ثابت ہوا کہ مہدیوں کا وجود دین کا ستون ہے۔ ان مہدیوں کے انوار شیاطین کے خروج کے وقت نازل ہوتے ہیں۔ کثیر لوگ اس کا احاطہ کرتے ہیں جس طرح کہ چاند کے گرد ہالہ بن جاتا ہے۔ مگر مہدیوں کے غالب حالات یہ ہیں کہ وہ گمراہوں اور گمراہ کرنے والوں کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کو یہ نام دیئے جانے میں اشارہ ہے کہ بزرگی اور اکرام والا خدا ان کو فاسقوں اور کافروں سے پاک کرتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے ان کو ظلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے اور باطل سے ان کو کھلے حق کی طرف لے جاتا ہے۔ ان کو نبوت کے علم کا وارث بناتا ہے اور اپنی طرف سے ان کو حصہ عطا کرتا ہے۔ ان کی ادراک کی قوت کو باریک کر دیتا ہے اور اپنی طرف سے ان کو علم سکھاتا ہے۔ ان کو اس راستہ کی طرف ہدایت کرتا

طرقا ما كان لهم ان ينظروا لو لا ان اراهم الله ولذالك سُموا مهديين۔

ہے جس کا پہچاننا ان کے بس میں نہ تھا۔ وہ لوگوں کو وہ راستے دکھاتے ہیں جن کے دیکھنے کی ان میں طاقت نہیں اگر اللہ ان کو وہ نہ دکھائے۔ اسی لیے ان لوگوں کو مہدی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

واما المهدى الموعود الذى هو امام اٰخرالزمان و منتظر الظهور عند هب سموم الطغيان فاعلم ان تحت لفظ المهدى اشارات لطيفة الى زمان الضلالة لنوع الانسان و كان الله اشار بلفظ المهدى المخصوص بالهدايت الى زمان لا تبقى فيه انوارالايمان و تسقط القلوب على الدنيا الدنية و يتركون سبل الرحمن و تاتى على الناس زمان الشرك والفسق والاباحة والافتنان۔ ولا تبقى بركة فى سلاسل الافادات والاستفادات و ياخذ الناس يتحركون الى الارتدادات والجهلات و يزيد مرض الجهل والتعامى مع شوقهم فى سيرالمعامى والموامى و يعرضون عن الرشاد والسداد و يركنون الى الفسق والفساد و تطير جراد الشقاوة على

جہاں تک مہدی موعود کا تعلق ہے جو آخری زمانے کا امام ہے اور طغیانی کی زہریلی ہوا کے چلنے کے وقت جس کے ظہور کا انتظار کیا جاتا رہا ہے۔ تو جان لے کہ مہدی کے لفظ میں نوع انسان کے لیے لطیف اشارے ہیں انواع واقسام کی گمراہیوں کے زمانے کی طرف۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لفظ مہدی میں مخصوص اشارہ ہے اس زمانے کی ہدایت کی طرف جس میں ایمان کی روشنی باقی نہ رہے گی اور دل اس حقیر دنیا پر گر جائیں گے اور لوگ رحمن کے رستے کو ترک کر دیں گے۔ لوگوں پر شرک، فسق، اباحت اور فتنوں میں پڑنے کا زمانہ آجائے گا اور فائدہ لینے اور دینے والے سلسلوں میں کوئی برکت باقی نہیں رہ جائے گی۔ لوگ ارتداد اور جہالت کی طرف چلنا شروع کر دیں گے۔ جہالت اور اندھے پن کا مرض بڑھ جائے گا باوجود اس کے کہ لوگوں میں بحر و بر اور جنگلوں میں سیر و سیاحت کا شوق ہوگا۔ وہ ہدایت اور سیدھے راستے سے اعراض کرتے ہوئے فسق اور فساد کی طرف جھک جائیں گے۔ شقاوت کی ٹڈیاں نوع انسان کے درختوں پر چڑھ جائیں گی۔ پس نہ تو

اشجار نوع الانسان فلا تبقى ثمر ولا لدولة الاغصان و ترى ان الزمان من الصلاح قد خلا والايمان والعمل اجفلا و طريق الرشد علق بثريا بالسما فيذكرالله مواعيده القديمة عند نزول الضرا ؤيرى ضعف الدين ظاهرا من كل الانحاء فيتوجه ليطفى نارا الفتنة الصماء فيخلق رجلا كخلق اٰدم بيدى الجلال والجمال و ينفخ فيه روح الهداية على وجه الكمال فتارة يسميه عيسٰى بما خلقه كخلق ابن مريم لاتمام الحجة على النصارى و تارة يدعوه باسم مهدى امين بما هو هدى من ربه للمسلمين الضالين۔ و اخرج للمحجوبين منهم ليقود هم الى رب العٰلمين۔ هذا هوالحق الذى فيه تمترون والله يعلم و انتم لا تعلمون۔ احيا عبدا من عباده ليدعوا الناس الى طرف رشاده فاقبلوا ولا تقبلوا انه فعل ما كان فاعلا اَءَنْتُمْ تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ و تنظرون وَلَا تُبْصِرُوْنَ۔

پھل باقی رہیں گے اور نہ ہی ٹہنیوں کی سرسبزی۔ تو دیکھتا ہے کہ یہ زمانہ صلاحیت سے خالی ہو گیا ہے اور ایمان اور عمل دونوں رخصت ہو گئے ہیں۔ ہدایت کا طریق ثریا تک پہنچ گیا ہے۔ تحقیق اللہ نے اس تکلیف کے نزول کے وقت میں اپنے قدیم وعدوں کو یاد کیا۔ جب اس نے دیکھا کہ دین کا ضعف ہر اطراف سے ظاہر ہو گیا ہے تو اس نے توجہ کی کہ وہ بہروں کے فتنے کی آگ بجھا دے۔ پس وہ آدم کے خلق کی طرح ایک شخص کو پیدا کرتا ہے تا کہ اپنے جلال اور جمال کو ظاہر کرے اور اس میں علی وجہ الکمال ہدایت کی روح پھونکتا ہے۔ تب کبھی اس کا نام عیسٰی رکھتا ہے، اس کی پیدائش کی وجہ سے کہ وہ ابن مریم کے اخلاق رکھتا ہے تا کہ نصاریٰ پر اتمام حجت کرے۔ اور بعض اوقات اس کو مہدی امین کے نام سے پکارا جاتا ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہے تا کہ وہ گمراہ مسلمانوں کو ہدایت کے راستے پر لائے اور لوگوں کو رب العالمین کی طرف کھینچے۔ یہ وہ حق ہے جس میں تم شک کرتے ہو اور اللہ جانتا تم مگر تم نہیں جانتے۔ اس نے زندہ کیا ایک بندے کو اپنے بندوں میں سے تا کہ وہ لوگوں کو اللہ کی ہدایت کے رستوں کی طرف بلائے۔ چاہے تم قبول کرو یا نہ کرو اس کرنے والے نے اپنا کام کر دیا۔ کیا تم ہنسی کرتے ہو اور روتے نہیں تم دیکھتے ہو لیکن

ایها الناس لا تغلوا فی اهواءکم واتقوالله الذی الیه ترجعون۔ مالکم لا تقبلون حکم الله و کنتم تنتظرون۔ شهدت السماء فلا تبالون و نطقت الارض فلا تفکرون۔ وقالوا انا لانقبل الا ما قرءنا فی اٰثارنا ولوکانت اٰثارهم مبدلة او وضعها الواضعون۔ ایهاالناس انظروا ههنا و هنا فاترکوا الدخن و اقبلوا مابان ودنا ولا تتبعوا الظنون ایها المتقون۔ قد عدل الله بیننا فلا تعدلوا عن عدله ولا ترکنوا الی الشقاء ایها المسلمون۔ یا ذراری الصالحین لا تکونوا فی یدی ابلیس مرتهنین مالکم لا تتطهرون واعلموا ان لِله تدلیات و نفخات فاذا جاء وقت التدلیٰ لاعظم فاذا الناس یستیقظون و کل نفس تتنبه عند ظهوره الا الفاسقون۔ ولکل تدلی عنوان و شان یعرفه العارفون واعظم التدلیات

بصیرت حاصل نہیں کرتے۔

اے لوگو! اپنی خواہشات میں غلومت کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کے حکم کو قبول نہیں کرتے حالانکہ تم اس کا انتظار کرتے رہتے تھے۔ آسمان نے گواہی دی مگر تم اس کی کوئی پرواہی نہیں کرتے۔ زمین بول اٹھی لیکن تم کوئی فکر ہی نہیں کرتے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم صرف اسی کو قبول کریں گے جس کا ذکر ہم نے اپنی احادیث میں پڑھا ہے، خواہ وہ تحریف شدہ ہی کیوں نہ ہوں یا گھڑنے والوں نے گھڑی ہوں۔ اے لوگو! اِدھر اُدھر دیکھو پس دھوئیں کو چھوڑ دو اور اس کو قبول کرو جو ظاہر ہوگیا اور قریب ہے۔ اے متقی لوگو! ظنون کی پیروی مت کرو۔ اللہ نے ہمارے درمیان فیصلہ کر دیا ہے۔ پس اس کے عدل سے حکم عدولی مت کرو اے مسلمانوں! بدبختی کی طرف مت جھکو۔ اے صالحین کی اولادو! ابلیس کے ہاتھوں میں رہن کی طرح مت ہو جاؤ۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ پاکیزگی اختیار نہیں کرتے۔ جان لو کہ اللہ زمین کی طرف توجہ کرتا ہے اور روح پھونکتا ہے۔ جب اس کی عظیم تدلی کا وقت آتا ہے تو لوگ بیدار ہوجاتے ہیں۔ اس کے ظہور کے وقت ہر نفس بیدار ہوجاتا ہے سوائے فاسقوں کے۔ ہر تدلی کا عنوان اور اس کی اپنی شان

ياتی بعلوم مناسبة لاهل الزمان ليطفی نائرة اهل الطغيان فينكرها الذين كانوا عاكفين على اصنامهم فيسبون و يكفرون ولا يعلمون انها فائضة من السماء و انها شفاء للذين تنفروا من قول المخطئين الجاهلين و كانوا يترددون. فينزل الله لهم علومًا و معارف تناسب مفاسد الوقت فهم بها يطمئنون. كانها ثمر غض طریّ و عين جاريه فهم منه ياكلون و منها يشربون.

ہوتی ہے جس کو صرف عارف لوگ ہی جانتے ہیں۔ زمانے کے لوگوں کے لیے اعظم تدلیات مناسب علوم سے آتی ہیں تا کہ سرکشوں کی آگ کو بجھائے۔ اس کا انکار صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو اپنے بتوں پر تکیہ کیے بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ اس کو گالیاں دیتے اور تکفیر کرتے ہیں۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ فیض آسمان سے آتا ہے اور اس میں شفا ہوتی ہے ان لوگوں کے لیے جو خطا کرنے والے جاہلوں کے اقوال سے نفرت کرتے ہیں اور وہ اس میں شک کرتے ہیں۔ پس اللہ ان کے لیے علوم اور معارف نازل کرتا ہے وقت کے مفاسد کی مناسبت سے اور وہ اس سے اطمینان پاتے ہیں۔ جیسے کہ وہ تازہ شیریں پھل اور جاری چشمہ ہوتا ہے۔ وہ اس سے کھاتے اور اس سے ہی پیتے ہیں۔

فحاصل البيان ان المهدی الذی هو مجدد الصلاح عند طوفان الطلاح و مبلغ احكام رب الناس الى حد الابساس سمی مهديًا موعودا و اماما معهودًا و خليفة الله رب العالمين والسر الكاشف فی هذا الباب ان الله قد وعد فی الكتاب ان فی اٰخرالايام تنزل مصائب على الاسلام و يخرج قوم مفسدون و

حاصل کلام یہ ہے کہ مہدی وہ مجدد ہے جو بپھرے ہوئے بدمست طوفان کے وقت اصلاح کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ رب الناس کے احکامات کو آخری انتہا تک پہنچانے والا ہوتا ہے۔ اس شخص کا نام مہدی موعود اور امام موعود اور رب العالمین کا خلیفہ رکھا جاتا ہے۔ اس بیان کا ظاہر راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے کہ آخری زمانے میں اسلام پر مصائب نازل ہوں گے اور فساد کرنے والی قوم نکل آئے گی اور وہ

من كل حدب ينسلون فاشار فى قوله من كل حدب انهم يملكون كل خصب و جدب و يحيطون على كل البلدان والديار و يسفدون فسادًا عاما فى جميع الاقطار و فى جميع قبائل الاخيار والاشرار و يضلون الناس بانواع الحيل و غوائل الزخرفة و يلوثون عرض الاسلام باصناف الافتراء والتهمة و يظهر من كل طرف ظلمة على ظلمة و يكاد الاسلام ان يزهق بتبعة و يزيد الضلال والزور والاحتيال و يرحل الايمان و تبقى الدعاوى والدلال حتى يخفى على الناس الصراط المستقيم و يشتبه عليهم المهيع القديم لا ينتهجون محجة الاهتداء و تزل اقدامهم و تغلب سلسلة الاهواء و يكون المسلمون كثيرالتفرقة والعناد والمنتشرين كانتشار الجراد لا تبقى معهم انوار الايمان و اٰثار العرفان بل اكثرهم ينخرطون فى سلك البهائم او

ہر بلندی سے اتر پڑیں گے۔ دیکھو اللہ کے اس قول کو کہ وہ ہر بلندی سے اتر پڑیں گے میں اشارہ ہے کہ وہ ہر آباد اور غیرآباد بستی کے مالک ہوجائیں گے اور ہر ایک شہر اور گاؤں کا احاطہ کرلیں گے۔ وہ ہراطراف میں عام فساد کریں گے اور ہر ایک قبائل نیک اور بد کو فساد میں ڈالیں گے اور لوگوں کو انواع و اقسام کے حیلوں اور جھوٹی باتوں سے گمراہ کرنے کی کوشش کریں گے اور طرح طرح کے افتراء اور تہمتوں سے اسلام کی عزت پر ڈاکہ ڈالیں گے۔ ہر طرف ظلمت ہی ظلمت ظاہر ہوجائے گی۔ قریب ہے کہ اسلام کی پیروی زائل ہوجائے اور گمراہی، جھوٹ اور مکر و فریب بڑھ جائے۔ ایمان چلا جائے گا اور صرف نازنخرے باقی رہ جائیں گے۔ یہاں تک کہ لوگوں پر صراط مستقیم مخفی ہوجائے اور ان پر سیدھا راستہ مشتبہ ہوجائے اور وہ ہدایت اور سیدھے راستے کی طرف نہیں آئیں گے۔ ان کے قدموں میں لغزش آجائے گی اور خواہش نفس کا سلسلہ ان پر غالب آجائے گا۔ مسلمانوں میں بہت تفرقہ اور عناد ہوجائے گا اور وہ ٹڈیوں کی طرح منتشر ہوجائیں گے۔ ان کے ساتھ ایمان کا نور اور عرفان کے آثار باقی نہیں رہ جائیں گے۔ بلکہ ان میں سے اکثر

الذیاب او الثعبان و یکونون عن الدین غافلین و کل ذٰلك یکون من اثر یاجوج وماجوج و یشابه الناس العضو المفلوج کانهم کانوا میتین۔

ففی تلك الایام التی یموج فیها بحرالموت والضلال و یسقط الناس علی الدنیا الدنیة و یعرضون عن اللہ ذی الجلال یخلق اللہ عبدا کخلقہ اٰدم من کمال القدرة والربوبیة من غیر وسائل التعالیم الظاهریة و یسمیه اٰدم نظرا علی هذه النسبة فان اللہ خلق اٰدم و علمه الاسماء کلها ومنّ منا عظیما علیه و جعله مهدیا وجعله من المستبصرین۔

درندوں بھیڑیوں اور اژدھوں کے راستے میں پروئے جائیں گے اور وہ دین سے غافل ہوں گے۔ یہ سب یاجوج ماجوج کے اثر سے ہوگا اور لوگ مفلوج عضو کی طرح ہوجائیں گے گویا کہ وہ مردے ہیں۔

پس ان ایام میں جن میں کہ موت اور گمراہی کے دریا موجیں مار رہے ہوں گے اور لوگ اس حقیر دنیا پر ٹوٹ پڑ رہے ہوں گے۔ وہ اللہ ذی الجلال سے اعراض کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ایک بندے کو پیدا کرے گا آدم کے خلق پر اپنی کمال قدرت اور ربوبیت سے ظاہری تعلیم کے وسائل کے بغیر۔ اس نسبت سے اس کا نام آدم رکھا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اس کو تمام اسماء سکھائے اور اس پر احسانِ عظیم کیا اور اسے مہدی اور صاحب بصیرت بنایا۔

و کذٰلك سماه عیسیٰ ابن مریم بالتصریح بما کان خلقه و بعثه کمثل المسیح و بما کان سره کسره المستور و کانا فی علل الظهور من المتحدین۔و تشابهت فتن زمنها و صور اصلاحها و تشابهت قلوب اعداء الدین فالعلامة العظمٰی

اسی طرح اس کا نام صریحاً عیسیٰ ابن مریم رکھا گیا اس لیے کہ اس کی پیدائش اور بعثت مسیح کی مثل ہے جیسے کہ اس کا راز اس کے راز کی طرح پوشیدہ ہے وہ دونوں ہی ظہور کے سبب میں متحد ہیں۔ ان دونوں کے زمانے کے فتنے بھی مشابہ ہیں۔ اسی طرح ان کی اصلاح کا طریقہ بھی مشابہ ہے۔ ان کے وقتوں میں دین کے دشمنوں کے دل بھی ایک طرح

لزمان المهدی ظلمة عظيمة من فتن قوم ياجوج وما جوج اذا علوا فی الارض واكملوا العروج و كانوا من كل حدب ناسلين. وفی اسم المهدی اشارات الى هذه الفتن لقوم متفكرين. فان اسم المهدی يدل على ان الرجل المسمى به اخرج من قوم ضالين و ادركه هدى الله و نجاه من قوم فاسقين.

فلا شك ان هذا الاسم يدل على مفاسد الزمان بمجمل مطوی من البيان و يذكر من زمن الظلمات و وقت الظلامات و اوان نزول الافات و يشير الى شوائب الدهر و نوائبه و غرائب القادر و عجائبه من تائيد المستضعفين. و يدل بدلالة قطعيه على ان المهدی لا

کے ہیں۔ مہدی کے زمانے کی سب سے بڑی علامت وہ ظلم عظیم ہے جو یاجوج ماجوج کی قوم کے فتنے ہیں کہ جب وہ زمین میں بلندی حاصل کریں گے اور کمال عروج تک پہنچ جائیں گے۔ وہ ہر بلندی سے اتر پڑیں گے۔(1) مہدی کے نام میں فکر کرنے والوں کے لیے اس طرح کے فتنوں کی طرف اشارے ہیں۔ مہدی کا نام دلالت کرتا ہے ایک شخص کے نام پر جو گمراہ قوم میں سے نکلے گا۔ وہ اللہ کی ہدایت کو پالے گا اور اللہ اسے فاسق قوم سے نجات دے گا۔

پس اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ نام دلالت کرتا ہے اس زمانے کے مفاسد کا جو مجمل لپٹے انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں ذکر کیا گیا ہے ظلمات کے زمانوں کا، اندھیروں کے وقت کا اور آفات کے نزول کا۔ اس میں اشارہ ہے زمانے کے طرح طرح کے مصائب اور مشکلات کا۔ اس میں اللہ کی عجیب وغریب قدرت کی طرف بھی اشارہ ہے جو کمزوروں کی تائید کے لیے آئے گی۔ یہ بات قطعی

1۔ هذه هی العلامة القطعية لاخرالزمان و قرب القيامة كما جاء فی المسلم من خيرالبريه قال قال رسول الله ﷺ تَقُومُ القِيَامَةُ والرُّومُ أَكْثَرُ من سائر النَّاسِ و اراد من الروم النصارى كما هو مسلم عند ذوی الادراس وَالْأَكْيَاسُ والمحدثين. منه

یہ آخری زمانے اور قرب قیامت کی قطعی علامت ہے جیسا کہ مسلم میں خیرالبریہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت قائم ہوگی اور اہل روم سب لوگوں میں سے زیادہ تعداد میں ہوں گے۔ اور روم سے مراد عیسائی ہیں۔ جیسے کہ یہ اہل دروس و اہل علم و دانش اور محدثین کے نزدیک مسلم امر ہے۔

يظهر الا عند ظهور الفتن المبيدة والظلمات الشديدة فاذا كثر الضلال و زاد اللدد والجدال و عدم العمل الصالح و بقى القيل والقال فيقضى هذا الحال ان يهدى رجلا الرب الفعال و تتضرع الظلمت فى الحضرة لينزل نور لتنوير المَحجّة فتنزل الملائكة والروح فى هذه الليلة الحالكة باذن رب ذى القدرة الكاملة فيجعل رجل مهديا و يلقى الروح عليه و ينور قلبه و عينيه و يعطى له السردد والمكرمة موهبة و يجعل له التقوى حلية و يدخل فى عبادالله المنصورين۔ فان البغى اذا بلغ الى انتهاء فهذا هو يوم حكم و قضاء وفصل و امضاء و عون و اعطاء ولولا دفع الله الطلاح باهل الصلاح لفسدت الارض ولسدت ابواب الفلاح ولهلك الناس. كلهم اجمعين۔

دلائل کے ساتھ ثابت ہے کہ مہدی مہلک فتنوں اور شدید ظلمات کے وقت ظاہر ہوگا۔ پس جب ضلالت کثرت سے بڑھ جائے، لڑائی جھگڑے زیادہ ہوجائیں اور صالح اعمال معدوم ہوجائیں اور باقی صرف قیل وقال رہ جائے تو یہ حالت تقاضا کرتی ہے کہ رب فعال ایک شخص کو ہدایت کرے۔ وہ اللہ کی جناب میں تضرع کرے گا کہ وہ ان ظلمات کو دور کرنے اور راستے کو روشن کرنے کے لیے نور نازل فرمائے۔ ملائکہ اور روح القدس اس ہلاکت والی رات میں نازل ہوں اپنے کامل قدرت والے رب کے حکم سے۔ پس وہ ایک شخص کو مہدی بنائے گا اور اس پر اپنی روح القا کرے گا اور اس کے دل اور آنکھوں کو منور کرے گا۔ اسے سرداری اور عزت عطا کرے گا اور تقویٰ کو اس کا زیور بنائے گا۔ اللہ اس کو اپنے منصور لوگوں میں داخل کرے گا۔ پس جب سرکشی اپنی انتہا کو پہنچ گئی تو یہ وہ دن ہیں جن میں حکم اور فیصلہ صادر کیا جائے گا۔ تب حکم، تعمیل، مدد اور عطا اس کے ساتھ آئے گی۔ اگر اللہ اہل اصلاح کے ذریعے برے لوگوں کو نہ ہٹائے تو زمین میں فساد ہوجائے اور فلاح کے دروازے بند ہوجائیں اور سارے لوگ ہلاک ہوجائیں۔

فلاجل ذٰلك جرت سنة الله انه لا يظهر ليلة ليلاء الاويرى

اس طرح اللہ کی سنت جاری ہے کہ وہ سیاہ کالی رات کے بعد قمر ظاہر کرتا ہے۔ اس نے تنگی کے بعد

بعدها قمراء و انه جعل مع كل عسرٍا يسرا و مع كل ظلام نورا ففكر فى هذا انتظام ليظهر عليك حقيقة المرام و ان فى ذلك لايات للمتوسمين. و اعلم ان ظلمة هذا الزمان قد فاقت كل ظلمة بانواع الطغيان و طلعت علينا اٰثار مخوفة و فتن مذيبة الجنان والكفار نسلوا من كل حدب كالسرجان ناهبين. فحان ان يعان المسلمون و يقوى المستضعفون و يوهن كيد الدجالين الم تمتلاء الارض ظلاما وسفهت النفوس احلاما ونحت الناس اصناما و غلب الكفر و حاق به الظفر و قل التحفّر فزخرفوا الزور الكبير و زينوا الدقارير و صالوا بكل ما كان عندهم من لطم وما بقى على كيد من ختم واتفق كل اهل الطلاح و صاروا كالماء والراح و طفق زمر الجهال يتبعون اٰثارالدجال و من يقبل مشرب هذيانهم يكون خالصة خلصانهم و والله ان خباثتهم شديدة و اما

آسانی رکھی ہے اور ہر اندھیرے کے ساتھ نور کو۔ تو اس انتظام پر غور وفکر کرتا کہ تجھ پر اصل حقیقت آشکار ہو سکے۔ اس میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جان لے کہ اس زمانے کی ظلمت ہر قسم کی ظلمت سے ہر طرح کی سرکشی سے بڑھی ہوئی ہے۔ ہم پر خوف کے آثار طلوع ہو گئے ہیں اور ایسے فتنے ظاہر ہو گئے ہیں جو دل کو پگھلا دینے والے ہیں۔ کفار ہر بلندی سے حملہ کرنے والے شیروں کی طرح اتر پڑے ہیں۔ قریب ہے کہ مسلمانوں کی مدد کی جائے اور کمزوروں کو طاقت بخشی جائے اور دجالوں کی چالوں کو کمزور کیا جائے۔ کیا زمین ظلم سے بھر نہیں گئی اور لوگ بیوقوفوں کی طرح عقل سے عاری نہیں ہو گئے۔ لوگوں نے بت گھڑ لیے ہیں اور کفر غالب آ گیا اور اس نے کامیابی حاصل کر لی ہے۔ حق کی راہنمائی کم ہو گئی ہے اور لوگ عظیم جھوٹ کے رنگ میں رنگین ہو گئے ہیں۔ قلمیں جھوٹ سے مزین ہو گئی ہیں۔ انہوں نے ہر طریق سے حملہ کر دیا ہے اور ان کے مکر وفریب کی کوئی انتہا ہی نہیں ہو رہی۔ تمام بدبخت اکٹھے ہو گئے ہیں۔ وہ شراب اور پانی کی طرح شیر وشکر ہو گئے ہیں۔ جاہلوں کے گروہ دجال کے آثار کی پیروی کرنے لگ گئے ہیں۔ جو ان کی لغویات کا ہم مشرب ہو جاتا ہے وہ ان کا مخلص ہے۔ اللہ کی قسم ان کی خباثت شدید ہے اور ان کی ظاہری

حلمهم فمكيدة بل هو حبولة من حبائل ختلهم و رسن استمر من فتلهم و ستعرفون دجاليتهم متلهّفين۔

و انهم قوم تفور المكائد من لسانهم وعينيهم و انفهم و اُذنيهم و ايديهم و اصدريهم و رجليهم وهذرويهم و ارى كل مضغة من اعضائهم و اثبة كالماكرين۔ فسدالزمان و عم الفسق والعدوان و تنصرت الديار والبلدان فالله المستعان۔ والناس يدلجون فى الليلة الليلاء و يعرضون عن الشمس والضياء و يضيعون الايمان للاهواء متعمدين۔ وارٰى القسيسين كالذى اكثبه قنص او بدت له فرصٌ و اجدهم بانواع حيل قانصين۔

ومن مكائدهم انهم ياسون جراح الموهوص و يريشون جناح المقصوص لعلهم يسخرون قوما طامعين۔ يرغبون ضلا بن ضلّ و يفرضون له من كل كثير و قل لعلهم

بردباری محض مکر ہے۔ بلکہ وہ ان کی چالوں کا جال ہے اور اس جال کو بُننے سے وہ مضبوط رسہ بن گیا ہے۔عنقریب تم ان کے دجل کوافسوس کرتے ہوئے پہچان لوگے۔

اور یہ وہ قوم ہے جن کی زبانیں، آنکھیں، ناک، کان، ہاتھ، شانے، پاؤں لغو باتوں اور مکر وفریب سے جوش مار رہے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ان کے اعضاء کا ہر ٹکڑا مکر کرنے والوں کی طرح حملہ کرتا ہے۔ زمانے میں فساد ہوگیا ہے۔ نافرمانی اور دشمن بڑھ گئے ہیں۔شہروں اور ملکوں کے ملک عیسائی ہوگئے ہیں۔ پس اللہ ہی مددگار ہے۔لوگ کالی سیاہ اندھیری رات میں داخل ہوگئے ہیں اور وہ سورج اور روشنی سے اعراض کرنے لگے ہیں۔ وہ جان بوجھ کرخواہشات کی خاطر ایمان کوضائع کررہے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ پادریوں نے جال بنائے ہیں اور لوگ اس جال کے پاس آگئے ہیں اس کوغنیمت سمجھ کر۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ انواع و اقسام کے حیلوں سے شکارکرنے والے ہیں۔

ان کے مکروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ غرباء کے زخموں کی مرہم پٹی (ہمدردی) کرتے ہیں اور دوردراز رہنے والوں کوآپس میں جوڑتے ہیں تا کہ وہ طمع رکھنے والی اقوام کومسخر کرسکیں۔ وہ ان لوگوں کو ترغیب دیتے ہیں جن کے ماں باپ کاعلم نہیں ہوتا۔ ان کی خاطر تھوڑا یا زیادہ خرچ کرتے ہیں تا کہ

یحبسونه بغلٍ ثم یسقطونه فی ھوة الھالکین۔ یبادرون الی جبر الکسیر و فك الاسیر و مواسات الفقیر بشرط ان یدخل فی دینھم الذی ھو وقود السعیر و یرغبونھم الی بناتھم و انواع لذاتھم لیغتر الخلق بجھلاتھم و یجعلوھم کانفھسم مفسدین۔ فالناس لا یرجعون الیھم باناجیل متلوة بل بخطبة مجلوة او بمال مجان کالناھبین۔ ولا یتنصرون لاعتاب الرءوف البر بل یھرولون لاحتلاب الدر لکی یکونوا متنعمین۔ و کذالك اشاعوا الضلالات و مدوا اطنابھا و فتحوا من کل جھت بابھا و اعدوا شھوات الاجوفین و دعوا طلابھا فاذا یسر لاحد منھم العقدا و اعطی له النقد و اٰمنوه من عیش انکد۔ فکان قد۔ و کذالك کانت فخ سیرھم و شباك حیلھم ولاجلھا اصطف لدیھم زمر من الکسالی لا یعلمون الا الاکل والشرب والدلال ولا

دھوکے سے انہیں قید کریں پھر انہیں ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دیتے ہیں۔ وہ مجروح کی مرہم پٹی کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور قیدیوں کو آزاد کرتے ہیں۔ وہ فقیر کی ہمدردی کرتے ہیں اس شرط پر کہ وہ ان کے دین میں داخل ہوجائیں جو کہ دوزخ کا ایندھن ہے۔ وہ ان کو اپنی لڑکیوں اور انواع و اقسام کی لذات کی طرف لبھاتے ہیں تا کہ مخلوق کی جہالت سے ان کو دھوکے میں ڈالیں اور ان کو اپنی طرح فسادی بنادیں۔ لوگ ان کی طرف انجیل پڑھ کر نہیں بلکہ خوبصورت عورتوں سے نکاح اور مفت مال لوٹنے کی وجہ سے جاتے ہیں۔ وہ عیسائیت میں رؤف خدا کے ڈر سے نہیں بلکہ جلدی جلدی موتی حاصل کرنے کے لیے داخل ہوتے ہیں تا کہ وہ متمول ہوجائیں۔ اسی طرح گمراہیاں پھیل گئیں اور ان کی طنابیں لمبی ہوگئیں۔ ہر جہت سے ان کے دروازے کھل گئے اور نفسانی خواہشات پھیل گئیں۔ وہ اس کی طرف طلاب کو دعوت دیتے ہیں۔ جب کسی کے لیے عقد نکاح آسان ہوجاتا ہے اسے نقد مل جاتا ہے اور وہ پراگندہ زندگی سے امن میں آجاتا ہے، تو سمجھیں اس کا کام ہوگیا۔ اس طرح ان کا حال ہوگیا ہے اور انہوں نے حیلوں کا جال بچھا دیا ہے۔ اس لیے سست لوگوں کے گروہ کے گروہ صف بہ صف ان کے پاس پڑے رہتے ہیں۔ وہ سوائے کھانے، پینے اور نازنخرے کے کچھ نہیں جانتے۔ ان کا رجحان

يوجد صغوهم الا الى شرب المدام و الى الغيد. و اطايب الطعام فيعيشون قريب العين بوصال العين و وصول العين و كذالك لا يالوا القسيسون جهدا فى اضلالا العوام و ينعمون على الذين هم كالانعام و ينفضون عليهم ايادى الانعام و يوطنونهم امنع مقام من الاكرام و تراهم مكبين على الحطام كانهم هنيدة من داغيه او ثلة من ثاغية فهؤلاء هم الدجال المعهود فيسر عنك انكارك المردود. و ان هذه الايام ايام افتحام الظلام و اظلال خيام يوم القيامة و انا اغتمدنا الليل و اقتحمنا السيل مختبطين. و فى منازلنا طرق يضل بها خفير و يحار فيها نحرير و خوفنا يومنا الصعب الشديد و رئينا ما كنا منه نحيد و ليس لنا ما يشجّع القلب المزءود و يحدوا النضوا لمجهود الا ربنا رب العالمين.

سوائے پینے کے لیے شراب، نازک اندام عورتیں، عمدہ کھانے کے اور کسی طرف نہیں ہوتا۔ وہ عورتیں اور سونا حاصل کرنے کے لیے زندہ ہیں۔ اسی طرح راہب عوام کی گمراہیوں میں کمی کے لیے کوشش نہیں کرتے بلکہ وہ ان لوگوں پر نعمتیں نچھاور کرتے ہیں جو چوپایوں کی طرح ہیں۔ ان پر انعامات کی بارش کرتے ہیں اور انہیں عزت و اکرام کے اعلیٰ مقام پر بٹھاتے ہیں۔ گویا کہ وہ اونٹوں کے گلہ کی طرح ہیں یا پھر بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کی طرح۔ پس یہی لوگ موعود دجال ہیں۔ اب تو چاہیے کہ تجھ سے تیرا مردود انکار چلا جائے۔ بے شک یہ ایام اندھیرے اور جہنم کے سایوں کے بڑھنے کے دن ہیں۔ گویا کہ قیامت قریب ہے۔ ہم رات میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ایک خبطی کی طرح سیلاب کی جھاگ میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ ہماری منزلوں کے راستے سے ہوشیار بھی گمراہ ہو رہے ہیں اور عقل مند حیران رہ جاتے ہیں۔ ہمیں سخت شدید دنوں کا خوف ہے۔ ہم نے وہ دیکھا ہے جس سے ہم اعراض نہیں کر سکتے۔ ہمارے پاس وہ کچھ نہیں جو ڈرے دلوں کو حوصلہ دے نہ وہ گانا جو ہماری کمزور اونٹنی کو چلائے سوائے ہمارے رب العالمین کے۔

والناس قد استشرفوا تلفًا

لوگ ضائع ہونے کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ وہ

وامتلاؤا حزنًا واسفًا و نسوا كل رزء سلف و كل بلاء زَلَفَ و يستنشؤن رايح مغيث ولا يجدون من غير فتن خبيث فهل بعد هذا الشر شر اكبر منه يقال له الدجال و قد انكشف الاثار و تبينت الاهوال و رئينا حمارًا يجوبون عليه البلدان فيطس باخفافه الظرّان و يجعل سنة كشهر عند ذوى العينين و يجعل شهرا كيوم او يومين و يعجب المسافرين. انه مركب جواب لاتواهقه ركاب ولا ثنية ولا ناب و السبل له جددت والازمنة بظهوره اقتربت والعشار عطلت و الصحف نشرت(2) والجبال دكت والبحار فجرت والنفوس زوجت وجعلت الارض كانها مطوية و مزلف

حزن اور افسوس سے بھر گئے ہیں۔ وہ ہر گزری ہوئی مصیبت کو بھول گئے ہیں۔ ان پر ہر بلا وارد ہوگئی ہے۔ وہ مددگار کی تلاش میں ہیں مگر سوائے خبیث فتنوں کے کچھ نہیں پاتے۔ کیا اس شر کے بعد کوئی اور بڑا شر ہے جسے دجال کہا جاتا ہے۔ یقیناً آثار ظاہر ہوگئے اور مصائب ٹوٹ پڑے۔ ہم نے وہ گدھا دیکھ لیا ہے جس پر ہم شہروں کے شہر گھومتے ہیں۔ (ریل کی طرف اشارہ ہے۔ ناقل) یہ دجال اپنے پاؤں کے نیچے پتھروں کو روندرہا ہے اور سالوں کو اس نے مہینوں میں بدل دیا ہے اور مہینوں کو دنوں میں۔ آنکھوں والوں نے اس کو دیکھ لیا ہے۔ یہ تیز رفتاری مسافروں کو تعجب میں ڈالتی ہے۔ یہ وہ سواری ہے جس کی تیز رفتاری کے مقابلے میں کوئی گھوڑا اور نہ کوئی اونٹنی دوڑ سکتی ہے۔ راستے اس کے لیے جدید ہو گئے ہیں۔ اس کے ظہور کے ساتھ زمانے قریب آ گئے ہیں۔ اونٹنیاں بے کار ہوگئی ہیں اور صحیفے پھیلا دیئے گئے ہیں۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں۔ سمندر خشک ہو گئے ہیں۔ نفوس آپس میں ملا دیئے گئے

---

(2). اعلم انّ القرأن مملو من الانباء المستقبلة والواقعات العظيمة الآتية و يقتاد الناس الى السكنية واليقين. و عشاره تخور لحمل السالكين فى كل زمان و اعشاره تفور لتغذية الجائعين فى كل اوان و هو شجرة طيبة يوتى اكله كل حين.

جان لو کہ قرآن مستقبل کی خبروں اور آنے والے عظیم واقعات سے بھرا ہوا ہے۔ یہ قرآن لوگوں کو سکینت اور یقین کی طرف کھینچنے والا ہے۔ اس کی موٹی موٹی آیات سالکین کو ہر زمانے میں اٹھاتی ہیں اور ہر موسم میں اس کی ہر خبر بھوکوں کو غذا مہیا کرنے کے لیے جوش مارتی ہے۔ یہ وہ پاک درخت ہے جو اپنا پھل ہر لمحے

طرفيها و تركت القلاص فلا يسعى عليها و ليس هذا محل الباس بل ارصده الله لخيرالناس ولو كان من صنع الدجالين۔ فهٰذه المراكب جارية مدة و ليست سوَاها قعدة و فيها اٰيات للمتفطنين۔

ہیں۔ زمین کو لپیٹ دیا گیا ہے۔ اس کے کنارے ملا دیئے گئے ہیں۔ اونٹنیاں ترک کر دی گئی ہیں اب ان پر کوئی سواری نہیں کی جاتی۔ یہ تکلیف کا موجب نہیں بلکہ اللہ نے اس کو لوگوں کی بھلائی کے لیے تیار کیا ہے خواہ وہ دجالوں کی صفت ہی کیوں نہ ہو۔ یہ سواریاں مدت سے چل رہی ہیں اور وہ تھک کر بیٹھی نہیں۔ اس میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

و ذللت قطوفه فى كل وقت للمجتنين۔ فما من زمن ماله من ثمر ولا تعطل شجرته كشجرة عنب و تمر يرى ثمراته فى كل امر و يطعم مستطعمين۔ ومن اعظم معجزاته انه لا يغادر واقعة من الواقعات التى كانت مفيدة للناس او مضرة ولكن كانت من المعظمات كما قال عز و جل فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ۔ و فى هذا اشارة من رب عليم الٰى ان كل ما يفرق فى ليلة القدر من امر ذى بال فهو مكتوب فى القراٰن كتاب الله ذى كل عظمة و جلال فانه نزل فى ليلة القدر بنزول تام فبورك منه الليل باذن رب علام فكلما يوجد من العجائب فى هذه الليلة يوجد من بركات نزول هذه الصحف المباركة۔ فالقراٰن احق و اولٰى بهذه الصفات فانه مبدء اول هذه البركات وما بوركت الليلة الابه من رب الكائنات ولاجل ذٰلك يصف القراٰن نفسه باوصاف توجد فى ليلة القدر بل الليلة كالهلال و هو كالبدر و ذٰلك مقام الشكر

دیتا ہے۔ تازہ پھل کھانے والوں کے لیے اس کے ثمر قریب ہیں۔ کوئی زمانہ نہیں جس میں اس کا پھل نہ ہو۔ انگور اور کھجور کے درختوں کی طرح اس کا درخت کبھی بے ثمر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے ثمرات ہر امر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہ قرآن کھانے والوں کو خوب کھلاتا ہے (روحانی غذا: ناقل) اس کے معجزات میں سے ایک بڑا معجزہ یہ ہے کہ واقعات میں سے کسی واقعہ کے ذکر کو نہیں چھوڑتا جو لوگوں کے لیے مفید ہو یا مضر بلکہ یہ بڑے امور سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے اس میں ہر حکمت والے امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس میں رب علیم کی طرف سے اشارہ ہے اس طرف کہ ہر بڑے امر جس کا لیلۃ القدر میں فیصلہ کر دیا جاتا ہے وہ قرآن میں مکتوب ہے۔ اللہ کی کتاب جو عظمت اور جلال والے اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ اس نے اسے لیلۃ القدر میں مکمل طور پر نازل فرمایا۔ پس اس نزول کی بدولت یہ رات بابرکت بنادی گئی جاننے والے رب کی طرف سے۔ اس لیے جب کبھی اس رات کے عجائبات پائے جائیں گے تو یہ عجائبات اس مبارک

فثبت من هذا البیان ان هذا هو وقت ظهور المهدی و مسیح الزمان فان الضلالات قد عمت والارض فسدت و انواع الفتن ظهرت و کثرت غوائل المفسدین۔ و کلما ذکر فی القران من علامات اٰخر الزمان فقد بدت کلّها للناظرین۔

پس اس بیان سے ثابت ہوگیا ہے کہ یہ وقت مہدی اور مسیح زمان کے ظہور کا ہے۔ یقیناً گمراہی گہری ہوگئی ہے اور زمین میں فساد ہوگیا ہے۔ انواع و اقسام کے فتنے ظاہر ہوگئے ہیں اور مفسدوں کی شرارتیں بڑھ گئیں۔ اور قرآن میں آخری زمانے کی جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ دیکھنے والوں کے لیے سب کی سب ظاہر ہوگئی ہیں۔

الفخر للمسلمین۔

صحیفے کے نزول کے برکات کی وجہ سے پائے جائیں گے۔ قرآن حق ہے اور ان صفات کا سب سے بڑا حق دار ہے۔ وہ ان برکات کے آغاز کا منبع ہے۔ ربّ کائنات نے اس کے ذریعہ اس رات کو برکت عطا کی۔ اس لیے قرآن اپنی صفت بیان کرتا ہے ان اوصاف کے ساتھ جو لیلۃ القدر میں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ رات تو ہلال کی مانند ہے اور قرآن چودھویں کے چاند کی طرح۔ یہ مسلمانوں کے لیے مقام شکر و فخر ہے۔

و انی نظرت مرارا فوجدت القران بحرا ذخارا و قد عظمة الله انواعا و اطوارا فما للمخالفین لا یرجون له وقارًا وانکروا عظمته انکارا و یتکؤن علی احادیث ما طهر وجهها حق التطهیر و یترکون الحق الخالص للدقاریر ولا یخافون رب العالمین. واذا قیل لهم تَعَالَوْا اِلٰی کتاب سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ لتخلصوا من الظلام و تفتح اعینکم قالوا کفالنا ماسمعنا من اٰبائنا الاولین. اولوکان اباءهم لا یعلمون شیئا من حقائق الدین۔ و انی فکرت حق

میں نے قرآن میں بار بار نظر دوڑائی ہے اور قرآن کو جوش مارتا سمندر پایا۔ اسے اللہ نے ہر نوع و اقسام کی عظمت عطا کی ہے۔ مخالفین کو کیا ہوگیا ہے کہ اس کے لیے وقار کی امید نہیں رکھتے۔ اور اس کی عظمت کا انکار کرتے ہیں۔ وہ احادیث پر بھروسہ کرتے ہیں جن کو وہ تطہیر نصیب نہیں ہوئی جیسے قرآن کو۔ وہ من گھڑت باتوں کی خاطر خالص حق کو ترک کرتے ہیں اور رب العالمین سے خوف نہیں کھاتے۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کتاب کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان

والذين يرقبون ظهورالمهدى من ديارالعرب او من بلدة من بلاد الغرب فقط اخطاؤا خطاءً ا كبيرا وما كانوا مصيبين۔ فان بلاد العرب بلاد حفظها الله من الشرور والفتن

وہ لوگ جو دیار عرب میں ظہور مہدی کا انتظار کر رہے ہیں یا مغرب کے کسی ملک میں اس کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں انہوں نے خطا کھائی ہے بہت بڑی خطا۔ ان کی رائے درست نہیں ہے کیونکہ عرب کے ممالک وہ ممالک ہیں جنہیں اللہ نے شرور اور

الفكر فوجدت فيه كل انواع الذكر وما من رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔

برابر ہے تاکہ اندھیروں سے خلاصی پاؤ اور تمہاری آنکھیں کھلیں تو وہ کہتے ہیں ہمارے لیے وہ کافی ہے جو ہم نے اپنے پہلے آباؤ اجداد سے سنا ہے۔ خواہ ان کے آباؤ اجداد دین کے حقائق کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتے ہوں۔ میں نے غور کیا جیسے کہ غور کرنے کا حق ہے پس میں نے اس قرآن میں ہر نوع کا ذکر پایا اور کوئی کم یا زیادہ نہیں مگر وہ اس کتاب مبین میں موجود ہے۔

و من انباءه انه اخبر عن نشر الصحف فى اٰخر الزمان و كذٰلك ظهرالامر فى هذا الاوان و قد بدت فى هذا الزمن كتب مفقودة بل مؤودة حتى ان كثرتها تعجب الناظرين۔ و ظهرت كل وسائل الاشاعة والكتابة ولا بد من ان نقبل هذا الامر من غير الاسترابة و ان كنت فى شك من هذا فات نظيره من زمن الاولين۔

اس کی اخبار میں سے یہ ہے کہ اس نے آخری زمانے میں صحائف کے نشر ہونے کی خبر دی ہے اور یہ امر اس دور میں ظاہر ہو گیا۔ یقیناً اس زمانے میں مفقود کتب بلکہ دفن شدہ کتابیں ظاہر ہو گئیں یہاں تک کہ ان کی کثرت ناظرین کو تعجب میں ڈالنے والی ہے۔ ان کی اشاعت اور کتابت کے تمام وسائل ظاہر ہو گئے اور لازم ہے کہ ہم اس امر کو قبول کریں بغیر کسی شک و شبہ کے۔ اگر اس میں تجھے کوئی شک ہے تو پہلے زمانے کی کوئی نظیر ہمارے سامنے لا۔

و من انباء العليم القهار انه اخبر عن تعطيل العشار و تفجير البحار و تزويج الديار فظهر كما اخبر فتبارك عالم غيوب السموات والارضين و اخبر عن قوم دون خصب ينسلون من كل حدب و يعلون علوا كبيرا و يفسدون فى الارض

اس علیم و قہار کی خبروں میں سے ایک خبر اونٹنیوں کے بیکار ہونے، سمندروں کے خشک ہونے اور ملکوں کے باہم ملنے کی بھی ہے۔ پس جیسے خبریں دی گئی تھیں ایسے ہی یہ ظہور پذیر ہوئیں۔ بابرکت ہے وہ ذات جو آسمانوں اور زمین کے غائب کی خبریں بھی جانتی ہے۔ اس نے خبر دی ایک

و مفاسد کفار الزمن ولا یتوقع ظهورالهاد الا فی بلاد کثرت فیها

فتنوں او زمانے کے کفار کے مفاسد سے دور رکھا ہے۔ اس لیے ایک ہادی کے ظہور کی توقع صرف

فسادًا مبیرا افرئینا تلك القوم باعیننا ورئینا غلوهم و غلبتهم بلغت مشارق الارض و مغاربها تکاد السموات یتفطرن من مفاسدهم یلبسون الحق بالباطل و کانوا قوما دجالین اتخذوا الحلم[1] والاطماع[2] والتحریف[3] المنّاع شبکة الاضلال و اهلکوا خلقا کثیرا من هذا التثلیث کالمغتال و کل من یقصد منهم طرق الغول الخبیث فلا بدله من هذا التثلیث فیهلکون بعض الناس بالحلم المبنی علی الاختداع بانواع الاطماع و بعضًا اٰخر بظلام التحریف الذی هو عدوا الشعاع و کذالك یضلون الخلق متعمدین وما نفعهم حدیث الاب والابن و روح القدس و ان هو الا الحدیث ولکن نفعهم هذا التثلیث ففازوا المطالب الخبث والرجس فعجبت لهم کیف ایدوا من روح القدس و ونسلوا من کل حدب فرحین ولکل امر اجل فاذا جاء الاجل فلا ینفع الکائدین کیدهم ولا یطیقون قبل الصادقین منه

امیر قوم کے بارے میں جو ہر بلندی سے اتر پڑے گی اور تکبر کرے گی بڑا تکبر اور زمین میں فساد کرے گی ہلاک کرنے والا فساد۔ ہم نے اس قوم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ہم نے ان کا غلو اور ان کے غلبہ کو بھی دیکھ لیا ہے جو مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ قریب ہے کہ آسمان ان کے مفاسد سے پھٹ جائیں۔ وہ حق کو باطل کے ساتھ ملاتے ہیں اور یہی دجال قوم ہے۔ انہوں نے بردباری، طمع اور تحریف کو گمراہی کے جال بنایا ہے۔ اس تثلیث سے کثیر مخلوق کو ہلاک کیا ہے، جیسے کہ کسی کو اچانک مار دیا جائے۔ ہر کوئی جوان کے بڑے خبیث شیطان کے راستے کا قصد کرتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ اس تثلیث کے جال میں پھنس جائے۔ وہ بہتوں کو اس بردباری کے دھوکے میں انواع و اقسام کے لالچوں اور بعض دوسروں کو تحریف کے اندھیروں سے جو روشنی کی دشمن ہے ہلاک کرتے ہیں۔ اس طرح مخلوق کو جان بوجھ کر گمراہ کرتے ہیں۔ ان کو باپ، بیٹے اور روح القدس کی بات نے تو نفع نہیں پہنچایا اور کہ یہ صرف حدیث ہے۔ مگر ان کو اس تثلیث نے خوب فائدہ پہنچایا ہے۔ پس خبث اور ناپاکی کے مطالب کامیاب ہو گئے۔ میں ان پر تعجب کرتا ہوں کہ کس طرح وہ روح القدس سے تائید دیئے گئے اور ہر بلندی سے خوشی کے ساتھ اتر پڑے۔ ہر امر کی ایک انتہا ہوتی ہے، جب وہ اجل آجائے گی تو مکر کرنے والوں کو ان کا مکر کوئی فائدہ نہیں دے گا اور نہ ہی وہ صادقین کے مقابلہ کی سکت رکھتے ہیں۔

طوفان الضلال و كذٰلك جرت سنة الله ذى الجلال و انا نرى ان ارض الهند مخصوصة بانواع الفساد و فتحت فيها ابواب الارتداد و كثر فيها كل فسق و فجور و ظلم و زور فلا شك انها محتاجة باشد الحاجة الى نصرة الله ذى العزة والقدرة و مجئى مهدى من حضرة العزة والله لا نرى نظير فساد الهند فى ديار اخرى ولا فتنا كفتن هذه النصارىٰ و قد جاء فى الاحاديث الصحيحة ان الدجال يخرج من الديار المشرقية والقرٰان يشير الى ذٰلك بالقرائن البينة فوجب ان نحكم بحسب هذه العلامات الثابتة البديهة ولا نتوجه الى انكار المنكرين۔

انہی ممالک میں ممکن ہے جن میں گمراہی کے طوفان کثرت سے ہوں۔ اسی طرح اللہ ذوالجلال کی سنت جاری ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کی زمین مختلف فسادوں کے لیے مخصوص ہے اور اس میں ارتداد کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اس میں ہر طرح کا فسق و فجور، ظلم اور جھوٹ کثرت سے پھیل گیا ہے۔ اس لیے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سرزمین اشد محتاج ہے کہ اللہ قدرت والے کی طرف سے نصرت کے لیے مہدی اللہ کی طرف سے آئے۔ اللہ کی قسم ہم ملک ہندوستان میں موجود فساد کی نظیر دوسرے ممالک میں نہیں پاتے اور ان عیسائیوں کے فتنہ کی طرح کا کوئی اور فتنہ نہیں دیکھتے۔ احادیث میں آیا ہے کہ دجال مشرقی ممالک میں نکلے گا اور قرآن اس کی طرف واضح قرائن کے ساتھ اشارہ کرتا ہے۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم ان ثابت شدہ واضح علامات کے مطابق فیصلہ کریں اور انکار کرنے والوں کے انکار کی طرف توجہ نہ دیں۔

والذين يرقبون المهدى فى مكة او المدينة فقد وقعوا فى الضلالة الصريحة و كيف والله كفل صيانه تلك البقاع المباركة بالفضل الخاص والرحمة ولا يدخل رعب الدجال فيها ولا يجد اهلها ريح هذه

وہ لوگ جو مہدی کا مکہ اور مدینہ میں ظاہر ہونے کا انتظار کر رہے ہیں وہ صریح گمراہی میں پڑ گئے ہیں۔ اللہ نے ان مبارک جگہوں کو اپنے خاص فضل اور رحمت سے بچایا ہے اور ان کی کفالت کی ہے۔ ان میں دجال کا رعب داخل نہیں ہوگا۔ اس کے رہنے والے اس فتنے کی ہوا نہیں پائیں گے۔

الفتنة. فالبلاد التی یخرج فیها الدجال احق و اولیٰ بان یرحم اهلها الرب الفعال و یبعث فیهم من کان نازلا بالانوار السماویة کما خرج الدجال بالقوی الارضیة کالشیاطین. و اما ما قیل ان المهدی مختفی فی الغار فهذا قول لا اصل له عند ذوی الابصار. و هو کمثل قولهم ان عیسی لم یمت بل رفع بجسده الی السماء و ینزل عند خروج الدجال والفتنة الصّماء مع ان القرآن یخبر عن وفاته ببیان صریح مبین.

فالحق ان عیسی ولامام محمد اطرحا عنهما جلابیب ابدانهما و توفهما ربهما و الحقهما بالصالحین. وما جعل الله لعبد خلدا و کل کانوا من الفانین. ولا تعجب من اخبار ذکر فیها قصة حیات المسیح ولا تلتفت الی اقوال فیها ذکر حیات الامام ولو بالتصریح و انها استعارات و فیها اشارات للمتوسمین. والبیان الکاشف لهذه

پس وہ ممالک جن سے دجال نکلے گا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اللہ فعال ان کے رہنے والوں پر رحم فرمائے۔ اور ان میں اس کو مبعوث کرے جو آسمانی انوار کے ساتھ اترنے والا ہے جس طرح کہ دجال زمینی قویٰ کے ساتھ شیاطین کی طرح نکلا ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ مہدی غار میں چھپا ہوا ہے۔ اس قول کی اہل بصیرت کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں۔ ان کا یہ قول ان کے اس قول کی مثل ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت نہیں ہوئے بلکہ اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھالیے گئے ہیں اور وہ خروج دجال کے وقت نازل ہوں گے جس وقت وہ فتنہ ہوگا جس کا علاج ممکن نہیں۔ باوجود اس کے کہ قرآن ان کی وفات کے بارے میں صریح خبر دیتا ہے۔

حق یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام محمدؒ دونوں ہی مدفون ہیں۔ اللہ نے دونوں کو وفات دے دی ہے اور دونوں صالحین کی جماعت سے جا ملے ہیں۔ اور اللہ نے کسی بندے کو ہمیشہ رہنے والا نہیں بنایا اور ہر ایک فنا ہونے والا ہے۔ وہ احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا قصہ ہے ان پر تعجب مت کر اور ان اقوال کی طرف التفات بھی مت کر جن میں امام کی حیات کا ذکر ہے خواہ یہ ذکر صریحاً ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ ان احادیث و اخبار میں استعارات ہیں جن میں جاننے والوں کے لیے اشارے موجود

الاسرار والکلام الکامل الذی هو رافع الاستعار ان الله عادة قدیمة و سنته مستمرة انه قد یسمّی الموتی الصالحین احیاء لیفهم به اعدءًا و یبشر به اصدقاءًا او یکرم به بعض عباده المتقین۔ کما قال عز و جل فی الشهداء لا تحسبوهم امواتا بل احیاء ففی هذا ایماء الی ان الکافرین کانوا یفرحون بقتل المؤمنین و کانوا یقولون انا قتلناهم و انا من الغالبین۔

ہیں۔ اس راز کے بارے میں واضح بیان اور کامل کلام جو ان استعارات کو کھول دیتا ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ قدیم سے عادت اور پوشیدہ سنت ہے کہ بسا اوقات وہ صالحین کی موت کو وہ نام دیتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے دشمنوں کے منہ بند کرائے اور دوستوں کو اس کے ذریعہ سے خوش خبری دیتا ہے۔ اس کے ذریعے اپنے بعض متقی بندوں کو مکرم بناتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں فرمایا ہے کہ انہیں مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ پس اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ کافر مومنین کے قتل پر خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے انہیں قتل کر دیا ہے اور ہم ہی غالب ہیں۔

وکذٰلك کان بعض المسلمین محزونین بموت اخوانهم و خلانهم و اٰباءهم و ابناءهم مع انهم قتلوا فی سبیل رب العالمین۔ فسکت الله الکافرین المخذولین بذکر حیات الشهداء و بشر المؤمنین المحزونین۔ ان اقاربهم من الاحیاء و انهم لم یموتو و لیسوا بمیتین۔ وما ذکر فی کتابه المبین ان الحیات حیات روحانی و لیس کحیات اهل الارضین بل اکد الحیات المظنون

اور اسی طرح بعض مسلمان اپنے بھائیوں، دوستوں، اپنے باپوں اور بیٹوں کے قتل پر غمگین ہوتے تھے باوجود اس کے کہ وہ رب العالمین کے راستے میں شہید ہوئے۔ پس اللہ نے شہداء کی زندگی کا ذکر کر کے رسوا کافروں کے منہ بند کر دیئے اور غمزدہ مومنین کو خوش خبری دی کہ ان کے قریبی زندہ ہیں اور مرے نہیں اور نہ ہی وہ مُردوں میں سے ہیں۔ یہ کتاب مبین قرآن میں جو حیات کا ذکر ہے وہ روحانی زندگی کا ذکر ہے۔ زمین پر رہنے والوں کی زندگی کی طرح کا ذکر نہیں۔ بلکہ اللہ نے اس خیالی

بقوله عند ربهم يرزقون و ردّ على المنكرين۔

فكيف تعجب من قول لم يمت عيسى و قد جاء مثل هذا القول لقوم لحقوا بالموتى وماتوا بالاتفاق و قتلوا بالاهرياق و دفنوا باليقين۔ اما يكفى لك حيات الشهداء بنص كتاب حضرة الكبريا معه صحت واقعة الموت بغير التمارى ولامتراء فاىّ فضل و خصوصية لحيات عيسى مع ان القرآن يسميه المتوفى فتدبر فانك تسئل عن كل خيانة و نفاق فى يوم الدين۔ يومئذ يتندّم المبطل على ما اصرو على ما اعرض عنه و فر و لكن لا ينفع الندم اذا لوقت مضٰى و مرّو كذٰلك تطلع نارالله على افئدة الكاذبين فويل للمزورين الذين لا ينتهون عن تزيدهم بل يزيدون كل يوم و كل حين۔ و كفى لخيانتك ان تتبع بغير تحقيق كل قول رقيق بلغ

زندگی کے تصور کو مضبوط کر دیا ہے اس قول کے ساتھ کہ وہ اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح منکرین کا رد کر دیا ہے۔

تو کیسے اس قول پر تعجب کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اس طرح کے قول کی مثال اس قوم کے بارے میں آئی ہے جو مُردوں سے جا ملی تھی اور وہ لوگ اتفاقاً مر گئے تھے۔ ان کا خون بہا کر انہیں قتل کیا گیا تھا اور انہیں یقین کے ساتھ دفن کیا گیا۔ تمہارے لیے خدا کی کتاب قرآن کی نص صریح سے شہداء کی زندگی کی مثال کافی ہے۔ اس طرح کی موت کے واقعہ کی صحت بغیر کسی شک و شبہ کے موجود ہے۔ پس حیات عیسیٰ علیہ السلام کو کون سی خصوصیت اور فضیلت حاصل ہے۔ باوجود اس کے کہ قرآن اس کو متوفی کا نام دیتا ہے۔ پس تدبر کر کیونکہ تجھ سے ہر خیانت اور نفاق کے بارے میں یوم حساب کو پوچھا جائے گا۔ اس دن جب باطل کا ساتھ دینے والا نادم ہوگا اس پر جس پر وہ اصرار کرتا رہا اور جس سے اس نے اعراض کیا اور بھاگ گیا۔ لیکن جب وقت گزر جائے تو پھر ندامت کوئی نفع نہیں دیتی۔ اسی طرح کاذبوں کے دلوں پر آگ چھا جاتی ہے۔ پس افسوس ہے جھوٹ بولنے والوں پر جو اس کو بڑھانے سے باز نہیں آتے بلکہ وہ ہر دن اور ہر لمحے اس جھوٹ میں بڑھتے جاتے ہیں۔ تیری خیانت کے لیے یہی کافی ہے کہ تو بغیر تحقیق کے ہر

اذانك وما تطهر من الجهلات جنانك و تسقط على كل حضراء الدمن كاهل الاهواء و محبّى الفتن ولا تفتش الطيب كالطيبين۔

و قد علمت ان اطلاق لفظ الاحياء على الاموات و اطلاق لفظ الحيات على الممات ثابت من النصوص القرٰانية والمحكمات الفرقانية كما لا يخفى على المستطلعين الذين يتلون القرٰان متدبرين و يصكون ابوابه مستفتحين۔ فينير عليك من هذه الحقيقة الغراء الليل الذى اكفهر على بعض العلماء حتى انثنوا محقوقفين بعد ما كانوا مستقيمين۔

ولعلك تقول بعد هذا البيان انى فهمت حقيقة الحيات كاهل العرفان ولكن ما معنى النزول على وجه المعقول و على نهج يطمئن قلوب الطالبين۔ فاعلم انه لفظ قد كثر استعماله فى القران و اشار الله الحميد فى مقامات شتى من الفرقان

اس دقیق قول کی جو تیرے کانوں تک پہنچے پیروی کرے۔ اپنے دل کی جہالتوں سے اپنے آپ کو پاک نہ کرے۔ تو ہر کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر گرتا ہے خواہشات کے بندوں کی طرح جو فتنے کو پسند کرتا ہے اور طیب لوگوں کی طرح پاکیزگی کو نہیں ڈھونڈتا۔

جان لے کہ احیاء کے لفظ کا اطلاق اموات اور لفظ احیاء کا اطلاق ممات پر ہونا ثابت ہے قرآنی نصوص اور فرقانی محکمات سے جیسے کہ یہ بات اہل علم پر مخفی نہیں۔ وہ لوگ جو قرآن کو تدبر سے پڑھتے ہیں اور اس کے دروازے کو کھولنے والوں کی طرح کھٹکھٹاتے ہیں وہ اس راز سے واقف ہیں۔ یہ روشن حقیقت تجھ پر واضح ہوگئی ہے جو رات کی طرح بعض علماء پر چھائی ہوئی ہے اور وہ اس سے کبڑے ہو گئے ہیں حالانکہ اس سے قبل وہ بلکہ سیدھے تھے۔

شاید کہ اس بیان کے بعد تو کہے کہ تو نے حیات کی حقیقت کو اہل عرفان کی طرح سمجھ لیا ہے۔ لیکن معقول وجہ سے نزول کے کیا معنی ہیں۔ اس کے معانی ایسے طریقے سے بیان کیے جائیں کہ طالبوں کے دلوں کو اطمینان حاصل ہو سکے۔ پس جان لے کہ یہ وہ لفظ ہے جس کا استعمال قرآن میں کثرت سے ہوا ہے اور اللہ نے فرقان حمید

ان کل حبر و سِبرٍ ینزل من السماء وما من شیء الا ینال کماله من العلیٰ باذن حضرة الکبریاء و تلتقط الارض ما تنفض السموات و یصبغ القرائح بتصبیغ من الفوق فتجعل نفس سعیدًا او من الاشقیاء والمبعدین۔

میں مختلف مقامات میں اشارہ کیا ہے کہ ہر خوبصورتی آسمان سے نازل ہوتی ہے اور یہ کہ کوئی چیز اپنی بلندی کمال کو نہیں پہنچتی مگر اللہ کبریائی والے کے حکم سے۔ اسی طرح زمین اس کو لے لیتی ہے جو آسمان پھینکتا ہے۔ انسانی طبیعتیں رنگین ہوتی ہیں اس رنگ سے جو آسمان کی بلندی سے اترتا ہے۔ اس سے ہی کوئی نفس سعید یا شقی یا بد بخت بنتا ہے۔

فالذین سعدوا او شقوا یشابه بعضهم بعضا فیزیدون تشابها یومًا فیومًا حتی یظن انهم شیء واحد کذٰلك جرت سنة اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ و الیه یشیر عزوجل بقوله تشابهت قلوبهم فلیتفکر من اعطی قوی المتفکرین۔

وہ لوگ جو نیک بخت ہوتے ہیں اور وہ لوگ جو بد بخت ہیں وہ ایک دوسرے سے مشابہ ہوتے ہیں اور وہ دن بدن اس مشابہت میں بڑھتے ہیں یہاں تک کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ایک ہی چیز ہیں۔ اسی طرح اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ کی سنت جاری ہے۔ اس کی طرف عزوجل خدا نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے (تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ) ان کے دل آپس میں مشابہ ہیں۔ پس چاہیے کہ ہر وہ شخص تفکر کرے جسے فکر کی طاقت عطا کی گئی ہے۔

و قد یزید علی هذا التشابه شیء اٰخر۔ باذن الله الذی هو اکبر و اقدر و هو انه قد یفسد امة نبی غایة الفساد و یفتحون علی انفسهم ابواب الارتداد و تقتضی مصالح الله و حکمه ان لا یعذبهم ولا یهلکهم بل یدعوا الی الحق و یرحم

اس مشابہت پر دوسری چیز زیادہ کی گئی ہے اللہ کے حکم سے جو اکبر بھی ہے اور قدرت والا بھی۔ وہ یہ ہے کہ جب کسی نبی کی امت فساد میں پڑ جاتی ہے انتہائی فساد تک وہ اپنے ارتداد کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ تو اللہ کی مصلحت اور حکمت تقاضا کرتی ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے اور نہ ہی انہیں ہلاک کرے بلکہ ان کو حق کی طرف بلائے اور ان پر رحم

و هو ارحم الراحمين۔

فيفتح الله عين نبي متوفى كان ارسل الى تلك القوم فيصرف نظره اليهم كانه استيقظ من النوم و يجد فيهم ظلما و فسادًا كبيراً و غلوا و ضلالا مبيرًا و يرى قلوبهم قد ملئت ظلما و زورًا و فتنا و شرورًا فيضجر قلبه و تقلق مهجته و تضطر روحه و قريحته و يعشو ان ينزل و يصلح قومه و يفحمهم دليلا فلا يجد اليه سبيلا فيدركه تدبير الحق و يجعله من الفائزين۔ و يخلق الله مثيلا له يشابه قلبه قلبهٗ و جوهره جوهره و ينزل ارادات الممثل به على المثيل فيفرح الممثل به بتيسر هذا السبيل و يحسب نفسه من النازلين۔ و يتيقن بتيقن تام قطعى انه نزل بقومه و فاز برومه فلا يبقىٰ له هم بعده و يكون من المستبشرين۔

فرمائے کہ وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

اللہ اس نبی متوفی کی آنکھ کو کھول دیتا ہے جو اس قوم کی طرف بھیجا گیا تھا۔ تب وہ نبی ان کی طرف نظر پھیرتا ہے گویا کہ وہ نیند سے بیدار ہوا ہے۔ وہ اس قوم میں بڑا ظلم اور فساد پاتا ہے اور ان کو ہلاک کرنے والا غلو اور گمراہی میں دیکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ ان کے دل ظلم اور جھوٹ اور فتنوں اور شرور سے بھرے ہوئے ہیں۔ تب اس کا دل پریشان ہوجاتا ہے۔ اس کی طبیعت میں قلق پیدا ہوجاتا ہے اور اس کی روح اور طبیعت میں اضطرار جوش مارتا ہے۔ وہ قصد کرتا ہے کہ وہ ان میں نازل ہو اور اپنی قوم کی اصلاح کرے اور ان کے منہ دلیل سے بند کرے اور ان پر کوئی سختی نہ کرے۔ وہ ان کا تدارک حق کی تدبیر سے کرے اور انہیں کامیاب ہونے والوں میں سے بنائے۔ تب اللہ تعالیٰ اس کا مثیل پیدا کرتا ہے کہ اس کا دل اس کے دل سے اور اس کا جوہر اس کے جوہر سے مشابہ ہوتا ہے وہ اس مثیل پر اس ممثل کے ارادوں کو نازل کردیتا ہے۔ پس وہ ممثل اس کے اس طریق پر خوش ہوجاتا ہے اور اپنے آپ کو نازل ہونے والوں میں سے خیال کرتا ہے۔ اسے مکمل یقین ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی قوم کی طرف نازل ہوا ہے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا ہے۔ پس اس کے بعد اس پر کوئی غم باقی نہیں رہتا اور وہ خوش ہونے والوں میں سے ہوجاتا ہے۔

فهذا هو سرّ نزول عيسى الذى هم فيه يختلفون. و ختم الله على قلوبهم فلا يعرفون الاسرار ولا يسئلون. ومن تجرّد عن و سخ التعصبات و صبغ بانوار التحقيقات فلا يبقى له شك فى هذه النكات ولا يكون من المرتابين. تلك قوم قد خلوا و ذهبوا و رحلوا فلا يرجعون الى الدنياولا يذوقون موتين الا موتتهم الاولىٰ و تجد السنة والكتاب شاهدين على هذا البيان ولكن بشرط التحقيق والامعان و امحاض النظر كالمنصفين.

یہ وہ راز ہے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا جس کے بارے میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے پس وہ ان اسرار کو نہیں جان سکتے اور نہ ہی ان کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ مگر جو اپنے آپ کو تعصّبات کی میل کچیل سے پاک کرے اور اپنے آپ کو تحقیقات کے انوار سے مزین کرے تو اسے ان نکات کو سمجھنے میں کوئی شک باقی نہیں رہے گا اور نہ ہی وہ شبہ کرنے والوں میں سے ہوگا۔ یہ لوگ (انبیاء) یقیناً گزر چکے اور سفر آخرت پر روانہ ہو چکے ہیں۔ اب وہ دنیا کی طرف نہیں لوٹائے جائیں گے۔ انہیں دو موتوں کا مزہ نہیں چکھایا جائے گا سوائے ان کی پہلی موت کے۔ تو اس بیان پر کتاب و سنت دونوں کو گواہ پائے گا مگر اس شرط کے ساتھ کہ تو تحقیق، گہری نظر اور خاص نظر سے اس پر غور کرے انصاف کرنے والوں کی طرح۔

و قد جاء فى بعض الآثار من نبى الله المختارانه قال لو لم يبق من الدنيا الا يوم لطول الله ذٰلك اليوم حتى يبعث فيه رجلا منى او من اهل بيتى يواطى اسمه اسمى و اسم ابيه اسم ابى اخرجه ابوداؤد الذى كان من آئمة المحدثين. فقوله منى و يواطى اسمه اسمى اشارة لطيفة الى

بعض احادیث میں نبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کا صرف ایک باقی رہ جائے گا تو اللہ اس دن کو لمبا کر دے گا یہاں تک کہ اللہ ان میں سے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جو مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔ اس کا نام میرے نام اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بیان کیا ہے جو محدثین کے آئمہ میں سے

بياننا المذكور ففكر كطالب النور ان كنت تريد ان تنكشف عليك حقيقة السر المستور فلا تمرّغاض البصر كالظالمين واعلم ان المراد من مواطاة الاسمين مواطاة روحانية لا جسمانية فانية فان لكل رجل اسم فى حضرة الكبرياء ولا يموت حتى ينكشف سرّ اسمه سعيدًا كان او من الاشقياء والضالين۔

تھے۔ آپؐ کا قول کہ وہ مجھ سے ہوگا اور اس کا نام میرے نام پر ہوگا اس میں ہمارے مذکورہ بیان کی طرف لطیف اشارہ ہے۔ نور طلب کرنے والوں کی طرح فکر کر اگر تو چاہتا ہے کہ تجھ پر پوشیدہ رازوں کی حقیقت کو کھولا جائے۔ تو ظالموں کی طرح بند آنکھوں سے نہ گزر۔ جان لے کہ دونوں ناموں کی موافقت سے مراد روحانی موافقت ہے نہ کہ فنا ہونے والی جسمانی مشابہت۔ ہر شخص کے لیے اللہ کبریائی والے کے ہاں نام ہے اور وہ نہیں مرتا یہاں تک کہ اس کے نام کا راز اس پر منکشف ہو جاتا ہے خواہ وہ شخص سعید ہو یا بدبخت گمراہ۔

و قد يتفق توارد اسماء الظاهر كما فى احمد و احمد ولكن الامر الذى وَجَدنا احق وانشد فهو ان لا تحاد اتحاد روحانى فى حقيقة الاسمين كمالا يخفى على عارف ذى العينين و قد كان من هذا القبيل ما الهمت من الرب الجليل و كتبته فى كتاب البراهين و هو ان ربى كلمنى و خاطبنى و قال يا احمد يتم اسمك ولا يتم اسمى فهذا هو الاسم الذى يعطى للروحانيين و اليه اشارة فى قوله تعالى وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اى

ناموں کے ظاہری توارد پر اتفاق ہے جیسے احمد اور احمد کے نام پر۔ لیکن وہ امر جو ہم نے حق پایا اور ہم اس کی گواہی دیتے ہیں یہ ہے کہ ان دونوں ناموں میں اتحاد حقیقت میں اتحاد روحانی ہے۔ جیسے کہ آنکھیں رکھنے والے عارف پر مخفی نہیں۔ اسی طرح کا الہام ہے جو رب جلیل کی طرف سے مجھے ہوا جس کو میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھا۔ وہ یہ ہے کہ میرے رب نے مجھ سے کلام کیا اور مجھے مخاطب کیا اور کہا اے احمد تیرے نام کو پورا کیا جائے گا اور جو میرا نام پورا کرنا ہے یہ وہ نام ہے جو روحانی لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے کہ ہم نے آدمؑ

علمه حقائق الاشياء كلها و جعله عالما مجملا مثيل العٰلمين۔

کو تمام نام سکھائے۔ یعنی ہم نے اسے تمام چیزوں کے حقائق سکھائے اور سے مجمل عالم بنایا دونوں جہانوں کی طرح۔

و اما توارد اسم الابوين كما جاء فى حديث نبى الثقلين فاعلم انه اشارة لطيفة الى تطابق السّرّين من خاتم النبيين۔ فان ابا نبينا ﷺ كان مستعد اللانوار فما اتفق حتى مضى من هذه الدار و كان نورنبينا مواجًا فى فطرته ولكن ما ظهر فى صورته والله اعلم بسر حقيقته و قد مضى كالمستورين۔ و كذٰلك تشابه اب المهدى اب الرسول المقبول ففكر كذوى العقول ولا تمش معرضا كالمستعجلين۔

جہاں تک دونوں باپوں کے نام کا توارد ہے جیسے کہ حضرت نبی الثقلین محمد ﷺ کی احادیث میں آیا ہے تو جان لے کہ اس میں ایک لطیف اشارہ ہے۔ خاتم النبیین کے دو رازوں کا آپس میں تطابق ہے۔ پس ہمارے نبی ﷺ کے والد محترم انوار حاصل کرنے کے لیے ہر وقت مستعد رہتے تھے جو اس وقت ظاہر نہیں ہوئے یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے گزر گئے۔ ہمارے نبی ﷺ کا نور ان کے والد محترم کی فطرت میں موجیں مار رہا تھا لیکن وہ ان کی صورت میں ظاہر نہیں ہوا۔ اللہ اس راز کی حقیقت کو جانتا تھا اور ان کے والد محترم پوشیدہ ہی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اسی طرح مہدی کے والد کی رسول کریم ﷺ کے والد محترم سے مشابہت ہے۔ اہل عقل کی طرح فکر کر اور جلد بازوں کی طرح اعراض کرتے ہوئے مت چل۔

و اظن ان بعض الائمة من اهل بيت النبوة قدالهم من حضرة العزة ان الامام محمد قد اختفى فى الغار و سوف يخرج فى اٰخرالزمان لقتل الكفار و اعلاء كلمة الملة

میں خیال کرتا ہوں کہ نبی ﷺ کے اہل بیت کے بعض آئمہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کیا گیا کہ امام محمد غار میں چھپ گئے ہیں اور آخری زمانے میں کفار کو قتل کرنے اور ملت و دین کی سربلندی کے لیے نکلیں گے۔ یہ خیال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان

والدين فهذا الخيال يشابه خيال صعودالمسيح الى السماء ونزوله عند تموج الفتن الصماء والسر الذى يكشف الحقيقة و يبين الطريقة هو ان هذه الكلمات و مثلها قدجرت على السنة الملهمين بطريق الاستعارات فهى مملوة من لطائف الاشارات فكانّ القبر الذى هو بيت الاخيار بعد النقل من هذا الدار عبر منه بالغار و عبر خروج المثيل المتحد طبعًا و جوهرًا بخروج الامام من المغارة و هذا كله على سبيل الاستعارة و هذه المحاورات شايعة متعارفة فى كلام رب العالمين ولا يخفى على العارفين۔

الا تعرف كيف انبّ الله يهود زمان خاتم النبيين۔ و خاطبهم و قال بقول صريح مبين۔وَاِذۡفَرَقۡنَا بِكُمُ الۡبَحۡرَ فَاَنۡجَيۡنٰكُمۡ وَ اَغۡرَقۡنَآ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ وَ اَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ۔ وَ اِذۡ وٰعَدۡنَا مُوۡسٰۤى اَرۡبَعِيۡنَ لَيۡلَةً ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَ اَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ۔ثُمَّ عَفَوۡنَا عَنۡكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ

پر جانے اور ان کے اس وقت نزول سے ملتا جلتا ہے جس وقت بہروں کے فتنے موجیں مار رہے ہوں گی۔اس راز کی منکشف حقیقت اور واضح راستہ یہ ہے کہ یہ کلمات اور اس طرح کے دوسرے کلمات ملہمین کی سنت میں استعارات کی صورت میں جاری ہیں۔ یہ لطیف اشاروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ وہ قبر جو کہ نیک بندوں کا اس دنیا سے جانے کے بعد گھر ہوتی ہے اس قبر کو غار سے تعبیر کیا گیا ہے۔اس کی تعبیر کی گئی ہے ایک مثیل کے خروج سے جو طبعاً اور جوہراً اس امام سے اتحاد رکھتا ہے جو اس غار سے خروج کرنے والا ہے اور یہ سب استعارات کے رنگ میں ہے۔ یہ محاورات رب العالمین کے کلام میں شائع اور معروف ہیں۔ یہ بات عارفوں پر مخفی نہیں۔

کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح یہود کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے خبر دی تھی اور انہیں مخاطب کیا اور واضح صریح قول سے انہیں پکارا ”اور جب ہم نے تمہارے لیے سمندر کو پھاڑ دیا پس ہم نے تمہیں نجات دی اور آل فرعون کو غرق کر دیا اور تم دیکھ رہے تھے۔“ پھر فرمایا:”اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ لیا پھر اس کے بعد تم نے بچھڑا معبود بنالیا اور تم ظالم تھے۔ ہم نے اس کے بعد

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔

تمہیں معاف کر دیا تا کہ تم شکر کرو۔'' اسی طرح قرآن میں ہے ''اور ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فرقان عطا کیا تا کہ تم ہدایت پاؤ۔'' پھر آتا ہے ''اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ اللہ کو کھلی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔ تو تمہیں ہولناک آواز نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے۔'' اسی طرح فرمایا ''پھر ہم نے تمہیں تمہاری موت کے بعد زندہ کیا تا کہ تم شکر کرو۔'' ایک اور آیت میں آتا ہے ''اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا تا کہ تم کھاؤ پاک رزق سے جو ہم نے تمہیں دیا اور ہم نے ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے نفسوں پر خود ظلم کرنے والے تھے۔''

هذا ما جاء فی القراٰن و تقرءونه فی كتاب الفرقان مع ان ظاهر صورت هذا البيان يخالف اصل الواقعة و هذا الامر لا يختلف فيه اثنان فان الله ما فرق بيهود زمان نبينا بحرًا من البحار وما اغرق اٰل فرعون امام اعين تلك الاشرار وما كانوا موجودين عند تلك الاخطار۔ وما اتخذوالعجل وما كانوا فی ذلك الوقت حاضرين۔ وما قالوا يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ

یہ وہ ہے جو قرآن کریم میں آیا ہے اور تم اس کو کتاب اللہ فرقان میں پڑھتے ہو باوجود اس کے کہ اس بیان کی ظاہری صورت اصل واقعہ کے خلاف ہے۔ اس بارے میں دو بندوں کے درمیان بھی کوئی اختلاف نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے وقت کے یہود کے لیے سمندروں میں سے کسی سمندر کو نہیں پھاڑا تھا اور نہ ہی ان شریروں کی آنکھوں کے سامنے آل فرعون کو غرق کیا اور نہ ہی وہ ان خطروں کے وقت موجود تھے۔ نہ ہی انہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا تھا اور نہ ہی انہوں نے کہا تھا ''اے موسیٰ! ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ اللہ کو کھلی آنکھوں سے دیکھ لیں۔'' بلکہ ان یہود کا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

جَهْرَةً بل ما كان لهم فى زمان موسى اثرًا و تذكرة و كانوا معدومين۔ فكيف اخذتهم الصاعقة و كيف بعثوا من بعدالموت وفارقوا الحمام و كيف ظل الله عليهم الغمام و كيف اكلوا المن والسلوى و نجاهم الله من البلوى و ماكانوا موجودين۔ بل ؤلدوا بعد قرون متطاولة و ازمنة بعيدة مبعدة ولا تزر وازرة وزر اخرى والله لا يأخذ رجلا مكان رجل و هو اعدل العادلين۔ فالسر فيه ان الله اقامهم مقام اباءهم لمناسبة كانت فى ارآءهم و سماهم بتسمية اسلافهم و جعلهم ورثاء اوصافهم و كذلك استمرت سنة رب العالمين۔

وان كنت تزعم كالجهلة ان المراد من نزول عيسى نزول عيسى عليه السلام فى الحقيقة فيعسر عليك الامر و تخفى خطاءً كبيرا فى الطريقة فان توفى عيسى ثابت بنص القران و معنى التوفى قد انكشف من تفسير النبى الانس و

زمانے میں کوئی ذکر یا آثار بھی نہیں پایا جاتا تھا اور یہ تو معدوم تھے۔ پھر کس طرح انہیں ہولناک آواز نے پکڑ لیا اور وہ موت کے بعد کیسے زندہ کیے گئے اور موت سے جدا کیے گئے۔ کیسے اللہ نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا اور کیسے انہوں نے من وسلویٰ کھایا اور اللہ نے کیسے ان کو آزمائش سے نجات دی حالانکہ وہ موجود ہی نہیں تھے۔ بلکہ وہ تو کئی صدیاں گزرنے اور زمانے بعید کے بعد پیدا کیے گئے تھے۔ یہ حق ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور اللہ ایک شخص کے بدلے دوسرے کو رسوا نہیں کرتا بلکہ وہ سب عدل کرنے والوں سے بڑھ کر عادل ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ اللہ نے ان یہود کو ان کے آباء کے مقام پر ان کی مناسبت سے کھڑا کر دیا تھا۔ ان کو اپنی آراء اور ناموں کی مناسبت سے ان کے اسلاف کا نام دیا گیا۔ ان کو ان کے اوصاف کا وارث بنایا گیا۔ اسی طرح رب العالمین کی سنت جاری ہے۔

اگر تو جاہلوں کی طرح یہ خیال کرتا ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے مراد حقیقت میں عیسیٰ علیہ السلام ہی کا نزول ہے تو یقیناً یہ معاملہ تجھ پر مشکل بنا دیا گیا ہے اور اس طریق میں تو بڑی بھاری خطا پر ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن کی صریح نص سے ثابت ہے اور توفی کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انس وجن نے بیان کر دی ہے اور اس بیان کی کوئی تاویل کی صورت نہیں۔ نزول کی

نبی الجان ولا مجال للتاویل فی هذا البیان فالنزول الذی ما فسره خاتم النبیین بمعنی یفید القطع والیقین بل جاء اطلاقه علی معان مختلفة فی القران و فی اٰثار فخرالمرسلین کیف یعارض لفظ التوفی الذی قد حصحص معناه و ظهر بقول النبی و ابن العباس انه الاماتة و لیس ماسواه وما بقی فی معناه شك ولا ریب للمؤمنین۔ و هل یستوی المتشابهات والبینات والمحکمات کلا لا تستوی ابدًا ولا یتبع المتشابهات الا الذی فی قلبه مرض و لیس من المطهرین۔ فالتوفی لفظ محکم قد صرح معناه و ظهرانه الاماتة لا سواه والنزول لفظ متشابه ما توجه الی تفسیره خاتم الانبیاء بل استعمله فی المسافرین۔ و مع ذٰلك ان کنت یصعب علیك ذکر مجدد اٰخرالزمان باسم عیسی فی احادیث نبی الانس ونبی الجان و یغلب علیك الوهم عند تعمیم المعنی فاعلم ان اسم عیسی جاء فی بعض الاثار بمعانی وسیعة عند

جو تفسیر خاتم النبیین ﷺ نے فرمائی ہے وہ قطعی ہے اور یقین کے معنی کو فائدہ دیتی ہے۔ بلکہ اس کا اطلاق مختلف معنوں میں قرآن اور احادیث فخر مرسلین ﷺ میں آیا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ لفظ توفی معارض ہو ان معنوں کا جن معنوں کی تخصیص رسول کریم ﷺ نے خود فرمادی ہو۔ اور اس کے معنی نبی کریم ﷺ کے قول اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے ظاہر ہیں کہ اس سے مراد موت ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ ان معنوں میں مومنین کے لیے کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ کیا متشابہات اور بین محکمات آپس میں برابر ہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ متشابہات کی پیروی صرف وہی کرتا ہے جس کے دل میں بیماری ہے اور وہ پاک بازوں میں سے نہیں۔ پس توفی کا لفظ محکم ہے اور اس کے معنی واضح ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ اس سے مراد موت ہے نہ کچھ اور۔ اس کے بالمقابل نزول کا لفظ متشابہ ہے جس کی تفسیر کی طرف خاتم النبیینؐ نے توجہ فرمائی۔ بلکہ اس لفظ کو مسافروں کے لیے استعمال کیا۔ اس کے باوجود اگر تجھے آخر زمان مجدد کے ذکر میں بنی انس و جن کے نبیؐ کی احادیث میں موجود لفظ عیسیٰ علیہ السلام کا سمجھنا مشکل ہے اور اس لفظ کے عام معنی کرنے میں تجھ پر وہم غالب آجاتا ہے تو جان لے کہ کبار علماء کے نزدیک لفظ عیسیٰ جو احادیث میں آیا ہے اس سے وسعت مراد ہے۔ تیرے لیے یہی

العلماء الكبار وكفاك حديث ذكره البخاري في صحيحه مع تشريحه من العلامه الزمخشري وكمال تصريحه و هو ان كل بني اٰدم يمسه الشيطان يوم ولدته امه الا مريم وابنها عيسى و هذا يخالف نص القراٰن إِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ و اٰيات اخرى فقال الزمخشري ان المراد من عيسى و امه كل رجل تقى كان على صفتهما و كان من المتقين المتورعين۔

فانظر كيف سمّى كل تقى عيسى ثم انظر الى اعراض المنكرين۔ و ان قلت ان الشهادة واحدة ولا بد ان تزيد عليه شاهدا او شاهدة فاسمع وما اخالا ان تكون من السامعين۔ اقرء كتاب التيسير بشرح الجامع الصغير للشيخ الامام العامل والمحدث الفقيه الكامل عبدالرؤف المناوى رحمه الله تعالىٰ و غفرله المساوى وجعله من المرحومين۔ انه ذكر هذا الحديث فى الكتاب المذكور و قال ما جاء فى الحديث المزبور من ذكر

حدیث کافی ہونی چاہیے جسے بخاریؒ نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے اور جس کی علامہ زمخشریؒ نے کمال تصریح وتشریح کی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر بنی آدم کو اس کی پیدائش کے وقت شیطان چھوتا ہے سوائے مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ یہ بیان قرآن کی اس نص کے خلاف ہے کہ اللہ کے بندوں پر تیرا (شیطان) کوئی زور نہیں۔ اسی طرح کی دوسری آیات میں بھی یہ قانون موجود ہے۔ زمخشریؒ نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی ماں سے مراد ہر متقی شخص ہے جو ان دونوں کی صفات پر ہے اور وہ نیک متقی لوگوں میں سے ہے۔

دیکھو! کس طرح ہر متقی انسان کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ پھر منکرین کے اعراض کرنے کو دیکھو اور میں نے ایک شہادت بیان کی ہے۔ تمہارے لیے لازم ہے کہ تم کوئی اور شہادت اس کے مقابل پر لاؤ۔ پس سن اور میرا خیال نہیں کہ تو سننے والوں میں سے ہے۔ کتاب التیسیر شرح جامع صغیر کو پڑھ جو شیخ امام عامل، محدث، فقیہ الکامل عبدالرؤف المنافؒ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی خطاؤں کو بخشے اور انہیں مرحومین میں شامل کرے، نے تحریر کی ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو اس کتاب مذکور میں بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ زبور کی حدیث میں جو عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کا ذکر آیا ہے تو ان

عیسی و امه فالمرادهما و من فی معناهما فانظر بامعان العینین کیف صرح بتعمیم هذین الاسمین فمالك لا تقبل قول المحققین۔

دونوں سے مراد وہ ہے جو ان کے معنوں سے مراد ہے۔ پس اس میں عمیق نظروں سے غور کر کہ کس طرح ان دونوں ناموں کے معنوں کو عام کرنے کی تصریح ہے۔ تجھے کیا ہو گیا کہ تم محققین کے قول کو قبول نہیں کرتے۔

و قد سمعت الامام مالك و ابن قیم و ابن تیمیه و الامام البخاری و كثیرا من اكابر الائمة و فضلاء الامة كانوا مقرین بموت عیسی و مع ذٰلك كانوا یومنون بنزول عیسی الذی اخبر عنه رسول الله ﷺ وما انكر احد هذین الامرین وما تكلّم و كانوا یفوضون التفاصیل الی الله رب العٰلمین۔ وما كانوا فی هذا مجادلین ثم خلف من بعدهم خلف و سواد اقلف و فیج اعوج و اجوف یجادلون بغیر علم و یفرقون ولا یركنون الی سلم و یكفرون عباد الله المؤمنین۔

میں نے سنا ہے کہ امام مالکؒ، ابن قیمؒ، ابن تیمیہؒ، امام بخاریؒ، اکابر آئمہ اور امت کے فضلاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا اقرار کرنے والے تھے۔ اس کے ساتھ وہ اس نزول عیسیٰ پر ایمان بھی لاتے تھے جس کی خبر رسول کریم ﷺ نے دی تھی۔ انہوں نے دونوں امور کا انکار نہیں کیا نہ ہی انہوں نے اس پر کوئی بحث کی بلکہ وہ تفاصیل کو رب العالمین کے سپرد کرنے والے تھے۔ وہ اس میں جھگڑا کرنے والے نہ تھے۔ پھر ان کے بعد نا اہل لوگوں نے ان کی جگہ لے لی اور سواد اعظم نے ان کی خلافت کی۔ پھر فیج اعوج کا زمانہ آ گیا اور کھوکھلے لوگ ان کی جگہ آ گئے، جو بغیر علم کے جھگڑا کرتے ہیں اور تفرقہ بازی کرتے ہیں اور صلح کی طرف نہیں جھکتے اور مومن بندوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

فحاصل الكلام فی هذا المقام ان الله كان یعلم بعلمه القدیم ان فی اٰخرالزمان یعادی قوم النصاری صراط الدین القویم و یصدون عن

اس مقام پر حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قدیم علم سے جانتا ہے کہ آخری زمانے میں قوم نصاریٰ کے لوگ سچے دین کی دشمنی کریں گے۔ وہ لوگوں کو رب کریم کے رستوں سے روکیں گے اور وہ

سبل الرب الكريم و يخرجون بافك مبين. و مع ذلك كان يعلم ان فى هذا الزمان يترك المسلمون نفايس تعليم الفرقان و يتبعون زخارف بدعات ما ثبت من الفرقان و ينبذون امورًا تعين الدين و تحبر حلل المؤمنين. و تسقطون فى هوة محدثات الامور و انواع الاهواء والشرور ولا يبقى لهم صدق ولاديانت ولا دين فقدر فضلا و رحمة ان يرسل فى هذا الزمان رجلًا يصلح نوعى اهل الطغيان و يتم حجة الله على المبطلين. فاقتضى تدبيره الحق ان يجعل المرسل سمى عيسٰى لاصلاح المنتصرين. و يجعله سمى احمد لتربية المسلمين و يجعله حاذيا حذوهما و قافيًا خطوهما فسما بالاسمين المذكورين و سقاه من الراحين و جعله دافع هم المؤمنين و رافع فتن المسيحين. فهو عند الله عيسى من جهت و احمدمن جهت فاترك السبل الاخياف و تجنب الاخلاف والاعتساف و اقبل

بڑے جھوٹ کے ساتھ نکلیں گے۔ اس کے ساتھ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس زمانے میں مسلمان قرآن کی عمدہ تعلیم کو ترک کر دیں گے اور وہ مزین باتوں اور بدعات کی پیروی کریں گے جو قرآن سے ثابت نہیں۔ وہ دین کے امور کی معاونت چھوڑ دیں گے اور مومنین کی زینت کو نہیں اپنائیں گے۔ وہ مختلف امور انواع واقسام کی خواہشات اور شرور کے گڑھے میں گر جائیں گے۔ ان میں صدق، دیانت اور دین باقی نہیں رہیں گے۔ پس اللہ نے اپنے فضل اور رحم سے مقدر کر رکھا ہے کہ اس زمانے میں ایک شخص کو بھیجے گا تا کہ وہ ان سرکشوں کی اصلاح کرے اور باطل کی پیروی کرنے والوں پر حجت تمام کرے۔ اس نے اپنی تدبیر کے ساتھ فیصلہ کیا کہ وہ مرسل کو مبعوث کرے اور اس کو عیسائیوں کی اصلاح کے لیے۔ عیسیٰؑ کا نام دے اور اس کا نام احمد بھی رکھا کہ وہ مسلمانوں کی تربیت کرے۔ اسے ان دونوں کے قدموں کی پیروی کرنے والا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا بنائے گا۔ پس اس کا دونوں مذکور ناموں سے ذکر کیا گیا۔ اس کو ان دونوں کے پیالوں سے پلایا جائے گا۔ وہ مومنین کے غموں کو دور کرنے والا اور عیسائیوں کے فتنوں کو ختم کرنے والا ہوگا۔ وہ اللہ کے نزدیک ایک پہلو سے عیسیٰ اور ایک پہلو سے احمد ہوگا۔ مختلف فرقوں کے راستوں کو ترک کر اور مخالفت

الحق ولا تكن كالضنين والنبي ﷺ كما وصفه بصفات المسيح حتى سماه عيسى كذلك وصفه بصفات ذاته الشريف حتى سماه احمد و مشابها بالمصطفى فاعلم ان هذين الاسمين قد حصلا له باعتبار توجه التام الى الفرقتين فسماه اهل السماء عيسى باعتبار توجهه و تالمه كمواسى الاسارى الى اصلاح فرق النصارى و سموه باحمد باعتبار توجهه الى امة النبي توجها اشد و ازيد و تالمّه من سوء اختلافهم و عيشهم انكد فاعلم ان عيسى الموعود احمد و ان احمد الموعود عيسى فلا تنبذ وراء ظهرك هذا السر الاجلى۔ الا تنظر الى المفاسد الداخلية وما نالنا من الاقوام النصرانية الست ترى ان قومنا قد افسدوا طرق الصلاح والدين واتبعا اكثرهم سبل الشياطين حتى صار علمهم كنار الحباحب و حبرهم كسراب السباسب و صار تطبع الشر طباعا والتكلف له هوى طبعًا

سے اور ظلم سے اجتناب کر اور حق کو قبول کر اور بخیلوں کی طرح مت ہو۔ نبی ﷺ نے جس طرح آنے والے مسیح کی صفات کو عیسیٰ علیہ السلام کی صفات سے متصف قرار دیا ہے یہاں تک کہ اس کو عیسیٰؑ نام دیا گیا اسی طرح اس کو اپنی ذات شریف کی صفات کے ساتھ متصف قرار دیا یہاں تک کہ اس کو احمد نام دیا گیا۔ اور وہ احمد مصطفیٰ ﷺ کے مشابہ بنایا گیا۔ جان لے کہ اس کے یہ دونوں نام دونوں فریقوں کی ایک دوسرے کی طرف توجہ تام سے حاصل ہوئے۔ اہل سماء میں اس کا نام عیسیٰ رکھا گیا باعتبار اس کی توجہ کے جو وہ عیسائی قوم کی اصلاح کے لیے ہمدردی اور رکھتا ہے۔ اسی طرح اس کا نام احمد رکھا گیا باعتبار اس کی نبی کریم ﷺ کی امت کی طرف اشد اور بڑھی ہوئی توجہ کے۔ اس کی وجہ اس کا وہ دکھ ہے جو ان کے آپس میں اختلاف اور ان کی تنگ زندگی کی وجہ سے اس کو ہے۔ جان لے کہ موعود عیسیٰ احمد ہے اور موعود احمد عیسیٰ ہے۔ اس کھلے روشن راز کی طرف اپنی پیٹھ مت پھیر۔ کیا تم داخلی مفاسد کی طرف نظر نہیں ڈالتے اور اس کی طرف جو ہمیں عیسائی اقوام سے نقصان پہنچا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہماری قوم اصلاح اور دین کے طریقوں کے بجائے فساد میں پڑ گئی ہے۔ ان میں سے اکثر شیاطین کے راستوں کی پیروی کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کا علم جگنو کی روشنی اور میدان میں سراب کی طرح ہو گیا ہے۔ ان کی

و اکبوا علی الدنیا متشاجرین۔

طبیعت میں شر کا پیچھا کرنا داخل ہوگیا ہے۔ وہ خواہش کے تکلف میں پڑ گئے اور جھگڑتے ہوئے دنیا پراوندھے گر پڑے ہیں۔

یابر بعضهم بعضا کالعقارب ولو کان المظلوم من الاقارب وما بقی فیهم صدق الحدیث وامحاض المصافات و بدلوا الحسنات بالسیئات اشتغلوا فی تطلب مثالب الاخوان و نسوا اصلاح ذات البین و حقوق اهل الایمان و صالوا علی الاخوة کصول اهل العدوان ادحضوا المودات و ازالوا خلوص النیات و اشاعوا فیهم الفسق ووالعدوان و اتبعوا العثرات والبهتان زالت نفحات المحبة کل الزوال وهبت ریاح النفاق والجدال ما بقی سعة الصّدر و صفاء الجنان و دخلت کدورات فی الایمان و تجاوزوا حدود التورع والتقاة و تناسوا حقوق الاخوان والمؤمنین والمؤمنات لا یتحامون العقوق ولا یودون الحقوق واکثرهم لا یعلمون الا الفسق والنهات و تغیر الزمان

بچھو کی طرح وہ ایک دوسرے کو ڈنگ مارتے ہیں خواہ وہ مظلوم ان کا قریبی ہی کیوں نہ ہو۔ ان میں سچ بات کہنے اور خالص دوستی باقی نہیں رہی۔ انہوں نے نیکیوں کو برائیوں سے بدل دیا ہے۔ وہ بھائیوں کے عیب تلاش کرنے میں مشغول ہیں اور باہمی اصلاح کو بھول گئے ہیں۔ انہوں نے اہل ایمان کے حقوق کو بھلا دیا ہے۔ وہ بھائیوں پر ایسے حملہ کرتے ہیں جیسے کہ دشمنوں پر حملہ آور ہوں۔ انہوں نے دوستیوں کو ضائع کر دیا اور خلوص نیت کو زائل کر دیا۔ ان کے درمیان فسق اور دشمنی پھیل گئی ہے۔ وہ لغزشوں اور بہتان کی پیروی کرنے لگ گئے ہیں۔ مکمل زوال کی وجہ سے ان سے محبت کی روح ختم ہوگئی ہے۔ ان میں نفاق اور جھگڑے کی ہوا چل پڑی ہے ۔ ان میں وسعت اور صفائی قلب باقی نہیں رہ گئی۔ ان کے ایمان میں کدورتیں داخل ہوگئی ہیں۔ انہوں نے تقویٰ اور پاکیزگی کی حدود سے تجاوز کیا ہے۔ انہوں نے بھائیوں، مومنین اور مومنات کے حقوق بھلا دیئے ہیں۔ وہ نافرمانی کے خیال سے ماوراء ہو چکے ہیں اور نہ ہی حقوق ادا کرتے ہیں۔ اکثر ان میں سے سوائے فسق اور بے راہ روی کے کچھ نہیں جانتے۔ زمانہ بدل گیا ہے پس

فلا ورع ولا تقوی ولا صوم ولا صلوة قدموا الدنیا علی الاخرة و قدموا شهوات النفس علی حضرة العزة و اراهم للدنیاهم کالمصاب ولا یبالون طرق الاخرة ولا یقصدون طریق الصواب ذهب الوفاء و فقد الحیاء ولا یعلمون ما الاتقاء اری وجوها تلمح فیهم اسرة الغدر یحبون اللیل اللیلاء و یبزقون علی البدر یقرءون القران و یترکون الرحمن لا یری منهم جارهم الا الجور ولا شریك حدبهم الا الغور و یاکلون الضعفاء و یطلبون الکور. کثر الکاذبون والنمامون والواشون والمغتابون والظالمون المغتالون و الزانون الفاجرون والشاربون المذنبون والخائنون الغدارون والمائلون المرتشون قست القلوب والسجایا لا یخافون الله ولا یذکرون المنایا یاکلون کما یاکل الانعام ولا یعلمون ماالاسلام و غمرتهم شهوات الدنیا فلها یتحرکون ولها یسکنون و فیها

نہ تقویٰ، نہ پاکیزگی اور نہ صوم وصلوٰۃ باقی رہ گئیں۔ انہوں نے دنیا کو آخرت پر مقدم کرلیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر اپنی خواہشات کو ترجیح دی۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی دنیا کے لیے بے چین ہیں وہ آخرت کے راستہ کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نہ ہی صواب کے راستے کا قصد کرتے ہیں۔ وفا غائب اور حیا ختم ہوگئی ہے اور وہ نہیں جانتے کہ تقویٰ کیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں ان کے چہرے پر دھوکے کے نشانات ہیں۔ وہ سیاہ اندھیری رات کو پسند کرتے ہیں اور بدر پر تھوکتے ہیں۔ وہ قرآن تو پڑھتے ہیں مگر رحمٰن کو ترک کرتے ہیں۔ ان کے پڑوسی ان سے سوائے ظلم کے کچھ نہیں پاتے۔ ان کی خود ساختہ بلندی سوائے پستی کے کچھ نہیں۔ وہ کمزوروں کو کھاتے ہیں اور مزید مانگتے ہیں۔ جھوٹوں، چغل خوروں، غیبت کرنے والوں، ظالموں، مارنے والوں، زانیوں، فاجروں، شراب پینے والوں، گناہ گاروں، خائنوں، غداروں، گناہ کی طرف میلان رکھنے والوں اور راشیوں کی کثرت ہوگئی ہے۔ دل اور طبیعت سخت ہوگئے ہیں۔ وہ اللہ سے نہیں ڈرتے اور نہ ہی انہیں موت کا ڈر ہے۔ وہ ایسے کھاتے ہیں جیسے کہ چارپائے کھاتے ہوں۔ وہ نہیں جانتے کہ اسلام کیا ہے؟ ان کا خیال صرف شہوات دنیا تک محدود ہے۔ اس دنیا کے لیے ہی وہ حرکت کرتے ہیں اور اسی کے لیے رکتے ہیں۔ وہ اس دنیا کے لیے سوتے ہیں اور

يناموں و فيها يستيقظون و اهل الثراء منهم غريقون فى النعم و ياكلون كالنعم و اهل البلاء يبكون لفقد النعيم او من ضغطته الغريم فنشكوا الى الله الكريم ولا حول ولا قوة الا بالله النصير المعين۔

واما مفاسد النصارى فلا تعدو لا تحصى و قد ذكرنا شطرا منها فى اوراقنا الاولى۔ فلما رأى الله سبحانه ان المفاسد فارت من الخارج والداخل فى هذا الزمان اقتضت حكمته و رحمته ان يصلح هذه المفاسد برجل له قدمان قدم على قدم عيسى وقدم على قدم احمدنِ المصطفى و كان هذ الرجل فانيا فى القدمين حتى سمى بالاسمين۔ فخذوا هذه المعرفة الدقيقة ولا تخالفوا الطريقة ولا تكونوا اول المنكرين۔ و ان هذا هو الحق و رب الكعبة و باطل ما يزعم اهل التشيع والسنة فلا تعجلوا علىّ و اطلبوا الهدى من حضرة العزة واتونى

اسی کے لیے جاگتے ہیں۔ ان میں سے اہل ثروت تو دنیاوی نعمتوں میں غرق ہیں۔ وہ چوپایوں اور بھوکوں کی طرح کھاتے ہیں۔ وہ نعمتوں کی کمی پر روتے ہیں یا اس شخص کی طرح جو قرض خواہ کی سختی پر روتا ہے۔ ہم اس حالت زار پر اللہ کریم کی طرف ہی رجوع کرتے ہیں۔ سوائے اللہ کے کسی کے پاس طاقت نہیں جو نصرت کرنے والا مددگار ہے۔

جہاں تک نصاریٰ کے مفاسد کا تعلق ہے تو ان کا کوئی حد وحساب ہی نہیں۔ ان میں سے کچھ کا ذکر ہم نے اپنے پہلے اوراق میں کیا ہے۔ پس جب اللہ نے دیکھا کہ اس زمانے میں داخلی اور خارجی مفاسد جوش مار رہے ہیں۔ تو اللہ کی حکمت اور رحمت نے تقاضا کیا کہ ان مفاسد کی اصلاح کرے اس شخص کے ذریعہ سے جو دو قدموں پر آئے۔ ایک قدم عیسیٰؑ کے قدم پر اور دوسرا قدم احمد مصطفیٰ ﷺ کے قدم پر۔ اور یہ شخص دونوں کے قدموں میں فنا ہے۔ یہاں تک کہ ان دونوں کے ناموں سے پکارا گیا۔ پس اس دقیق معرفت کے نکتے کو سمجھو اور طریقت کی مخالفت مت کرو اور انکار کرنے والوں میں پہل مت کرو۔ یہ حق ہے اور رب کعبہ حق ہے۔ جو اہل تشیع اور اہل سنت خیال کرتے ہیں وہ باطل ہے۔ میرے بارے میں جلدی مت کرو اور خدا سے ہدایت طلب کرو اور میرے پاس طالبوں کی

طالبین۔ فان تعرضوا ولا تقبلوا فتعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین۔

و هذا هوالحق الذی کشف الله علیّ بفضله العظیم و فیضه القدیم و قد توفی عیسی والله یعلم انه المتوفی و توفی امامکم محمد الذی ترقبونه و قائم الوقت الذی تنتظرونه و الهمت من ربی انی انا المسیح الموعود و احمد المسعود اتعجبون ولا تفکرون فی سنن الله و تنکرون ولا تخافون و حصحص الحق و انتم تعرضون۔ وجاء الوقت و انتم تبعدون۔ ومن سنن الله القدیم المستمرة الموجودة الی هذا الزمان التی لم ینکرها احد من الجهلاء و ذوی العرفان۔ انه قد یذکر شیاء او رجلا فی انباءه المستقبلة و یرید منه شیئا اخرا و رجلا اخر فی الارادة الازلیة و ربما نری فی منام ان رجلا جآء من مقام فلا یجیٔ من رئیناه بل یجیٔ من ضاهاه فی بعض الصفات

طرح آؤ۔ اگر تم اعراض کرو اور قبول نہ کرو تو پھر آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تم اپنے بیٹوں کو ہم اپنی عورتوں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ۔ پھر ہم دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

یہ وہ حق ہے جو اللہ نے اپنے قدیم اور عظیم فضل سے مجھ پر منکشف کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ اسی طرح تمہارے امام محمد جن کا تم انتظار کر رہے ہو اور قائم الوقت کے منتظر ہو وہ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ اللہ نے مجھے الہام کیا ہے کہ میں ہی وہ مسیح موعود اور نیک احمد ہوں۔ کیا تم اللہ کی سنت میں تعجب کرتے ہو اور فکر نہیں کرتے اور انکار کرتے اور خوف نہیں کھاتے۔ حق کھل گیا ہے اور تم اعراض کرتے ہو۔ وقت آ گیا ہے اور تم دوری اختیار کرتے ہو۔ یہ اللہ کی سنتیں قدیم سے جاری ہیں آج کے دور تک جن کا انکار نہ تو جاہلوں میں سے اور نہ ہی اہل عرفان میں سے کوئی کر سکتا ہے۔ بے شک مستقبل کی خبروں میں چیزوں یا شخص کا ذکر کیا جاتا ہے مگر ازلی ارادہ میں اس سے مراد دوسری اشیاء اور دوسرا شخص ہوتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات ہم خواب میں ایک شخص کو دیکھتے ہیں کہ وہ ایک جگہ سے آتا ہے مگر جسے ہم نے دیکھا ہوتا ہے وہ نہیں آتا بلکہ دوسرا شخص آ جاتا ہے جو صفات، نیکیوں یا بدیوں میں اس

او شابهه فى الحسنات او السيئات واقص عليك قصة عجيبة و حكاية غريبة ان لى كان ابنا صغيرًا و كان اسمه بشيرا فتوفاه الله فى ايام الرضاع والله خير و ابقى للذين اثروا سبل التقوى والارتياع فالهمت من ربى انا نرده اليك تفضلا عليك و كذلك رئيت امّه فى روياها ان البشير قد جاء و قال انى اعانقك اشد المعانقة ولا افارق بالسرعة فاعطانى الله بعده ابنا اٰخر و هو خيرالمعطين. فعلمت انه هو البشير و قد صدق الخبير فسميته باسمه و ارى حليته الاول فى جسمه فنثبتت عادة الله براى العين انه قد يجعل شريك اسم رجلين واما جعل البعض سمى بعض فهى اسرار التكميل غرض لا يعلمها الا مهجة العارفين.

سے مشابہ ہوتا ہے۔ میں تمہیں ایک عجیب قصہ اور اجنبی حکایت بیان کرتا ہوں کہ میرا ایک چھوٹا بیٹا تھا ان کا نام بشیر تھا۔ اللہ نے اسے رضاعت کے دوران ہی وفات دے دی۔ اللہ ہی خیر اور باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لیے جو تقویٰ اور پاکیزگی کے راستوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ پس میرے رب نے مجھے الہام کیا ہم اسے تیری طرف لوٹائیں گے تجھ پر فضل کرتے ہوئے۔ اسی طرح اس کی ماں نے رؤیا میں دیکھا کہ بشیر اس کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ سے معانقہ کرنا چاہتا ہوں بھرپور معانقہ اور جلدی سے دور نہیں جاؤں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد ہمیں اور بیٹے عطا کیے اور وہ سب سے بڑھ کر عطا کرنے والا ہے۔ میں نے جان لیا کہ یہی وہ بشیر ہے۔ یقیناً خبیر خدا نے سچ کر دکھایا۔ پس میں نے اس کے نام پر ہی اس لڑکے کا نام رکھا۔ میں نے اس کے جسم میں پہلے کا حلیہ دیکھا۔ اللہ کی عادت کھلی آنکھ سے ثابت ہوگئی۔ وہ اس طرح دو شخصوں کو ایک نام میں شریک کر دیتا ہے اور بعض کا نام بعض کو دے دیتا ہے۔ یہ اس غرض کی تکمیل کا راز ہے جسے سوائے عارفوں کی روح کے کوئی نہیں جانتا۔

ولی صدیق احب الاصدقاء و اصدق الاحباء الفاضل العلامة والنحرير الفهامة عالم رموز الكتاب المبين

میرا ایک دوست ہے اور میں اپنے دوستوں سے محبت کرتا ہوں۔ میرے دوستوں میں سے سب سے زیادہ صادق، فاضل، علامہ اور عظیم عالم جو کہ

عارف علوم الحكم والدين و اسمه
كصفاته المولوى الحكيم نورالدين
فاتفق فى هذه الايام من قضاء الله
الحكيم العلام ان ابنه الصغير
الاحد الذى كان اسمه محمد احمد
مات بمرض الحصبة فصبر ووافق
ربه ذا الحكمة والقدرة والرحمة فراه
رجل فى ليلة وفاته بعد مماته كانه
يقول لا تحزنوا لهذه الفرقة فانى
اذهب لبعض الضرورة و سارجع
اليكم بقدم السرعة و هذا يدل
على انه سيعطى ابنا اخر فيضا هى
الثانى الغابر والله قادر على كل شىء
ولكن اكثرالناس لا يلعمون
شئون احسن الخالقين۔

و كذلك فى هذا الباب قصص
كثيرة و شهادات كبيرة و قد
تركناها خوفا من طول الكلام و
كثيرة منها مكتوبة فى كتب تعبير
المنام فارجع اليها ان كنت من
الشاكين و كيف تشك و ان الاخبار
تواترت فى هذا الباب و لعلك
تكون ايضًا من الشاهدين لهذا

کتاب مبین کے رموز کا عالم ہے وہ حاکم اور دین کے علوم کا عارف ہے۔ اس کا نام اس کی صفات کی طرح مولوی حکیم نورالدین ہے۔ اتفاقاً انہی ایام میں قضائے الٰہی سے ان کا ایک چھوٹا بیٹا جس کا نام محمد احمد تھا خسرہ کے مرض سے فوت ہوگیا۔ انہوں نے صبر کیا اور حکمت والے، قدرت والے، رحمت والے خدا کی مرضی سے اتفاق کرلیا۔ انہوں نے ایک رات خواب میں ایک شخص کو دیکھا اس کی وفات کے بعد گویا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ اس فراق سے غمگین مت ہو میں بعض ضرورت کی وجہ سے گیا ہوں اور عنقریب تیز قدموں سے تمہاری طرف واپس آجاؤں گا۔ یہ دلیل تھی اس بات کی کہ انہیں اور بیٹے عطا کیے جائیں گے اور دوسرا گزرے ہوئے کے مشابہ ہوگا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن اکثر لوگ احسن الخالقین کے طریقوں کو نہیں جانتے۔

اس باب میں کثیر قصے اور بڑی شہادتیں ہیں جنہیں ہم طوالت کلام کے خوف سے چھوڑتے ہیں۔ اکثر ایسے قصے خوابوں کی تعبیر والی کتب میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور اگر تجھے شک ہے تو ان کتابوں کی طرف رجوع کر۔ تم کس طرح شک کرتے ہو حالانکہ اس معاملے میں خبریں تواتر سے موجود ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اسی طرح تجھے ان عجائبات کا مشاہدہ ہوجائے۔ کیا تو یہ عقیدہ رکھتا ہے

العجاب فما ظنك اتعتقد ان رجلا متوفيا اذا راٰه احد فی المنام او اخبر عنه فی الالهام و قال المتوفی انی سارجع الی الدنيا والقی القربی فهل هو راجع علی وجه الحقيقة او هذا القول تاويل عند اهل الطريقة فان كنتم مؤلين فی هذا المقام فمالكم لا تؤلون فی انباء تشابهها بالوجه التام اتفرقون بين سنن الله يا معشر الغافلين فتدبر وما اخال ان تتدبر الا ان يشاء ربی هادی الضالين۔

و قد عرفت ان علامات ظهور المسيح الذی هوالمهدی قد ظهرت والفتن كثرت و عمت والمفاسد غلبت و هاجت وماجت و يسبون خيرالبشر فی السكك والاسواق وماتت الملة و التفت الساق بالساق وجاء وقت الفراق فارحموا الدين المهان فانه يرحل الان و نشدتكم الله الا ترون هذه المفاسد بالعين الا يترك عين زلال الايمان للعين اشهدوا الله اشهدوا احق هذا او من المين وما زاولنا اشد من كيد

کہ اگر ایک مردہ شخص کو کوئی خواب میں دیکھ لے اور اسے الہاماً خبر دے اور متوفی کہے کہ میں دنیا میں واپس آؤں گا اور اپنے عزیزوں سے ملوں گا۔ کیا وہ حقیقت میں واپس آنے والا ہے یا کہ اس کا یہ قول اہل طریقت کے نزدیک تاویل طلب ہے۔ اگر تم اس مقام میں تاویل کرتے ہو تو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ان خبروں میں تاویل نہیں کرتے جو توجہ تام سے مشابہ ہیں۔ کیا تم اللہ کی سنتوں کے درمیان تفریق کرتے ہو۔ اے غافلوں کے گروہ! تدبر کرو۔ میں نہیں خیال کرتا کہ تم تدبر کرو گے مگر جب کہ میرا رب چاہے کہ وہ گمراہوں کو ہدایت دے۔

تم جانتے ہو کہ ظہور مسیح جو مہدی بھی ہے کی علامات ظاہر ہو گئی ہیں۔ فتنے بڑھ گئے اور گھیرے ہو گئے ہیں۔ مفاسد غالب آ گئے ہیں اور جوش مار رہے ہیں۔ یہ لوگ خیر البشر کو گلیوں اور بازاروں میں گالیاں دیتے ہیں اور ملت مر گئی ہے۔ موت کا وقت قریب آ گیا ہے اور جدائی کا وقت آ پہنچا ہے۔ اس دین کی رسوائی پر رحم کرو کیونکہ وہ چلا ہی جاتا ہے۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ بتاؤ کیا تم اپنی آنکھوں سے ان مفاسد کو نہیں دیکھتے۔ کیا انہوں نے ایمان کے سونے کو عورتوں کے لیے نہیں ترک کر دیا۔ گواہی دو اللہ کو گواہ بنا کر۔ بتاؤ کیا یہ حق ہے یا جھوٹ۔ نصاریٰ کے مکر سے بڑھ کر کوئی مکر نہیں۔ اور

النصاری و انا فی ایدیھم کالاساری اذا ارادوا التلبیس فینخجلون ابلیس۔ ظھرالباس و حصحص الیاس و قست قلوب الناس و اتبعوا وساوس الوسواس و بعدوا عن التقویٰ و خوف اللہ الاعلی بل عادوا ھذا النمط و ضاھوا السقط و قلت قلیلا مما رئیت وما استقصیت وواللہ ان المصائب بلغت منتھاھا و ما بقی من الملۃ الا رسمھا ودعواھا و احاطت الظلمات وعدم سناھا ووطئی زروعنا الا وابد فما بقی ماءھا و مرعھا و کاد الناس ان یھلکوا من سیل الفتن و طغواھا فاعطی سفینۃً من ربی بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا و تفصیل ذلك ان اللہ وجد فی ھذا الزمان ضلالات و النصاری مع انواع الطغیان وری انھم ضلوا و اضلوا خلقا کثیرًا و علوا علوًا کبیرًا و اکثروا الفساد و اشاعوا الارتداد و صالوا علی الشریعۃ الغرّا و فتحوا ابواب المعاصی والاھواء ففارت غیرۃ اللہ

ہم ان کے ہاتھوں میں قیدیوں کی طرح ہیں۔ جب وہ دھوکے کا ارادہ کرتے ہیں تو شیطان ابلیس کو شرما دیتے ہیں۔ تنگی ظاہر ہوگئی اور مایوسی پھیل گئی ہے۔ لوگوں کے دل سخت ہوگئے ہیں۔ وہ وسوسہ ڈالنے والوں کے وسوسوں کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ تقویٰ اور بلند خدا کے خوف سے دور ہوگئے ہیں۔ بلکہ وہ اس طریقے کی مخالفت کرتے ہیں اور بے کار چیز سے مشابہ ہیں۔ میں نے بہت تھوڑا بیان کیا جو میں نے دیکھا ہے پورا بیان نہیں کیا۔ اللہ کی قسم! مصائب اپنی انتہا کو پہنچ چکے ہیں اور ملت اسلامیہ میں سوائے رسمی دعووں کے کچھ باقی نہیں رہا۔ اندھیروں نے احاطہ کرلیا ہے۔ روشنی معدوم ہوگئی ہے۔ وحشی جانوروں نے ہمارے کھیتوں کو اجاڑ دیا۔ ان میں نہ تو پانی اور نہ سبزہ باقی رہ گیا ہے۔ قریب ہے کہ لوگ فتنوں کے سیلاب سے ہلاک ہوجائیں اور سرکشی اختیار کرلیں۔ پس اللہ میرے رب نے مجھے سفینہ عطا کیا ہے۔ اللہ ہی کے نام کے ساتھ اس کا چلنا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں عیسائیوں کی گمراہیوں کو دیکھا جن کے ساتھ انواع واقسام کا طوفان ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ خود گمراہ ہوگئے ہیں اور کثیر مخلوق کو گمراہ کردیا ہے۔ انہوں نے سرکشی کی بڑی سرکشی فساد بڑھادیا اور ارتداد کو پھیلا دیا اور وہ روشن

ذی الکبریاء عند هذه الفتنة الصماء و مع ذلك كانت فتنة داخلية فی المسلمين و مزقوا باختلافات دين سيدالمرسلين۔ وصال بعضهم علی البعض كالمفسدين فاختارنی الله لرفع اختلافهم و جعلنی حكما قاضيا لانصافهم فانا الامام الاتی علی قدم المصطفی للمؤمنين۔ انا المسيح متمم الحجة علی النصاری والمنتصرين۔

شریعت محمدی پر حملہ آور ہوئے۔انہوں نے گناہ اور خواہشات کے دروازے کھول دیئے ۔ پس اللہ کبریائی والے کی غیرت نے اس بہرہ کر دینے والے فتنے کے وقت میں جوش مارا۔اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے اندر داخلی فتنہ بھی موجود ہے۔ انہوں نے سیدالمرسلینؐ کے دین میں اختلاف کرتے ہوئے اپنے آپ کو ٹکڑے ٹکڑے کرلیا۔ان میں سے بعض بعض پر مفسدوں کی طرح حملہ آور ہوئے۔پس اللہ نے مجھے ان کے اختلافات کو رفع کرنے کے لیے چنا اور اس نے مجھے حکم اور قاضی بنایا تا کہ ان کے درمیان انصاف کروں۔ میں وہ امام ہوں جو مومنین کے لیے محمد مصطفی ﷺ کے قدموں پر آیا ہے اور میں مسیح ہوں تا کہ نصاریٰ اور جو عیسائی ہوئے ان پر حجت پوری کروں۔

وجمع الله فی وجودی الاسمين كما اجتمعت فی زمانی نارالفتنتين۔ و هذا هوالحق و باالذی خلق الكونين۔ فجئت لاشيع انوار بركاته واختارنی ربی لميقاته وما كنت ان ارد فضل الله الكريم وما كان لی ان اخالف مرضات الرب الرحيم وما انا الا كالميت فی يدی الغسال و اقلب كل طرفة بتقليب الفعال و

اللہ نے میرے وجود میں دونوں ناموں کو جمع کیا ہے۔جس طرح کہ میرے زمانے میں دونوں فتنوں کی آگ کو اکٹھا کیا ہے یہ وہ حق ہے۔اللہ کی قسم جس نے دونوں جہانوں کو پیدا کیا میں آیا ہوں تا کہ اس کے انوار کی برکات کو پھیلاؤں۔میرے رب نے میرے لیے اس وقت کو چنا۔میرے بس میں نہیں کہ اللہ کریم کے فضل کو لوٹاؤں۔نہ ہی میری طاقت ہے کہ میں اپنے رب رحیم کی رضا کی مخالفت کروں۔میں تو اس میت کی مانند ہوں جو غسل دینے

جئت عند كثرة بدعات المسلمين۔ ومفاسد المسيحين و ان كنت فى شك فانظر بامعان النظر كالمحقق لا ريب فى فتن بدعات قومنا و جهلات عبدة الصليب۔ اما ترى فتنا متوالية اسمعت نظيرها فى قرون خالية فمالك لا تفكر كالعاقلين۔ ولا تنظر كالمنصفين و ان الله يبعث على كل رأس مائة مجدد الدين و كذالك جرت سنة الله المعين۔ اتظن انه ما ارسل عند هذا الطوفان رجلا من ذوى العرفان ولا تخاف الله اٰخذ المجرمين۔

والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ میں ہر لمحے اس فعال خدا کے پلٹانے سے پلٹا دیا جاتا ہوں۔ اور میں اس وقت آیا ہوں جب مسلمانوں میں بدعات کی کثرت ہوگئی ہے اور مسیحیوں میں مفاسد پھیل گئے ہیں۔ اگر تجھے اس میں شک ہے تو پھر ایک محقق عالم کی باریک نظر سے ہماری قوم کی بدعات کے فتنوں اور عیسائیوں کی جہالت کو دیکھ۔ کیا تو اس طرح کے پے درپے فتنوں کی نظیر اس سے پہلے زمانوں میں پاتا ہے۔ پس تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو عاقل لوگوں کی طرح فکر نہیں کرتا اور نہ ہی منصفین کی طرح نظر دوڑاتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مجدد دین کو مبعوث کرتا ہے۔ اسی طرح مددگار خدا کی سنت جاری ہے۔ کیا تو خیال کرتا ہے کہ اللہ نے اس طوفان کے وقت کسی اہل عرفان کو نہیں بھیجا۔ کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا جو مجرموں کو پکڑ لیتا ہے۔

قد انقضت على رأس المائة احدى عشر سنة فما نظرت و انكسفت الشمس والقمر فما فكرت و ظهرت الايات فما تذكرت۔ و تبنيت الامارات فما وقّرت اءنت تنام او كنت ن المعرضين. اتقول لم ما فعل الفعال كما كنت اخال و كذلك زعم الذين خلوا من قبلك

یقیناً صدی کے گیارہ سال گزر گئے اور تو نے کوئی نظر نہیں دوڑائی۔ سورج و چاند کو گرہن لگ گیا ہے تو نے کوئی فکر نہیں کی۔ نشانیاں ظاہر ہوگئی ہیں اور تو ان کا ذکر نہیں کرتا۔ نشانات ظاہر ہو گئے ہیں اور تو ان کی عزت نہیں کرتا۔ کیا تو سویا ہوا ہے یا اعراض کرنے والوں میں سے ہے۔ کیا تو یہ کہتا ہے کہ اللہ فعال نے ایسے کیوں نہیں کیا جیسے کہ تو خیال کرتا تھا۔ اسی طرح یہودیوں میں سے ان لوگوں نے تصور کیا

من اليهود وما امنوا بخيرالرسل و جيب رب المعبود و قالوا يخرج منا خاتم الانبياء الموعود و كذلك كان وعد ربنا بداؤدو قالوا ان عيسى لا ياتى الا بعد نزول ايليا من السماء فكفروا بمحمد خير الرسل و عيسى الذى كان من الانبياء و ختم الله على قلوبهم فما فهموا الحقيقة وما كانوا متدبرين۔ و قست قلوبهم و نحتوا الدقارير حتى صاروا قردة و خنازير و كذلك يكون مآل تكذيب الصادقين۔ و انهم كانوا علماء اخزابهم وائمة كلامهم و كانوا فقهاء و محدثين و فضلاء مفسرين۔ و كان اكثرهم من الراهبين۔ فلما زاغو ازاغ الله قلوبهم وما نفعهم علمهم ولا نخروبهم و كانوا قوما فاسقين۔

فلا تفرطوا بجنب الله وليكن فيكم رفق و حلم ولا تقفوا ما ليس لكم به علم ولا تغلوا ولا تعتدوا ولا تعثوا فى الارض ولا

تھا جو تجھ سے پہلے گزر گئے۔ وہ خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم اور معبود رب کے حبیب پر ایمان نہیں لائے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ موعود خاتم الانبیاء ان میں سے آئے گا کیونکہ ہمارے رب کا داؤدؑ سے ایسے ہی وعدہ تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ نہیں آئیں گے مگر ایلیا کے آسمان سے نزول کے بعد پس انہوں نے خیر الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰؑ کی تکفیر کی جو نبیوں میں سے تھے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ انہوں نے حقیقت کو نہیں سمجھا اور نہ ہی وہ تدبر کرنے والوں میں سے تھے۔ ان کے دل سخت ہو گئے۔ انہوں نے جھوٹ گھڑا یہاں تک کہ وہ بندر اور خنزیر بن گئے اور صادقوں کی تکذیب کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے۔ بے شک وہ ان کے گروہ کے علماء تھے اور لالچی لوگوں کے امام۔ وہ فقہاء تھے، محدثین، فضلاء اور مفسرین تھے۔ ان میں سے اکثر راہب تھے۔ جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔ نہ ان کے علم نے اور نہ ہی ان کی عقل نے ان کو نفع دیا اور وہ فاسق لوگوں میں سے تھے۔

اللہ کے معاملے میں افراط مت کرو۔ پس چاہیے کہ تم میں نرمی اور بردباری ہو۔ تم وہ مت کہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ تم غلو اور زیادتی مت کرو اور زمین میں اکڑ کر مت چلو اور فساد نہ کرو اور اللہ سے

تفسدوا و اخشوا الله ان كنتم متقين. قد سمعتم سنة تسمية البعض باسماء البعض فلا تتركوا السنن الثابتة من الله القدير لا وهام ليس لها عند كم من برهان و نظير و ان كنتم تصرون عليها ولا تعرضون عنها فأنبؤنا بنظائر على تلك السنة ان كنتم صادقين. ولن تقدروا ان تاتوا بنظير فلا تبرز والحرب الرب القدير ولا تردّوا النعمة بعد نزولها ولا تدعوا الفضل بعد حلولها ولا تكونوا اول المعرضين.

ڈرو اگر تم متقی ہو۔ تم بعض ناموں کی بعض ناموں کے ساتھ تسمیہ کی سنت کو سن چکے ہو۔ پس تم اوہام کی خاطر اللہ قدیر کی ثابت شدہ سنت کو مت ترک کرو۔ وہ اوہام جن کی تمہارے پاس کوئی دلیل اور کوئی نظیر نہیں۔ اگر تم اس پر ہی اصرار کرتے ہو اور اس سے اعراض نہیں کرنا چاہتے تو پھر ہمیں اس سنت کی کوئی نظیر تو دکھاؤ اگر تم صادق ہو۔ اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ تم کوئی اس کی نظیر دکھا سکو۔ پس تم اپنے رب قدیر سے لڑائی کے لیے میدان میں مت اترو اور نعمت کے نازل ہوجانے کے بعد اس کا ردّ مت کرو۔ تم فضل کو اس کے ظاہر ہوجانے کے بعد مت چھوڑو۔ اور نہ ہی اعراض کرنے میں پہل کرو۔

و ان كنتم فى شك من امرى ولا تنظرون نور قمرى و تزعمون ان المهدى الموعود والامام المسعود يخرج من بنى فاطمة لاطفاء فتن حاطمة ولا يكون من قوم اخرين. فاعلموا ان هذا و هم لا اصل له و سهم لا نصل له و قد اختلف القوم فيه كما لا يخفى على عارفيه و على كهل المحدثين. وجاء فى بعض الروايات ان المهدى صاحب الايات

اگر تمہیں میرے امر میں شک ہے اور تمہیں میرے قمر کا نور نظر نہیں آتا اور تم خیال کرتے ہو کہ مہدی موعود اور امام مسعود بنی فاطمہ میں سے آئے گا ان فتنوں کو ریزہ ریزہ کرنے کے لیے اور وہ کسی اور قوم میں سے ہو نہیں سکتا۔ تو جان لو کہ یہ محض وہم ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں اور ایسا تیر ہے جس کی کوئی نوک نہیں۔ اس معاملے میں قوم میں اختلاف ہے جیسے کہ عارفین اور بڑے بڑے محدثین پر یہ معاملہ مخفی نہیں۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ مہدی صاحب آیات حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے

من ولد العبّاس و جاء فی البعض انه منّا ای من خیرالناس و فی البعض انه من ولد الحسن والحسین فالاختلاف لا یخفی علی ذوی العینین و قد قال رسول الله ﷺ ان سلمان منا اهل البیت مع انه ما کان من اهل البیت بل کان من الفارسیین۔

ثم اعلم ان امر النسب والاقوام امر لا یعلم حقیقتة الا علم العلام والرؤیا التی کتبتها فی ذکر الزهراء تدل علی کمال تعلقی والله اعلم بحقیقة الاشیاء و فی کتاب التیسیر عن ابی هریرة من اسلم من اهل فارس فهو قرشی و انا من الفارس کما انباءنی ربی۔ فتفکر فی هذا ولا تعجل کالمتعصبین۔ ثم الاصول المحکم والاصل الاعظم ان ینظر الی العلامات و یقدم البینات علی الظنیات فان کنت ترجع الی هذه الاصول فعلیك ان تتدبر بالنهج المعقول لیهدیك الله الی الحق مبین و هو ان النصوص

ہوگا۔اور بعض احادیث میں ہے کہ وہ مجھ میں سے ہوگا یعنی خیرالناس میں سے۔بعض احادیث میں ہے کہ وہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوگا۔پس اس معاملے میں اختلاف آنکھوں والوں کے لیے مخفی نہیں رہ گیا۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا حضرت سلمان فارسیؓ ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔باوجود اس کے وہ اہل بیت میں سے نہیں تھے بلکہ وہ فارسی تھے۔

پھر جان لو کہ حسب نسب اور اقوام کا معاملہ وہ ہے جس کی حقیقت سوائے جاننے والے خدا کے علم کے کوئی نہیں جانتا۔اور جو رؤیا میں نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے بارے میں لکھی ہے وہ میرے ان کے ساتھ کمال روحانی تعلق پر دلیل ہے۔اللہ اشیاء کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔کتاب التفسیر میں ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس نے اہل فارس میں سے اسلام قبول کیا وہ قریشی ہے۔اور میں اہل فارس میں سے ہوں جیسے کہ میرے رب نے مجھے خبر دی ہے۔پس اس میں فکر کر اور متعصب لوگوں کی طرح جلدی مت کر۔پھر محکم اصول اور اصل بڑی بنیادی بات یہ ہے کہ ہم علامات کی طرف نظر دوڑائیں اور بیّنات کو ظنی باتوں پر مقدم کریں۔اگر تو اس اصول کی طرف توجہ کرے تو تجھ پر لازم ہے کہ تو معقول طریقے سے تدبر کر تا کہ اللہ تجھے کھلے

القرانية والحديثية قد اتفقت على ان الله ذالقدرة قسم زمان هذه الامة بحكمته منه و رحمة على ثلاثة ازمنة و سلمه العلماء كلّهم من غير مرية فالزمان الاول هو زمان اول من القرون الثلثة من بدو زمان خيرالبرية۔ والزمان الثانى زمان حدوث البدعات الى وقت كثرت شيوع المحدثات۔ والزمان الثالث هو الذى شابه زمان خيرالبرية و رجع الى منهاج النبوة و تطهر من بدعات ردية و روايات فاسدة وضاها زمان خاتم النبيين و سماه اُخرالزمان نبى الثقلين لانه اخر من الزمانين و حمدالله تعالىٰ العباد الاخرين كما حمد الاولين۔ وقال ثلة من الاولين و ثلة من الاخرين ولكل ثلة امام و ليس فيه كلام فهذه اشارة الى خاتم الائمة و هو المهدى الموعود اللاحق بالصحابة كما قال عز و جل واٰخرين منهم لما يلحقوا بهم۔ و سئل رسول الله ﷺ عن حقيقة الاخرين فوضع يده على

حق کی طرف ہدایت کرے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے نصوص اس پر متفق ہیں کہ اللہ قدرت والے نے اپنی حکمت اور رحمت سے اس امت کے زمانے کو تین زمانوں میں تقسیم کیا ہے۔ تمام علماء بغیر شک وشبہ کے اس کی تعلیم دیتے آئے ہیں۔ پس پہلا زمانہ وہ زمانہ ہے جو رسول کریم ﷺ کے زمانہ سے لے کر اول صدی سے تیسری صدی تک کا ہے۔ دوسرا وہ زمانہ ہے جب بدعات شروع ہوئیں یہاں تک کہ یہ محدثات کثرت سے پھیل گئیں۔ تیسرا زمانہ وہ زمانہ ہے جو خیرالبریہ حضرت محمد ﷺ کے زمانے سے مشابہ ہوگا۔ وہ منہاج نبوت کی طرف لوٹنا ہوگا اور ردّی بدعات اور فاسد روایات سے پاک ہونے والا زمانہ ہے۔ یہ خاتم النبیین ﷺ کے زمانے سے مشابہ ہوگا۔ اس کا نام آخری زمانہ نبی الثقلین ﷺ نے رکھا کیونکہ وہ زمانوں میں سے بھی آخری ہے۔ اللہ نے آخرین کی تعریف اسی طرح کی جس طرح اولین کی۔ اور فرمایا ایک گروہ پہلوں میں سے اور ایک گروہ آخرین میں سے ہوگا۔ اور ہر گروہ کا امام ہے۔ اور اس میں کوئی کلام نہیں۔ اس میں اشارہ ہے خاتم آئمہ کی طرف اور وہ مہدی موعود ہے اور اس کو صحابہ سے ملایا۔ جیسے کہ اللہ عز وجل فرماتا ہے آخرین جو ان سے ملنے والے ہیں۔ اور رسول کریم ﷺ سے آخرین کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو

كتف سلمان كالموالين المحبين۔ و قال لو كان الايمان معلقا بالثريا اى ذاهبا من الدنيا لنا له رجل من فارس و هذه اشارة لطيفة من خيرالبرية الى اخر الائمة و اشارة الى ان الامام الذى يخرج فى اخرالزمان و يرد الى الارض انوار الايمان يكون من ابناء فارس بحكم الله الرحمن فتفكر و تدبر و هذا حديث لا يبلغ مقام حديث اخر و قد ذكره البخارى فى الصحيح بكمال التصريح و اذا ثبت ان الامام الاتى فى اٰخرالزمان هُو الفارسى لا غير من نوع الانسان فما بقى لرجل اخر موضع قدم و هذا من الله مليك وجود و عدم فلا تحاربوا الله ولا تجادلوا كالمعتدين۔ واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر رکھا محبت کرنے والے دوستوں کی طرح اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا ہوگا یعنی دنیا سے اٹھ گیا ہوگا تو ایک شخص فارس میں سے اس کو واپس لے آئے گا۔ اس میں خیرالبریہؐ کی طرف سے لطیف اشارہ ہے اس آخری امام کے بارے میں۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ امام جو آخری زمانے میں نکلے گا اور اللہ رحمن کے حکم سے وہ ایمان کے نور کو زمین کی طرف لوٹا دے گا۔ وہ اہل فارس کے بیٹوں میں سے ہوگا۔ پس اس حدیث پر فکر اور تدبر کر جس کے مقام کو کوئی دوسری حدیث نہیں پہنچ سکتی۔ اس کا ذکر امام بخاری نے کمال تصریح کے ساتھ صحیح بخاری میں کیا ہے۔ اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ وہ امام جو آخری زمانہ میں آنے والا ہے وہ فارسی ہوگا کسی اور بنی نوع انسان میں سے نہیں۔ تو کسی اور کو اس کی جگہ پر قدم رکھنے کی جرأت نہیں۔ یہ اللہ مالک کے وجود سے ہے جو عدم سے ہے۔ پس تم اللہ سے مت لڑائی کرو اور زیادتی کرنے والوں کی طرح جھگڑا مت کرو۔ خاتمہ اس پر کہ تمام تعریف رب العالمین کے لیے ہے۔

اَلْقَصِیْدَةُ

فی مدح ابی بکر الصّدّیق و عُمر الفارُوق وغیرهما من الصحابة رضوان اللّٰه علیهم اجمعین

قصیدہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و دیگر صحابہؓ کی مدح میں

رویدك لا تهج الصحابة واحذر
سنبھل جا! صحابہؓ کی ہجو نہ کر اور ڈر
ولا تقف کل مزور و تبصر
ہر فریبی کے پیچھے مت چل اور بصیرت سے کام لے

ولا تتخیر سبل غی و شقوة
گمراہی اور بدبختی کے راستوں کو اختیار نہ کر
ولا تلعنن قوما اناروا کنیر
اور ایسے لوگوں پر لعنت نہ کر جو آفتاب کی طرح روشن ہوئے

اولٓئك اهل الله فاخش فناءهم
یہ اہل اللہ ہیں پس ان کے صحن میں داخل ہونے سے ڈر
ولا تقدحن فی عرضهم بتهور
اور دیدہ دلیری سے ان کی آبرو پر طعنہ زنی نہ کر

اولٓئك حزب الله حفاظ دینه
یہ اللہ کا گروہ اور اس کے دین کے محافظ ہیں
و ایذاءهم ایذاء مولی موثر
اور ان کو تکلیف پہنچانا انہیں پسند کرنے والے مولیٰ کو ایذا دینا ہے

تصدوا لدین الله صدقا و طاعة
وہ دین الٰہی کی خاطر تیار ہو گئے صدق اور اطاعت سے
لکل عذاب محرق او مدمّر
ہر جلانے والے یا مہلک عذاب کے اٹھانے کے لیے

و طهر وادی العشق بحر قلوبهم
عشق کی وادی نے ان کے دلوں کے سمندر کو پاک کر دیا
فما الزبد والغثاء بعد التطهر
پس جھاگ اور میل کچیل پاک ہو جانے کے بعد باقی نہیں رہی

وجاؤا نبی الله صدقًا فنوروا
وہ اللہ کے نبی کے پاس صدق دل سے آئے تو روشن کر دیے گئے
ولم یبق اثر من ظلامٍ مکدّر
اور کدورت کی تاریکی کا کوئی اثر باقی نہیں رہا

باجنحة الا شواق طاروا اطاعةً
وہ فرمانبرداری کرتے ہوئے شوق کے پروں کے ساتھ اڑے
و صاروا جوارح للنبی الموقر
اور وہ بزرگ نبیؐ کے دست و بازو بن گئے

و نحن و انتم فی البساتین نرتع
ہم اورتم تو (آج) باغوں میں مزے کرتے ہیں
وهم حضروا میدان قتلٍ کمحشر
جبکہ وہ مقتل میں روزِ محشر کی طرح حاضر ہوئے تھے

و ترکوا هوی الاوطان لِلّٰه خالصًا
انہوں نے خالصتاً اللہ کے لیے وطن کی محبت چھوڑ دی
و جاؤا الرسول کعاشق متخیّرٍ
اور رسول کریم ﷺ کے پاس ایک عاشق شیدائی طرح آئے

علی الضعف صوالون من قوة الهدی
وہ باوجود ضعف کے ہدایت کی قوت کے ساتھ حملہ آور ہوئے
علی الجرح سلالون سیف التشذر
زخمی ہوکر بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی تلوار سونتنے والے تھے

اتکفر خلفاء النبی تجاسرًا
اے شخص! کیا تو جسارت سے نبی کے خلفاء کی تکفیر کرتا ہے
اتلعن من هو مثل بدر منور
کیا توان پر لعنت کرتا ہے جو کامل چاند کی طرح روشن ہیں؟

و ان کنت قد ساءتك امر خلافةٍ
اور اگر تجھ کو (ان کی) خلافت کا معاملہ برا لگتا ہے
فحارب ملیکا اجتباهم کمشتری
تو اس بادشاہ سے لڑ جس نے انہیں خریدار کی طرح پسند کیا

فباذنه قد وقع ما کان واقعا
اسی بادشاہ کے اذن سے واقع ہونے والا امر واقعہ ہو چکا
فلا تبك بعد ظهور قدرٍ مقدّرٍ
پس مقدر تقدیر کے ظاہر ہو جانے کے بعد مت رو

وما استخلف الله العلیم کذاهل
اور انہیں خداوند علیم نے بھولنے والے کی طرح خلیفہ نہیں بنایا
وما کان ربّ الکائنات کمهتر
اور رب کائنات غلط بات کہنے والے کی طرح نہیں ہے

و قضیت امور خلافة موعودة
اور خلافتِ موعودہ کے کام پورے ہوگئے
و فی ذاك اٰیات لقلب مفکّرٍ
اس میں سوچنے والے دل کے لیے نشانات ہیں

و انی اری الصدیق کالشمس فی الضحی
میں (ابوبکر) صدیق ؓ کو صبح کے سورج کی طرح روشن پاتا ہوں
ماٰثره مقبولة عند هوجر
آپ کے مناقب واخلاق ایک روشن ضمیر انسان کی نگاہ میں مقبول ہیں

و کان لذات المصطفیٰ مثل ظلّه
وہ مصطفیٰ ؐ کے لیے آپ ؐ کے سائے کی مانند تھا
ومهما اشارا المصطفیٰ قام کالجری
اور جب بھی مصطفیٰ ؐ نے اشارہ کیا تو وہ بہادر کی طرح اٹھ کھڑا ہوا

و اعطی لنصرالدین اموال بیته
اور اس نے دین کی نصرت کے لیے اپنے گھر کے اموال دے دیئے
جمیعا سوی الشئ الحقیر المحقر
سب، سوائے ناچیز اور معمولی اشیاء کے

ولما دعاہ نبینا لرفاقۃ
اور جب ہمارے نبیؐ نے اسے رفاقت کے لیے بلایا تو وہ
علی الموت اقبل شایقا غیر مدبر
موت پر شوق کے ساتھ آگے بڑھا اور وہ پیٹھ پھیرنے والا نہ تھا

و لیس محل الطعن حسن صفاتہ
اور اس کی اچھی صفات طعن کا محل نہیں
و ان کنت قد ازمعت جورًا فعیر
اگر تو نے ظلم کا ارادہ کیا ہے تو عیب لگاتا رہ

اباد ھوی الدنیا لاحیاء دینہ
اس نے دنیا کی خواہشات کو رسول اللہؐ کے دین کی خاطر
و جاء رسول اللہ من کل معبر
مٹا دیا اور رسول اللہؐ کے پاس ہر گزرگاہ سے آیا

علیك بصحف اللہ یا طالب الھدی
اے طالب ہدایت! تجھے لازم ہے اللہ کے صحیفوں کو پکڑ
لتنظر اوصاف العتیق المطھر
تا تو اس پاک شریف النفس کے اوصاف دیکھے

وما ان اریٰ واللہ فی الصحب کلّھم
خدا کی قسم! میں تمام کے تمام صحابہؓ میں
کمثل ابی بکر بقلب معطر
کوئی شخص ابوبکرؓ کی طرح معطر دل والا نہیں پاتا

تخیرہ الاصحاب طوعا لفضلہ
صحابہؓ نے بخوشی اس کی بزرگی کے باعث اس کا انتخاب کیا
و للبحر سلطان علی کل جعفر
اور سمندر کو غلبہ حاصل ہے ہر دیار پر

و یثنی علی الصدّیق رب مھیمن
اور مہیمن ربّ صدیقؓ کی مدح کرتا ہے
فما انت یا مسکین ان کنت تزدری
پس اے مسکین! تو کیا چیز ہے؟ اگر تو عیب لگاتا ہے

لہ باقیات صالحات کشارق
سورج کی طرح اس کے باقیات صالحات موجود ہیں
لہ عین اٰیات لھذا التطھر
اس پاکیزگی کی وجہ سے اس کے لیے نشانات کا ایک چشمہ موجود ہے

تصدی لنصر الدین فی وقت عسرۃ
دین کی تنگی کے وقت اس نے اس کی مدد کی ذمہ داری لی
تبدی بغار بالرسول الموزرٖ
اس نے تائید یافتہ رسولؐ کے ساتھ غار میں جانے میں پہل کی

مکین امین زاھد عند ربہ
وہ اپنے رب کے حضور صاحب مرتبہ، امانتدار اور تارک دنیا ہے
مخلص دین الحق من کل مھجر
دین حق کو نجات دینے والا ہے ہر ایک بیہودہ گو سے

و من فتن یخشی علی الدین شرّھا
وہ دور کرنے والا ہے دین کو ایسے فتنوں سے جن کے شر سے دین کو خوف تھا
و من محن کانت کصخر مکسّرٖ
اور ایسے دکھوں سے جو توڑنے والے پتھر کی طرح تھے

ولو كان هذاالرجل رجلًا منافقًا
اگر یہ آدمی کوئی منافق آدمی تھا تو
فمن للنبی المصطفٰی من معزرٍ
پھر نبی مصطفیٰ ﷺ کا مددگار کون تھا؟

اتحسب صديق المهيمن كافرا
تو کیا تو خدائے مہیمن کے صدیقؓ کو کافر خیال کرتا ہے
لقول غريق فی الضلالة اکفرِ
ایسے شخص کے کہنے پر جو گمراہی میں غرق اور سب سے بڑا کافر ہے

و كان كقلب الانبياء جنانه
اس کا دل تو انبیاء کے دل کی طرح تھا
و همته صوالة كالغضنفرِ
اور اس کی ہمت شیر کی طرح حملہ کرنے والی تھی

ارٰی نور وجه الله فی عاداته
میں تو اس کی عادات میں اللہ کے چہرے کا نور پاتا ہوں
و جلواته كانه قطع نيّرٍ
اور اپنے جلووں میں بھی وہ آفتاب کے ٹکڑوں کی طرح تھا

و ان له فی حضرة القدس درجة
اور انہیں اللہ کی درگاہ میں ایک مرتبہ حاصل ہے
فويل لالسنةٍ حدادٍ كخنجرِ
ہلاکت ہے ان زبانوں کے لیے جو خنجر کی طرح تیز ہیں

و خدماته مثل البدور منيرة
ان کی خدمات کامل چاند کی طرح روشن ہیں
و ثمراته مثل الجنا المستكثرِ
اور ان کے پھل کثرت سے چنے ہوئے میووں کی طرح ہیں

وجاء لتنضير الرياض مبشرا
اور وہ باغوں کی شادابی کے لیے بشیر ہو کر آئے
فلله درّ منضر و مبشرٍ
خدا بھلا کرے اس شاداب کرنے والے اور بشارت دینے والے کا

و شابهه الفاروق فی كل خطةٍ
اور (عمر) فاروقؓ ہر فضیلت میں ان کے مشابہ ہیں
وساس البرايا كالمليك المدبّرِ
انہوں نے ایک مدبر بادشاہ کی طرح رعایا کا انتظام کیا

سعٰی سعی اخلاص فظهرت عزّة
ان کی مخلصانہ سعی سے عزت ظاہر ہوگئی
و شان عظيم للخلافة فانظرِ
خلافت کے لیے پس شانِ عظیم کو دیکھ تو سہی

و صبغ وجه الارض من قتل كفرة
اور انہوں نے زمین کی سطح کو کفار کو قتل کر کے رنگ دیا
فيا عجبا من عزمه المتشمّرِ
پس ان کا عزم مصمم کیا ہی عجیب تھا

و صار ذكاءً كوكب فی وقته
اور ان کے عہد میں ستارہ سورج بن گیا تھا
فواهًا له ولوقته المتطهرِ
پس آفرین ہے ان پر بھی اور اس کے پاک وقت پر بھی

و بارى ملوك الكفر فى كل معركٍ

اور انہوں نے کافر بادشاہوں سے ہر معرکے میں مقابلہ کیا

و اهلك كل مبارز متكبرٍ

اور ہر متکبر جنگجو کو ہلاک کر دیا

ارىٰ اٰية عظمى بأيدٍ قويّة

انہوں نے قوی ہاتھوں سے بڑا نشان دکھایا

فواهاً لهذا العبقرى المظفر

آفرین ہے اس فتح مند جواں مرد پر

امام اناس فى بجاد مرقع

وہ پیوند شدہ کمبل میں لوگوں کے امام تھے

مليك ديارٍ فى كساءٍ مغبّر

اور غبار آلود چادروں میں ملکوں کے بادشاہ تھے

واعطى انوارًا فصار محدّثا

اور انہیں انوارِ الٰہی دیئے گئے سو وہ خدا کے محدث بن گئے

و كلمه الرحمن كالمتخيّر

اور خدائے رحمٰن نے ان سے برگزیدوں کی طرح کلام کیا

مأثره مملوة فى دفاتر

ان کی خوبیوں سے دفاتر بھرے پڑے ہیں

فضائله اجلى كبدرٍ انور

اور ان کے فضائل روشن چاند کی طرح چمک رہے ہیں

فواهاً له و لسعيه و لجهده

پس آفرین ہے ان کو، ان کی کوشش اور جدوجہد کو

و كان لدين محمدٍ خير مغفرٍ

وہ دین محمد ﷺ کے لیے بہترین پناہ تھے

و فى وقته افراس خيل محمد

اور ان کے عہد میں محمد ﷺ کے شاہسواروں کے گھوڑوں نے

اثرن غبارًا فى بلاد التنصر

عیسائیوں کے ملکوں میں غبار اڑائی

و كسر كسرى عسكرالدين شوكة

اور دین کے لشکر نے کسریٰ کی شوکت کو توڑ ڈالا

فلم يبق منهم غير صور التصور

پس ان (اکاسرہ) میں سے خیالی صورتوں کے سوا کچھ باقی نہ رہا

و كان بشوكة سليمان وقته

اور وہ اپنی شان میں اپنے زمانے کا سلیمان تھا

و جعلت له جن العدا كالمسخّرِ

اور دشمنوں کے جن اس کے لئے مسخر کر دیئے گئے تھے

رئيت جلالة شانه فذكرته

میں نے اس کی بزرگ شان کو دیکھا تو اس کا ذکر کیا اور

وما امدح المخلوق الا لجوهر

میں مخلوق کی مدح صرف اس کی خوبی کی وجہ سے کرتا ہوں

وما ان اخاف الخلق عند نصاحة

اور نصیحت کے وقت میں مخلوق سے نہیں ڈرتا

و ان المرارة يلزمن قول منذرٍ

اور انذار کرنے والے کی بات کڑوی تو ہوتی ہے

فلما اجازت حلل قولی لدونة
جب میرے قول کے لباس (الفاظ) نرمی سے تجاوز کر گئے
و غارت دقائقه کبئر مقعّرٍ
اور ان کی باریکیاں گہرے کنوئیں کی طرح گہری ہو گئیں

فافتوا جمیعا ان کفرك ثابت
تو سب نے فتویٰ دے دیا کہ تیرا کفر تو ثابت ہے
و قتلك عمل صالح للمکفر
اور مکفر کے لئے تجھے قتل کرنا عمل صالح ہے

لقد زین الشیطان اوهامهم لهم
یقیناً شیطان نے ان کے وہموں کو ان کے لئے مزین کیا
فترکوا الصلاح لاجل غی مدخر
انہوں نے نیکی کو ترک کر دیا ذلیل کرنے والی گمراہی کی خاطر

و قد مسخ القهار صور قلوبهم
اور خدائے قہار نے ان کے دلوں کی صورتوں کو مسخ کر دیا ہے
و فقدوا من الاهواء قلب التدبر
اور ہوا و ہوس نے ان سے سوچنے والا دل کھو دیا ہے

وما بقیت فی طینهم ریح عِفّةٍ
اور ان کی سرشت میں عفت کی بو بھی باقی نہیں رہی
فذرهم یسبوا کل بر موقّر
چھوڑ ان کو کہ وہ ہر نیک شخص کو گالیاں دیتے رہیں

و قد کفرت قبلی صحابة سیدی
اور مجھ سے پہلے میرے آقا کے صحابہؓ کی تکفیر کی گئی ہے
و قد جاءك الاخبار من کل مخبر
اور ہر مخبر کی طرف سے تجھے ایسی خبریں مل چکی ہیں

یسرون ایذائی لجبن قلوبهم
اور اپنی بزدلی کی وجہ سے میری ایذاء کو چھپاتے ہیں
وما ان اریٰ فیهم خصیما ینبری
میں ان میں کوئی ایسا مخالف نہیں پاتا جو سامنے آئے

یفرون منی کالثعالب خشیة
وہ ڈر کے مارے مجھ سے لومڑیوں کی طرح بھاگتے ہیں
یخافون اسیافی و رمحی و خنجری
وہ میری تلواروں نیزے اور خنجر سے ڈرتے ہیں

و منهم حراص للنضال عداوة
ان میں سے بعض عداوت کی وجہ سے مقابلہ کے لئے حریص ہیں
غلاظ شداد لو یطیقون عسکری
وہ سخت دشمن ہیں کاش وہ میرے لشکر سے مقابلہ کی طاقت رکھتے

قد استترت انوارهم من تعصب
اور ان کے انوار تعصب کی وجہ سے چھپ گئے
و انی اراهم کالدمال المعفّر
اور میں انہیں خاک آلود اپلے کی طرح پاتا ہوں

فاعرضنا عنهم و عن ارجائهم
پس ہم نے ان سے اور ان کے ارد گرد سے منہ پھیر لیا ہے
کانا دفناهم بقبر مقعر
گویا کہ ہم نے ان کو گہری قبر میں دفن کر دیا ہے

ووالله انا لا نخاف شرورهم
اور اللہ کی قسم! ہم ان کے شر سے نہیں ڈرتے

وما ان اخاف الخلق فی حکم خالقی
اور میں خالق کے حکم کے بارہ میں مخلوق سے نہیں ڈرتا

و ان المهیمن یعلمن کل مضمری
اور خدائے مہیمن میرے تمام اندرونے کو جانتا ہے

و لو کنت مفتریا کذوبا و لضرنی
اور اگر میں مفتری کاذب ہوتا تو ضرور مجھے نقصان پہنچتا

بوجه المهیمن لست رجلا کافرا
خدائے مہیمن کی ذات کی قسم! میں کافر شخص نہیں

ولست بکذاب و ربی شاهد
میں کذاب نہیں اور میرا رب گواہ ہے

واعطیت اسرارًا فلا یعرفونها
اور مجھے وہ اسرار دیئے گئے جنہیں وہ نہیں جانتے

فسبحان رب العرش عما تقولوا
ربّ العرش پاک ہے اس سے جو وہ کہتے ہیں

وما انا الا مسلم تابع الهدی
اور میں ایک مسلمان ہوں جو ہدایت کے تابع ہے

ولکن علومی قد بدا لب لبها
اور میرے علوم کا خلاصہ مغز ظاہر ہو چکا ہے

لقد ضل سعیًا من اتانی مخالفا
بے شک اس کی کوشش ضائع ہوگئی جو میرا مخالف ہو کر آیا

نقلنا وضئیتنا الی بیت اقدرِ
کہ ہم نے اپنی قیمتی متاع خدائے قادر کے گھر منتقل کر دی ہے

و قد خوّفوا والله کهفی ومازری
حالانکہ انہوں نے مجھے ڈرایا ہے اور اللہ میری پناہ اور جائے امان ہے

فدعنی و ربی یا خصیمی و مکفری
پس مجھے میرے رب کے حوالہ کر دے اے میرے مکفر دشمن!

عداوة قوم جرّدوا کل خنجر
ان کی عداوت سے جنہوں نے ہر خنجر کو نکال لیا ہے

و ان المهیمن یعلمن کل مضمری
اور یقیناً خدائے مہیمن میرے تمام اندر کو جانتا ہے

و یعلم ربی کل ما فی تصوری
اور میرا رب جو کچھ میرے تصور میں ہے اس کو خوب جانتا ہے

و للناس آراءٌ بقدر التبصر
اور لوگوں کی آراء ان کی بصیرت کے مطابق ہی ہوتی ہیں

علیه باقوال الضلال کمفتری
انہوں نے گمراہی کے اقوال مفتری کی طرح گھڑ لئے ہیں

فیا صاح لا تعجل هوًی و تدبر
پس اے دوست ہوائے نفس کی وجہ سے جلدی نہ کر بلکہ تدبر کر

لما ردفتها ظفر کشف مقشر
ان علوم کے پیچھے چھلکا اتار دینے والی فصاحت کے ناخن چلے آ رہے ہیں

و ربی معی والله حبی و موثری
میرا رب میرے ساتھ اور اللہ تعالیٰ میرا دوست اور مجھے پسند کرنے والا ہے

ويعلو اولو الطغوى باول امرهم
اور ابتدائے امر میں سرکش لوگ اوپر چڑھ آتے ہیں
و اهل السعادة فى الزمان المؤخر
مگر سعادت مند لوگ بالآخر بلند ہوتے ہیں

ولو كنت من اهل المعارف والهدى
اور اگر تو اہل معرفت اور اہل ہدایت سے ہوتا تو
لصدقت اقوالى بغير تحيّر
تو میرے اقوال کی کسی حیرانی کے بغیر تصدیق کرتا

ولو جئتنى من خوف ربّ محاسب
اگر تو میرے پاس ربّ محاسب کے خوف سے آتا
لاصبحت فى نعمائه المستكثر
تو تُو اس کی بہت بڑی نعمت میں رہتا

الا لا تضع وقت الانابة والهدى
خبردار! رجوع الی اللہ اور ہدایت کے وقت کو ضائع نہ کر
صدودك سم يا قليل التفكرِ
تیرا ترک جانا زہر ہے اے کم سوچنے والے!

و ان كنت تزعم صبر جسمك فى اللظى
اگر تیرے زعم میں تیرا جسم آگ کے شعلے کو برداشت کر سکتا ہے
فجربه تمرينا بحرق مسعّرِ
تو اس کا تجربہ کر بھڑکنے والی آگ کی جلن کی مشق کرتے ہوئے

ومالك لا تبغى المعالج خائفا
اور تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو خوف سے معالج کی خواہش نہیں کرتا
و انك فى داءٍ عضال كمحصرِ
حالانکہ تو قولنج کے مریض کی طرح سخت بیماری میں مبتلا ہے

فيا ايها المرخى عنان تعصب
اے تعصب کی باگ کو چھوڑنے والے!
خف الله و اقبل تحف وعظ المذكر
اللہ سے ڈر اور نصیحت کرنے والے وعظ کے تحفوں کو قبول کر

و خف نار يوم لا يرد عذابها
اس دن کی آگ سے ڈر جس کے عذاب کو نہیں ہٹا سکے گی
تذلل شيخٍ او تظاهر معشرِ
شیخ کا ناز و نخرہ اور قبیلے کی باہمی امداد

سئمنا تكاليف التطاول من عدا
ہم دشمنوں کی دست درازی کی تکالیف سے اکتا چکے ہیں
تمادت ليالى الجور يا رب فانصر
ظلم کی راتیں لمبی ہو گئی ہیں اے میرے رب! تو مدد کر

و انت رحيم ذو حنان و رحمة
اور تو رحیم، مہربان اور صاحب رحمت ہے
فنج عبادك من وبال مدمّرِ
پس اپنے بندوں کو مہلک وبال سے بچا لے

رئيت الخطايا فى امور كثيرةٍ
تو نے بہت سے امور میں (ہماری) خطائیں دیکھی ہیں
و اسرافنا فاغفر و ايد و عذّرِ
اور ہماری زیادتیوں کو بھی پس بخش دے مدد فرما اور تقویت دے

و انت كريم الوجه مولى مجامل
تو کریم ومہربان آقا ہے اور حسن سلوک فرمانے والا ہے

فلا تطرد الغلمان بعد التخير
پس تو ان غلاموں کو منتخب کرنے کے بعد نہ دھتکار

و جئناك كالموتى فاحي امورنا
تیرے پاس مردوں کی طرح آئے ہیں تمہارے معاملات کو زندگی بخش

و نستغفرك مستغيثين فاغفر
ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں مدد کی درخواست کرتے ہوئے، پس معاف فرما

الىٰ اىّ باب يا الٰهى تردنى
الٰہی کس دروازے کی طرف تو مجھے دھکیلے گا

اتتركنى فى كف خصم مخسر
کیا تو مجھے نقصاں رساں دشمن کے ہاتھوں میں چھوڑ دے گا؟

الٰهى فدتك النفس انت مقاصدى
الٰہی میری جان تجھ پر فدا تو ہی تو میرا مقصود ہے

تعال بفضل من لدنك و بشر
اپنے فضل کے ساتھ آ اور مجھے خوشخبری دے

االعرضت عنى لا تكلم رحمة
کیا تو نے مجھ اعراض کیا (جو) شفقت کے ساتھ کلام نہیں فرماتا

و قد كنت من قبل المصائب مخبرى
تُو تو ان مصائب سے پہلے میرا مخبر تھا

و كيف اظن زوال حبك طرفة
اور میں تیری محبت کے زوال کا ایک لحظہ بھی کیسے گمان کر سکتا ہوں

و ياطر قلبى حبك المتكثّر
جب کہ تیری بہت بڑی محبت میرے دل کو تیری طرف جھکا رہی ہے

وجدت السعادة كلها فى اطاعةٍ
اے خدا! میں نے ساری خوش بختی اطاعت میں پائی

فوفق الآخر من خلوصٍ و يسّر
پس دوسروں کو بھی خلوص کی توفیق دے اور آسانی پیدا کر

الٰهى بوجهك ادرك العبد رحمة
اے خدا! اپنی ذات کے طفیل اس بندے پر رحم فرما

تعالىٰ الىٰ عبد ذليل مكفّر
اور (اپنے) کمزور عاجز بندے کی مدد کو آ جس کی تکفیر کی گئی ہے

و من قبل هذا كنت تسمع دعوتى
اور اس سے قبل تو میری دعائیں سنتا رہا ہے

و قد كنت فى المضمار ترسى وما زرى
اور تو میدان میں میری ڈھال اور پناہ رہا ہے

الٰهى اغثنى يا الٰهى امّدنى
اے میرے خدا! میری فریاد رسی کر، الٰہی میری مدد کر

و بشر بمقصودى حنانا و خبّر
اور مہربانی سے میرے مقصود کی بشارت دے اور آگاہ کر

انرنى بنورك يا ملاذى و ملجائى
مجھے اپنے نور سے منور کر دے اے میرے ملجا و ماویٰ!

نعوذ بوجهك من ظلام مدعثر
ہم تیری پناہ لیتے ہیں چھا جانے والی تاریکی سے

وخذ رب من عادی الصلاح و مفسدا ۔۔۔ و نزل علیه الرجز حقا و دمر

اور اے میرے رب! نیکی کے دشمن اور مفسد کو پکڑ لے ۔۔۔ اور حق کی خاطر اس پر عذاب نازل کر اور اسے برباد کر

و کن رب حنانا کما کنت دائما ۔۔۔ و ان کنت قد غادرت عهدا فذکر

اور اے میرے رب! تو مہربان ہو جیسا کہ تو ہمیشہ مہربان تھا ۔۔۔ اور اگر میں اپنا عہد چھوڑ چکا ہوں تو یاد دلا

و انك مولی راحم ذو کرامة ۔۔۔ فبعد عن الغلمان یوم التشور

اور یقیناً تو رحم کرنے والا آقا اور صاحب کرم ہے ۔۔۔ پس تو اپنے غلاموں سے شرمندگی کے دن کو دور کر دے

اری لیلة لیلاء ذات مخافة ۔۔۔ فهنئی و بشرنا بیوم عبقری

میں سیاہ خوفناک رات کو دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ پس تو برکت دے اور ہمیں شاندار دن کی بشارت دے

و فرج کروبی یا کریمی و نجنی ۔۔۔ و مزق خصیمی یا الهی و عفّر

اے کریم دکھوں کو دور کر اور مجھے نجات دے ۔۔۔ الٰہی! میرے دشمن کو پارہ پارہ اور خاک آلود کر دے

و لیست علیك رموز امری بغمة ۔۔۔ و تعرف مستوری و تدری مقعری

اور میرے کام کے رموز تجھ پر مخفی نہیں ہیں ۔۔۔ تو میرے راز اور دل کی گہرائی کو جانتا ہے

زلالك مطلوب فاخرج عیونه ۔۔۔ جلالك مقصود فایّد و اظهر

تیرا آب زلال مجھے مطلوب ہے سو اس کے چشموں کو جاری کر ۔۔۔ تیرا جلال مقصود ہے پس تائید کر اور اپنا جلال ظاہر کر

وجدناك رحمانا فما الهمّ بعده ۔۔۔ نعوذ بنورك من زمان مکوّر

ہم نے رحمٰن کو پا لیا پس اس کے بعد کون سا غم ہے ۔۔۔ ہم سیاہ زمانے سے تیرے نور کی پناہ چاہتے ہیں

واخر دعوانا ان الحمد کلّه ۔۔۔ لرب کریم قادر و مُیَسّرِ

آخر میں ہم مکمل شکر ادا کرتے ہیں ۔۔۔ اپنے قادر رب کریم کا جو آسانی مہیا کرنے والا ہے

مِنَ الْمُؤَلِّفِ

صحابہؓ کی مدح میں مؤلف کا قصیدہ

ان الصحابة کلّهم کذکاء
قد نوّروا وجه الوری بضیاء

یقیناً! صحابہؓ سب کے سب سورج کی مانند ہیں
انہوں نے مخلوق کا چہرہ روشنی سے منور کردیا

ترکوا اقاربهم و حب عیالهم
جاءوا رسول الله کالفقراء

انہوں نے اپنے اقارب کو اور عیال کی محبت کو چھوڑ دیا
اور رسول اللہ کے حضور میں فقراء کی طرح حاضر ہو گئے

ذبحوا وما خافوا الوری من صدقهم
بل اٰثروا الرحمن عند بلاء

وہ ذبح کئے گئے مگر اپنے صدق کی وجہ سے مخلوق سے نہ ڈرے
بلکہ مصیبت کے وقت انہوں نے خدائے رحمٰن کو ترجیح دی

تحت السیوف تشهدوا لخلوصهم
شهدوا بصدق القلب فی الاملاء

اپنے خلوص سے وہ تلواروں کے نیچے شہید ہو گئے
اور مجالس میں انہوں نے صدق قلب سے گواہی دی

حضروا المواطن کلها من صدقهم
حفدوا لها فی حرّة رجلاء

اپنے صدق کی وجہ سے وہ ہر جگہ حاضر ہو گئے
وہ ان میدانوں کی سنگلاخ زمین میں جمع ہو گئے

الصالحون الخاشعون لربهم
البائتون بذکره و بکاء

وہ صالح اپنے رب کے حضور جھکنے والے تھے
وہ اس کے ذکر میں رو کر راتیں گذارنے والے تھے

قوم کرام لا نفرق بینهم
کانوا لخیرالرسل کالاعضاء

وہ بزرگ انسان ہیں ہم ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے
وہ خیرالرسل کے لئے منزلہ اعضاء کے تھے

ما کان طعن الناس فیهم صادقاً
بل حشنة نشاءت من الاهواء

لوگوں کے ان کے بارے میں طعن سچے نہ تھے
بلکہ وہ ایک کینہ ہے جو ہوا و ہوس سے پیدا ہوا ہے

انی اری صحب الرسول جمیعهم
عند الملیک بعزة قعساء

میں رسولؐ کے تمام کے تمام صحابہؓ کو
خدا کے حضور دائمی عزت کے مقام پر پاتا ہوں

تبعوا الرسول برحله و ثوا   صاروا بسبل حبیبهم کعفاء
انہوں نے رسولؐ کی سفر اور حضر میں پیروی کی   اور وہ اپنے حبیب کی راہوں میں خاک راہ ہوگئے

نهضوا لنصر نبینا بوفاء   عند الضلال و فتنة صمّاء
وہ ہمارے نبی ﷺ کی مدد کے لئے وفا کے ساتھ   اٹھ کھڑے ہوئے گمراہی اور سخت فتنہ کے وقت میں

و تخیّروا لِلّٰه کل مصیبة   و تهللوا بالقتل والاجلاء
اور انہوں نے اللہ کی خاطر ہر مصیبت کو اختیار کیا   اور قتل اور جلاوطنی کو بھی بخوشی قبول کیا

انوارهم فاقت بیان مبیّن   یسوّد منها وجه ذی الشحناء
ان کے انوار بیان سے بھی بالا ہوگئے   کینہ ور کا چہرہ ان انوار کے مقابلہ میں سیاہ ہو رہا ہے

فانظر الیٰ خدماتهم و ثباتهم   و دع العدا فی غصة وصلاء
تو ان کی خدمات اور ثابت قدمی کو دیکھ   اور دشمن کو اس کے غصہ اور جلن میں چھوڑ دے

یا رب فارحمنا بصحب نبینا   واغفر و انت الله ذو الآء
اے میرے رب! ہم پر ہمارے نبیؐ کے صحابہؓ کے طفیل رحم کر   اور ہماری مغفرت فرما اور تو ہی نعمتوں والا اللہ ہے

والله یعلم لو قدرت ولم امت   لاشعت مدح الصحب فی الاعداء
اللہ جانتا ہے اگر میں قدرت رکھتا اور مجھے موت نہ آتی   تو میں صحابہؓ کی تعریف ان کے تمام دشمنوں میں خوب پھیلا کر چھوڑتا

ان کنت تلعنهم و تضحك خسة   فارقب لنفسك کل استهزاء
اگر تو ان کو لعنت کرتا ہے اور کمینگی سے ہنستا ہے   تو اپنے لیے ہر استہزاء کا انتظار کر

من سبّ اصحاب النبی فقد ردی   حق فما فی الحق من اخفاء
جس نے نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو گالی دی تو یقیناً وہ تباہ ہوگیا   یہ ایک سچائی ہے سو اس سچائی میں کوئی اخفاء نہیں

اے لوگو! صحابہ کرامؓ کے بارے میں سوئے ظن مت رکھو اور اپنے آپ کو شک کی وادیوں میں ہلاک مت کرو۔ وہ امت گزر گئی اور تم اس حقیقت کو نہیں جانتے جو دور کر دی گئی اور چھپا دی گئی ہے۔ تم نہیں جانتے کہ ان کے درمیان کیا واقعہ ہوا اور کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ ٹیڑھے ہو گئے بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کو منور کر دیا تھا۔ پس اس کی پیروی مت کرو جس کا تمہیں علم نہیں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اگر تم خدا سے ڈرنے والے ہو۔ صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ تو روحانی انوار تھے جو منقطع الی اللہ تھے اور اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ میں ہرگز قبول نہیں کرسکتا کہ وہ اس حقیر دنیا کے لیے جھگڑا کرنے والے تھے اور کہ وہ ایک دوسرے کے لیے دل میں بغض اور کینہ رکھتے تھے یہاں تک کہ معاملہ ایک دوسرے کے مابین قتل، مقاتلہ اور فسادات تک پہنچ گیا اور ان کے درمیان عناد بڑھ گیا تھا۔ (صفحہ نمبر 73-74)

Rs. 500/-